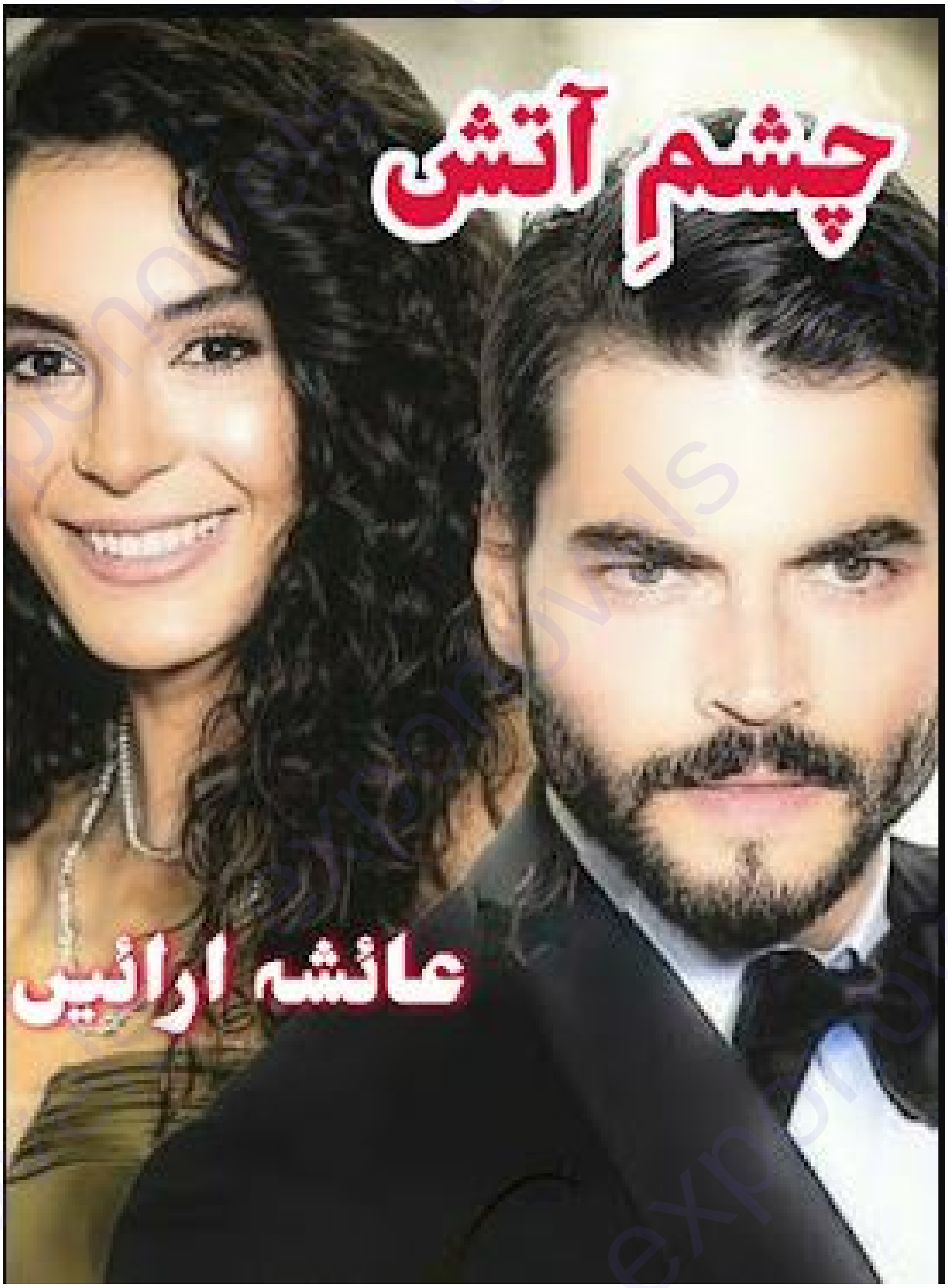
چشمِ آتش
عائشہ ارائیں

سفید ٹراؤزر پہ بلیو شرٹ پہنے جو کافی کھلی تھی کھلے سلکی بال اور شرٹ پر لگا لوگو ہسپتال کے نام کی نشاندہی کر رہا تھا۔ وہ ڈری سہمی چلتی چلتی ایک شیشے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔
نفسیاتی بیماروں کی کئیر کرنے والا یہ ہسپتال ہر روز کئی کہانیاں دیکھا تا تھا مگر اس لڑکی کی کہانی سے بے خبر تھا یہی وجہ تھی کہ ڈاکٹر کو اسکی حالت سمجھنے میں پریشانی پیش آ رہی تھی۔
پچھلے تین سال سے وہ اس ہسپتال میں تھی مگر ابھی بھی وہ دورہ پڑنے پر پہلے جیسی ہو جاتی
۔

وہ کھڑی آئینے کو گھور رہی تھی دیکھتے دیکھتے اس آئینے میں اس شخص کا عکس آ گیا جس سے وہ بے پناہ نفرت کرتی تھی وہ ٹوٹا ہوا تھا اسکی آنکھوں کے گرد ہلکے تھے۔
"پہلے انسان دوسرے کو برباد کرتا ہے" وہ رکی سوچنے لگی۔
"پھر۔۔" پھر خاموشی چھائی نظریں سامنے کھڑے شخص کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں
۔

"پھر خود برباد ہوتا ہے" بات ختم کرنے کے ساتھ اسکا قہقہ گونجا اسکی گونج کمرے کی دیواروں سے ٹکرا کر واپس اسکے کانوں میں آئی۔ پھر ہنستے ہنستے اسکی آنکھیں سرخ ہوئی لب خاموش ہوئے۔

"اور خود کے برباد ہونے کا دورانیہ زیادہ ہوتا ہے بہت زیادہ" وہ دھاڑی پھر اسنے دیکھا وہ کوئی نفسیاتی مریضہ لگ رہی تھی۔

"تمہارے برباد ہونے کا دورانیہ بہت لمبا ہوگا تم موت مانگو گے نہیں ملے گی برباد ہوجاو گے تم" وہ وارننگ لیے بولی کہ سامنے کھڑے شخص کے چہرے پر بوکھلاہٹ واضح نظر آئی وہ ہنسی مطمین ہنسی اسکی بوکھلاہٹ نے اسے سکون پہنچایا تھا اس نے پاس پڑا گلدان اٹھا کر شیشے پر مارا اپنے بال نوچنے لگی۔

"میں تمہیں ماردوں گی" وہ چیخی نرس بھاگتی اسکے پاس آئی اسکی حالت خراب ہوگئی تھی۔ دو نرسوں نے پکڑ کر اسے انجکشن لگایا ہاتھ پاؤں مارتی وہ اب بے ہوش ہوچکی تھی نرسیں سہارا دیتی بیڈ تک لائی باقی مریضہ عورتیں بھی اسے دیکھ رہی تھی۔

****

تھری پیس سوٹ میں ملبوس دو گارڈز کے ہمراہ وہ گندمی رنگ ,ہلکی ہلکی شیو، کالی آنکھیں سنجیدہ چہرہ لئے ایک شان سے چلتا وہ آفس کی طرف بڑھا چارلی بیچاری فائل لیے پیچھے پیچھے

اس مغرور بادشاہ کی تابعداری میں تقریباً بھاگتی ہوئی آرہی تھی. جتنا وہ پیارا تھا اتنا ہی کھڑوس طبیعت کا مالک تھا ایک پرسنٹ کے نقصان پر وہ کمپنی کے ایمپلائے کا سانس لینا محال کردیتا تھا۔ اسی لیے سارا سٹاف اس سے ڈرتا تھا اسکے چہرے پر مسکراہٹ تو کبھی دیکھی نہ تھی اور چارلی بچاری کو اپنی جان سولی پر اٹکی ہوئی لگتی ہر روز کہ کسی غلطی پر اسکا بوس کہی اسکو نوکری سے فارغ ہی نہ کردے۔ اپنے مزاج کے مطابق کڑوی کالی کافی شایان شان ٹیبل پر پڑی تھی جس سے اڑتی بھاپ اسکے گرم ہونے کا پتا دے رہی تھی

"سر کافی چارلی نے کافی پیش کی۔

"ہوں "وہ اپنی پیشانی مسلتا کافی کا گھونٹ بھرنے لگا ایک نگاہ سامنے پڑی فائل پر ڈالی۔

"سر لندن سے چھوٹی میڈم کی کال آرہی ہے" چارلی نے بتایا تو اس نے اسکے ہاتھ سے فون لیا۔

'کیسی ہے میری گڑیا" وہ نرم لہجے میں بولا۔

"بالکل ٹھیک آپ کیسے ہے ؟" وہ چہکتی بولی اسکے بھائی نے اسکی کال پہلی ہی بیل پر جو اٹھا لی تھی ورنہ تو اسے ہزاروں کال کرنی پڑتی۔

"میں بھی ٹھیک ہو پڑھائی کیسی جا رہی ہے ممی ڈیڈی کیسے ہے ؟" اس نے سر چیر کی پشت پر لگایا۔

"وہ بھی ٹھیک ہے پڑھائی سپرڈپر جا رہی ہے ہم سب آپ کو بہت یاد کرتے ہے" وہ نم لہجے میں بولی تو وہ سیدھا ہوا وہ نمی برداشت نہیں کر سکتا تھا مگر جس ہیرے کی تلاش میں وہ پاکستان رکا ہوا تھا اسے لیے بغیر وہ لندن بھی نہیں جانا چاہتا تھا۔

"اوکے گڑیا میں کال رکھتا ہوں میٹنگ ہے" وہ اسے بولنے کا موقع دیے بغیر خود ہی کال کاٹ چکا تھا اس نے سرد آہ بھری کافی کا سپ لیا۔

****

آج کالج ٹائم سے وہ کافی دیر گھر پہنچی تھی۔ وجہ تھی کالج بس جو روز گھر لیٹ پہنچاتی تھی سست قدم اٹھاتی وہ بیگ پلنگ پر رکھتی خود کپڑے لیے فریش ہونے چلی گئی سفید یونیفارم دھول مٹی کی گرد سے میلا ہو چکا تھا اس نے کپڑے چینج کیے ایک نظر کمرے کی طرف دیکھا دروازہ بند تھا وہ سرد آہ بھرتی باورچی خانے میں گئی کل کی پکی دال گرم کر کے گرم گرم دو روٹیاں بنائی ٹرے میں کھانا رکھے وہ کمرے کی طرف بڑھی۔

"السلام علیکم بابا جانی" وہ مسکراتی ہوئی بولی تو ضیاء صاحب نے اپنی نم آنکھیں صاف کی اور مسکرائے۔

"وعلیکم السلام تم کب آئی" وہ بولے انکا دھیان آج ماضی میں اس قدر کھویا ہوا تھا کہ روشی کے آنے کی خبر ہی نہیں ہوئی انہوں نے ویل چئیر ہاتھوں سے آگے چلائی۔

"جب آپ کسی کی تصویر کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے "وہ کھانا نکالتی بولی تو وہ مسکرائے۔

"ہمم اب تم آگئی نا اس تصویر کا عکس ہو تم "وہ اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے بولے لیکن وہ مسکرا نہ سکی۔

"اگر میں عکس ہوں تو وعدہ کرے یوں آپ انھیں سوچ سوچ کر طبعیت خراب نہیں کرے گے میں نے کہا نا میں ڈھونڈلوں گئی صرف آپکی خاطر "وہ خفگی سے بولی کیوں نا بولتی اسے اس تصویر سے کچھ خاص لگاؤ نا تھا جسے ہر وقت ضیاء صاحب سینے سے لگائے رکھتے۔

"اوکے جی "وہ ہار مانتے بولے کیوں کہ وہ اپنی روشی کا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتے تھے۔

روشی اکیلی ہی گھر کا سارا خرچ چلاتی تھی ٹیوشن اور سلائی کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی پڑھ رہی تھی اسکا خواب بزنس وومن بننے کا تھا۔

****

وہ ڈرتی ہوئی بڑی مشکل سے حویلی سے نکل کر نہر کے قریب پہنچی تھی نا محسوس انداز میں وہ بار بار پیچھے بھی دیکھ رہی تھی اسے اپنے باپ کے ساتھ ساتھ فواد آفندی کا بھی ڈر تھا کہی وہ اسے دیکھ نہ لے کہاں وہ دبو سی لڑکی جو رات اکیلیے کمرے میں نہیں سوتی تھی اور اب وہ رات کے پہر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر نہر پہنچی حسب عادت اسکا عاشق اسکے انتظار میں

بائیک سائیڈ پر لگائے بلیک شلوار قمیض براؤن چادر کاندھے پر ڈالے اس کے انتظار میں تھا۔ اسے دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اسکی لو دیتی نظروں کو دیکھتے ہوئے مخالف نے نظریں جھکا دی۔

"یار اتنی دیر لگا دی مجھے لگا صبح تک انتظار کرنا پڑے گا ماہی "وہ اسکے ماتھے پر پیار کے مثبت مہر لگاتے ہوئے بولا۔ اسکی حرکت پر بوکھلائی۔

"دیکھیں آپ ایسے نہ کرے بابا سائیں یا پھر فواد سائیں نے دیکھ لیا تو میرے ساتھ آپ کے بھی ٹکڑے کر ڈالے گے۔ "وہ پریشانی سے بولی۔

"یار تم سے دور رہتا ہوں تو دل کے ٹکڑے ہوتے ہیں اور میں اپنی خالہ کو بھیجنا تو چاہتا ہوں تب بھی تم ہی منع کرتی ہو "وہ بولا۔

"آپ سمجھنے کی کوشش کرے بابا سائیں کبھی نہیں مانے گے وہ ہمدانی آدا کی طرح نہیں ہے وہ روایتی انسان ہے جو روایت نہیں توڑے گے ان کے اصول ان کی اولاد سے زیادہ اہم ہے "اسکی آواز نم ہوئی تو مخالف نے سینے سے لگایا۔

"چپ چھوڑو انھیں یہ دیکھو تمہارے لیے بکس لایا ہوں تمہیں پڑھنے کا شوق ہے نا "اس کے بولنے پر اس نے بچے کی طرح ہاں میں سر ہلایا۔

"بس ٹھیک ہے ہماری شادی ہوجائے اس کے بعد میں خود تمہارا یونی میں ایڈمیشن کرواؤ گا" وہ بولا تو اسے دیکھنے لگی وہ شخص اسکا کتنا خیال رکھتا تھا اسکی محبت نے ہی اس ڈرپوک لڑکی کو خوابوں کی دنیا دیکھانا شروع کی تھی ورنہ وہ مر کر بھی اپنے باپ سے چھپ کر ملنے نہ آتی۔
****
آعیرہ صبح سے کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی اسے اپنے بھائی کی بہت یاد آرہی تھی کہنے کو تو وہ اس سے صرف تین سال چھوٹی تھی مگر وہ ایسا شہزادی جیسا خیال رکھتا اسی وجہ سے وہ نازو پری بن گئی تھی مگر پچھلے تین سالوں سے وہ کافی بدل گیا تھا جو ہر وقت آعیرہ کرتا رہتا تھا اب اس کے پاس چھوٹی پرنسس کے لیے ٹائم ہی نہیں ہوتا تھا۔ اسے اپنا نام آعیرہ اس لیے بہت پسند تھا کہ یہ اسکے بھائی نے رکھا تھا جس کا مطلب تھا شہزادی، پرنسس۔ وہ رو رہی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا آنے والی ہستی کے بدن سے اٹھتی خوشبو سونگ کر ہی وہ پہچان گئی تھی کون آئی ہیں؟۔
"میری پرنسس کھانا کھانے بھی نہیں آئی کیا ہوا میری پرنسس کو" وہ اسکے سلکی بالوں پر ہاتھ پھیرتے بولی۔
"نہیں ہوں میں پرنسس نہیں ہوں میرے بھیا مجھے اب پیار نہیں کرتے" وہ اپنی ماں کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

وہی انکی آنکھیں بھی نم ہوئی کون ماں نہیں چاہیے گئی اپنے بیٹے سے ملنا ۔
"ایسے نہیں بولتے وہ اپکو بہت پیار کرتے ہے کام میں بزی ہوتے ہے" وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی آعیرہ نے نفی میں گردن ہلائی ۔
"پیار نہیں کرتے وہ میرے کہنے پر بھی ہم سے ملنے نہیں آتے" وہ شکوہ کرتی بولی
"توکیا خیال ہے ہم ملنے چلیے ان سے پاکستان "پیچھے سے مرادنہ آواز ائی ۔
"سچی ڈیڈ آئی لو یو" وہ بھاگتی ہوئی انکے گلے لگ گئی انہوں نے آعیرہ کے ماتھے پہ بوسا دیا ایک نفوس پاکستان کی بات سن کے باہر چلا گیا انکے چہرے کی اداسی پڑھتے ہوئے وہ آعیرہ کو چھوڑ کر اپنی بیگم کے پاس گئے جو پاکستان جانے سے ڈرتی تھیں ۔
****
فارم ہاؤس میں چلتی رنگ برنگی لائٹ اونچا میوزک آج گرینڈ پارٹی کا انتظام تھا یہ پارٹی التمش نے اپنے کالج فینش ہونے کی خوشی میں دی تھی پھر سب نے یونی چلے جانا تھا اس لیے وہ آخری پارٹی دے کر الوداع کرنا چاہتا تھا اسکی پارٹی کا سب کو ہی انتظار ہوتا اسی لیے سارے ہی آئے تھے ۔
"التمش ہمیشہ کی طرح گرینڈ پارٹی میں تیرا کوئی ثانی نہیں یار" دوست داد دیتے ہوئے بولے ۔

"التمش کا کوئی ثانی ہو بھی نہیں سکتا "وہ غرور سے بولا سب ہی اسکے غرور کو سراہتے تھے
۔
"تو کون سی یونی میں ایڈمیشن لے رہا ہے بھائی میرا "ایک دوست بولا
"ابھی کچھ کنفرم نہیں ایک ہستی کا ہی انتظار ہے دیکھتے ہے وہ کدھر جاتی ہے ہم پیچھے پیچھے
"وہ بولا سب منہ کھول کر اسے دیکھنے لگے کچھ اس ہستی کی قسمت پر رشک کرنے لگے ۔
"لکی گرل "ایک لڑکی بولی اس کے بولنے پر التمش مسکرایا مگر اسکی مسکراہٹ پہلے طرح
نرم نہیں معنی خیز تھی
مگر وہاں موجود ہستیاں کہاں اتنے غور فکر میں تھیں ۔
"قسمت تو تمہاری واقعی بہت لکی ہے ڈئیر گرل "وہ اپنی سوچوں میں اس سے مخاطب ہوتا
بولا ۔
****
انجکشن کی وجہ سے اس کے بازوں میں درد تھا مگر اسکی طبعیت اب قدرے بہتر تھی وہ
سیدھی ہو کر بیٹھی تو سامنے سے ڈاکٹر نمرہ اندر آئی ۔
"ہیلو "وہ مسکراتی اسکے سامنے کھڑی ہوگی اس نے صرف اثبات میں سر ہلایا ۔
"کیسی ہو "وہ بات کرنا چاہتی تھی مگر مخالف شاید یہ نہیں چاہتا تھا ۔

"ٹھیک "مختصر جواب پر نمرہ نے سرد آہ کھینچی۔

"تمہارے گھر میں کون کون ہے ڈئیر "وہ بولی شاید وہ کچھ بتا دے۔

"کوئی نہیں "خالی نظروں سے اسے دیکھتی بولی۔

"ہمم کسی سے محبت ہوئی تمہیں "وہ ہنستے ہوئے بولی اس کے چہرے کے تاثر بگڑے اس نے نمرہ کے ہنستے چہرے پر غور نہیں کیا سختی سے آنکھیں بند کی۔

"نہیں "وہ سختی سے بولی۔

"ہمم کیا دھوکا ملا ہے "نمرہ نے پوچھا آج وہ راز سے پردہ اٹھانا دینا چاہتی تھی۔

"نہیں "چلائی۔ اسکی حالت بگڑی۔

"میں ماردوں گئی اسے ماردوں گئی "وہ ہاتھ پاؤں مارتی بولی نمرہ نے اسے کول ڈاؤن کرنے کی کوشش کی لیکن سب بیکار دوبارہ نیند کا انجکشن لگا دیا۔ نمرہ نے ڈاکٹر اسد سے رابطہ کرنے کا سوچا جو آج تک سوفیصد ہر مریض کا علاج کرنے میں کامیاب رہے تھے۔

****

وہ کتابوں میں سر دیے بیٹھی تھی جو اس کو کل ملی تھیں اسے سوچ سوچ کر ہی خوشی ہو رہی تھی کہ وہ یونی جائے گی شادی کے بعد۔ ابھی اس نے کتاب کا ایک صفحہ پلٹا کہ دروازہ کھلتا

For more visit (exponovels.com)

ہوا محسوس ہوا اس نے جلدی سے تکیے کے نیچے کتابیں چھپا دی ۔ فواد مسکراتا ہوا اندر آیا اسے دیکھتے ہی کھڑی ہوگی ڈر واضح شکل سے ظاہر ہورہا تھا ۔

"ارے میری جان ادھر کیوں کھڑی ہو ادھر آؤ سائیں کے پاس" وہ ہاتھ سے کھینچتا بولا وہ کسی ڈور کی طرح کھینچی چلی گئی ۔ اس نے سختی سے آنکھیں بند کی اسکی نظروں میں اپنے جسم کی ہوس دیکھ کر وہ پانی پانی ہوجاتی ۔

"سائیں چھوڑیں "اسکی سخت گرفت میں مچلی ۔

"کیا چھوڑیں کل ہی تایا جان سے کہتا ہوں اس مہینے کوئی تاریخ رکھے اور برداشت نہیں ہوتے تمہارے نخرے کمرے آؤ ذرا میرے پھر دیکھتا ہوں تمہیں "وہ بھڑکتا بولا وہ آگے سے کچھ نہ بول پائی آنسو نکل کر اسکی گال سے پھسلا ۔

"چپ کرو" وہ نرم پڑا اسکے آنسولبوں سے چننے کا خواہش مند تھا مگر مخالف میں اتنی جان نہ تھی شاید وہ بے ہوش ہوجاتی

"مجھے آدی کے پاس جانا ہے شہر" وہ بولی ۔

"چلی جانا شادی کے بعد کہی نہیں جانے دوں گا" وہ بولا ماہی نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا ۔

****

وہ میٹنگ اٹینڈ کر کے ابھی گھر آیا تھا تھکا ہارا اس نے اپنے بیڈ روم کا رخ کیا جہازی سائز بیڈ، چلتے اے سی کی وجہ سے ٹھنڈا کمرہ جس میں اسکی خوشبو پھیلی ہوئی تھی ۔ اس نے کوٹ اتار کر بیڈ پر پھینکا چلتا ہوا کبرڈ کے پاس آیا اپنا آرام دہ سوٹ نکالا فریش ہونے چلا گیا واپس آنے کے بعد سموکنگ کرنے لگا اپنے موبائل سے دوکا شلیزہ کی تصویر ؛

"کدھر ہو یار مجھ سے گناہ ہوا ہے مانتا ہوں مگر یوں سزا نہ دو" وہ اپنی نمی کو روک نا پایا آنسو کا قطرہ بنتا اسکی تصویر دیکھنے لگا

بہت برا ہوں میں آنی بھی مجھ سے ناراض ہو گی ٹھیک کہتے ہیں لوگ میں پاگل ہوں "وہ بولا میسج رنگ ٹون نے اسکا دھیان ہٹایا وہ کبھی مسیج نہ دیکھتا اگر آعیرہ کے میسج نہ ہوتے ۔

"بھائی جان ہم پاکستان آ رہے ہے" وہ وائز میسج سینڈ کرتی بولی ۔

"آ جاؤ بھائی کی پرنسس، بھائی بھی بے تاب ہے" اس نے ٹائپ کیا بیڈ کے سائیڈ پر موبائل رکھتا آنکھیں موندے لیٹ گیا ۔

****

ماہی کو نوشی کے پاس آئے دو دن ہو چکے تھے اسے موقع ہی نہیں مل رہا تھا ضیاء سے ملنے کا ہمدانی اور نوشی کے ہوتے وہ مل نہیں سکتی تھی ۔

"نوشی" وہ اپنے سے بڑی چار سالہ بہن کو بلاتی بولی ۔

"ہوں "وہ بیٹھی چکن قورمہ کی ریسیپی دیکھ رہی تھی۔

"محبت زندگی میں کتنی ضروری ہے؟؟ "اسکے سوال پر نوشی چونکی.

"کیا ہوا ماہی "وہ اب اسکے قریب آکر بیٹھ گئی۔

"محبت "وہ یک لفظ گویا دھما کا کر گئی۔

"واٹ۔۔۔فواد آدا سے "نوشی شرارت سے بولی۔ تو ماہی نے نفی میں سر ہلا کر اسکی مسکراہٹ سمیٹ دی۔

"پھر ماہی دیکھو ٹھیک ٹھیک بتاؤ مجھے ٹینشن ہو رہی ہے "وہ بولی۔

"بس ہو گی ہے محبت "وہ زچ ہوتی بولی۔

"ہو گئی ہے تو اسے قابو رکھو اس محبت کو ختم کر کے فواد آدا کے نام کی مہر لگا دو "وہ تھوڑی سختی سے سمجھاتی بولی تو ماہی نے نفی میں سر ہلایا۔

"آدی محبت کی ہے سودا نہیں کہ نفع نقصان دیکھوں "وہ بولی۔

"دیکھو ماہی میرا بچہ تمہیں بابا سائیں کا پتا ہے وہ تمہیں مار دیں گے "نوشی بولی تو ماہی ہنسی

۔

"اب تو بڑا سینے سے لگاتے ہے "اس نے تڑپ کر کہا تو نوشی نے نگاہیں چرالی سچ تھا کہ ماہی کو کبھی پیار نہ ملا تھا۔

"فواد آدا تو کرتا ہے ناں محبت میری جان "وہ بولی ۔
"ہوس ہے اسے آدی "وہ بولی تو نوشی نے اسے گھورا ماہی چپ کر گئی انکے خاندان کی روایات تھی مرد جیسا بھی کیوں
ناہو ہیرا ہی کہلاتا ہے اور عورت پاؤں کی جوتی ۔
****
ٹیوشن کے بچے جا چکے تھے وہ کچن میں کٹ پٹ کرتی رات کا کھانا بنانے میں مصروف تھی اسکی نگاہ کچن میں موجود کھڑکی سے باہر گئی تو اسکے لبوں پر مسکراہٹ آئی ۔
"بابا جانی کیا دیکھ رہے ہیں ایسے "وہ مصروف انداز میں بولی ۔
"یہی میری بیٹی کتنی بڑی ہوگی ہے کوئی شہزادہ آجانا چاہیے میری بیٹی کے لیے "انکی بات پر روشی کا قہقہ گونجا ۔
"بابا جانی عام صورت لڑکی کو شہزادہ نہیں ملتا اور خاص طور پر ایسی لڑکی کو جس کی ماں اسے پیدا کرتے ہی گھر چھوڑ بھاگ گی ہو "وہ بولتے بولتے سخت بات بول گئی ۔
"روشی "ضیاء صاحب نے گھورا ۔
"ماں ہے تمہاری تمیز بھول گئی تم وہ"اپنی بیوی کے خلاف ایک لفظ برداشت نہیں کرتے تھے ۔

"ماں کیا ہوتی ہے بابا جانی میں یہ بھول گئی" وہ پھر ہنسی ۔
"میں بھول گئی اسکا لمس کیسا ہوتا ہے میں بھول گئی اسکی گود میں ٹھنڈک کیسے ملتی ہے میں بھول گئی کہ ماں بھی کوئی چیز ہوتی ہے. جس کے ساتھ لپٹ کر بیٹی دکھ سکھ بانٹتی ہے میں بھول گئی اس عورت کو جس کی وجہ سے میرا باپ روتا ہے میں بھول گئی اس عورت کو جس کی وجہ سے میرا باپ ڈرتا ہے کہ اسکی بیٹی بدلے کی سولی نہ چڑھ جائے" وہ بولتی بولتی رکی پھر قہقہ رونے میں بدلا چولہا بند کرتی اپنے کمرے میں بھاگ گئی پیچھے ضیاء صاحب سن ہوئے بیٹھے رہے ۔ ایک غلطی کی سزا انہیں بہت بڑی ملنے والی تھی بہت بڑی ۔
****
وہ چلتا اس لڑکی کے پاس آکر بیٹھ گیا جس کے علاج کرنے کے لیے اسے بلایا لیا گیا تھا ۔
"یہ لڑکی کی سائیڈ ہے" وہ بولی معلوم ہے وہ مایوسی سے بولا ۔
"کیا ہوا" وہ پوچھنے لگی ۔
"میری مما مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہے" اسکے بولنے پر ہنسی ڈاکٹر اسد نے اسے دیکھا وہ پیشنٹ بن کے اس کے ساتھ بیٹھا تھا ۔
"مما اچھی نہیں ہوتی بابا اچھے ہوتے ہے" وہ بولی ۔
"مما کیوں اچھی نہیں ہوتی" وہ بولا لڑکی نے ایک نظر اسے دیکھا پھر سرد آہ لی

"وہ چھوڑ کر چلی جاتی ہے" وہ بولی۔

"تو اللہ بلا لیتا ہے نا" اسد سمجھا کہ وہ اپنی والدہ کی وفات پر یہ کہہ رہی ہوگئی۔

"میں آج جس حالت میں ہوں اسکی کہی ناکہی ذمیدار میری ماں ہے اس نے میری ماں کی وجہ سے (نفرت اسکی آنکھوں سے جھلکی) مجھے یہاں (کاندھوں پر اشارہ کیا) یہاں (پھر گردن کی طرف انگلی کی) یہاں (پھر لبوں پر انگلی رکھی) سے چھوا تھا مجھے برا محسوس ہوا روکنا چاہا وہ نہیں رکا" وہ روئی اتنے دنوں بعد وہ کسی سے بات کر رہی تھی اسد کو چوئی موئی سی لڑکی آنسوں بہاتی اچھی نہیں لگی اس نے شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔ وہ ویران آنکھوں سے اسے دیکھتی گارڈن کی طرف چلی گئی۔

****

التمش کو یونی جوائن کیے ہفتہ ہوگیا تھا مگر وہ اس لکی گرل کو دور سے دیکھنے پر ہی اتفاق کر رہا تھا۔ کیونکہ وہ خوبصورت گرل نے کبھی بات کرنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا کلاس کے ایک دو لڑکوں نے دوستی کا ہاتھ بڑھانے کی کوشش کی مگر اسکے کرارے جواب سن کر بغلیں جھانکنے پر مجبور ہو گئے التمش کو سکون سا ملا کہ صرف اسکی ہے۔ بلیک سوٹ بلیک چادر میں وہ بینچ پر بیٹھی پڑھ رہی تھی۔،

"ایکسیوزمی مس "وہ بولا ماہ روش نے آبرو آچکا کر اسے دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو کیا کام
۔
"کیا آپ مجھ سے دوستی کریں گی "التمش نے ایک ہاتھ آگے بڑھایا ماہ روش نے اسے گھورا۔
"یہ آفر کوئی لڑکا آپکی بہن کو کرتا تو کیا جواب ہوتا آپکی بہن کا "وہ سینے پر ہاتھ باندھے اسکے مقابل کھڑی ہوتی بولی۔
"ہاں میرے جیسا میچور اور ہینڈسم بندہ کرتا تو ہاں کر دیتی "وہ بولا وہ منہ بناتی جانے لگی کہ اسکا ڈوپٹہ اٹکا وہ پلٹ کر بغیر کچھ سمجھے اس نے التمش کے منہ پر تھپڑ جھاڑ دیا۔ لیکن جب اسکی نگاہ بینچ میں اٹکے ڈوپٹے کی طرف گئی تو شرمندہ ہوئی اپنی کی غلطی پہ، مگر تب تک تیر کمان سے نکل چکا تھا اب ہو بھی کیا سکتا تھا سوائے غلطی کا خمیازہ بھگتنے کے۔
"سوری "وہ بولی۔
"اٹس اوکے "وہ کہتا وہاں سے چلا گیا ماہ روش نے نگاہ جھکا دی جو سٹوڈنٹ تماشا دیکھنے رکے تھے وہ بھی چلے گئے۔
****

"اقبال سائیں کیا میں اندر آسکتا ہوں "فواد نے اجازت طلب کی کہنے کو تو اقبال اس کے تایا تھے مگر ہر کوئی انھیں اقبال سائیں ہی کہہ کر پکارتا تھا وہ جو شاید کوئی نیوز لگائے بیٹھے تھے ٹی وی بند کی۔

"آجاؤ فواد "انکا وارث جس کو وہ اپنی اولاد سے زیادہ پیار کرتے تھے وہ فواد کی شادی نوشی سے کرنا چاہیے تھے مگر فواد نے صاف انکار کر دیا کیونکہ اسکا کہنا تھا وہ ماہی سے محبت کرتا ہے اس لیے انہوں نے ماہی کو اسکی منگ بنا دیا۔

"اقبال سائیں درخواست لے کر حاضر ہوا

ہوں امید ہے میری درخواست رد نہیں ہوگی" وہ بولا۔

"کیا بات ہے صاف صاف کہو" وہ سیدھے ہوئے۔

"اقبال سائیں میں شادی کرنا چاہتا ہوں" وہ بولے بھلا اقبال کو کیا اعتراض ہوتا وہ تو خود چاہتے تھے کہ انکو جلد ہی کوئی وارث ملے ننھا مہمان آئے۔

"ضرور اس مہینے کا آخری ہفتہ ٹھیک رہے گا ماہی کو کہہ دینا نوشی کے ساتھ سارا سامان لے آئے "انکے بولنے پر فواد کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا من پسند چیز مل جانے پر وہ ایسے ہی خوش ہو جاتا مگر کیا پتا تھا اسکو اس بار اسکی من پسند چیز ملنی بھی تھی یا نہیں۔

****

#چشم_آتش

#عائشہ_ارائیں

#قسط_2

آعیرہ پاکستان آئی تو بہت گرم جوش سی تھی مگر یہاں آکر ساری گرم جوشی ہوا ہو گئی کیونکہ اسکا اکلوتا بھائی اسے لینے ہی نہ آیا وہ گم سم سی گھر آئی ہر چیز ویسے ہی تھی جیسے بچپن میں گھر پہ چھوڑ گئی تھی۔

"مما بھائی کب آئیں گے "وہ مایوسی سے بولی۔

"میرا بیٹا اسکی میٹنگ تھی وہ آجائے گا "وہ جھوٹ بول گئی۔

"اوکے میں بھی جب تک فریش ہو جاتی ہوں "وہ انکی گال چومتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی پیچھے سے وہ اس گھر کو دیکھنے لگی کتنی یادیں وابستہ تھی انکی یہاں ان کے بچوں کا بچپن ان کی نئی زندگی کی شروعات اسی طرح کچھ بری یادیں بھی تھیں پورے گھر کا جائزہ لینے لگیں ،اپنے بیٹے کے لیے بہت پریشان تھیں کیا روگ تھا جس نے انکے بیٹے کے چہرے سے مسکراہٹ ہی چھین لی تھی وہ سمجھنے سے قاصر تھیں دل کٹتا تھا انکا یوں اسے دیکھ کر۔ انکی دو ہی اولادیں تھیں بڑا بیٹا جو بزنس ٹائیکون بن چکا تھا اور انکی بیٹی آعیرہ جو ایک پروفیشنل

ڈاکٹر تھی وہ نفسیاتی مریضوں کا علاج کرتی تھی اسکو لوگوں کا دکھ بانٹ کر سکون ملتا تھا انھیں اپنی تربیت پر فخر تھا۔

اب وہ لان کی طرف بڑھیں یہاں سے وابستہ یادوں کو یاد کر کے انکی آنکھوں میں نمی آگئی انہوں نے آنکھیں صاف کی پورچ پر گاڑی رکنے کی آواز آئی وہ بھاگتی دروازے کے پاس پہنچی۔

"میرا بیٹا" باہیں پھیلا دی وہ ان نے لپٹ گیا اپنے اندر سکون اتارا پھر پیشانی چومی ماں کے آنسو صاف کیے۔

"ماں کو کوئی ایسا تڑپاتا ہے کیا" وہ خفگی سے بولی۔

"میری مجال میں اپنی ماں کو تڑپاؤں" وہ ہنستا ہوا بولا۔ وہ دوبارہ سینے سے لگ گئیں۔

****

آج ماہی بڑی مشکل سے ضیاء سے ملنے ایک ریسٹورنٹ آئی وہ خود پک اینڈ ڈراپ دینا چاہتا تھا مگر ماہی کے ڈر کی وجہ سے وہ چپ ہوگیا۔ ماہی کو صبح ہی فواد کے فون پہ خبر ملی تھی دو ہفتے بعد انکی شادی ہے اسکی جان نکلنے کو تھی۔ کیسے وہ کسی اور کی ہو جاتی جس محبت کو سالوں سے ترستی آئی تھی وہ اس شخص نے اسے دی جس عزت کی حقدار تھی وہ ضیاء نے دی تھی

"کیا ہوا رک کیوں گی آؤ بیٹھو" اسکے یوں رکنے پر بولا اسکا چہرہ چادر میں چھپا ہوا تھا وہ کافی نروس تھی۔

"میں بیٹھوگی نہیں میں یہ بتانے آئی ہوں میں دوبارہ ملنے نہیں آؤگی" وہ موڑنے لگی کہ ضیاء نے اسکی کلائی پکڑی ماہی کے گلے میں آنسو کا پھندا اٹکا۔

"اگر یہ مذاق ہے تو بے ہودہ مذاق ہے" وہ بولا۔

"میں مذاق نہیں کررہی" وہ سوں سوں کرتی بولی ضیاء جیسے باڈی بلڈر کے سامنے وہ ننھی سی جان ہی تھی۔

"تو سہی سہی بتاؤ کیا ہوا ہے" وہ اسکا رخ پھیرتا بولا۔

"وہ فواد سائیں کے ساتھ میری شادی ہے اس مہینے کے آخر میں" وہ نظریں جھکائیں بولی ضیاء کا پارہ ہائی ہوا اس کا دل کیا فواد کے چہرے کا نقشہ بگاڑ دے۔

"چپ کرو اک دم چپ" وہ گھورتا بولا اسکا ہاتھ پکڑ کر سامنے کرسی پر بیٹھایا پھر آرڈر لکھوانے لگا۔

ماہی اسکو موبائل پر کچھ ٹائپ کرتا بھی دیکھ رہی تھی اس کی نظریں ضیاء کی حرکتوں پر تھی کھانا آچکا تھا ماہی نے بے دلی سے تھوڑا سا کھانا اپنی پلیٹ میں ڈالا۔

"ارے اُور ڈالوں نا   سالن ڈالنا چاہا کہ ماہی کے ہاتھ لگنے سے ماہی کے ہاتھ اور کپڑوں پر گر گیا۔

"اوہو آؤ صاف کرو" وہ اسے ساتھ لیے واش روم کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اسے گاڑی والے نے اشارہ کیا وہ ماہی کے ہاتھ پر گرفت سخت کرتا اسے گھسیٹتا گاڑی میں ڈال چکا تھا ماہی جب تک کچھ سمجھتی تب تک بہت دیر ہو چکی تھی

"اسکا دماغ سوچ سوچ کر ماؤف ہو رہا تھا اسکا ضیاء اسکے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے" وہ رو دی مگر اب سب بے کار تھا

****

روشی چپ چاپ بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی اس نے یونی بھی جانا تھا اس کی خاموشی ناراضی کا اعلان تھا جو کافی دنوں کی تھی۔

"میرا شیر بیٹا اب تک ناراض ہے" ضیاء صاحب نے لاڈ کیا مگر وہ نہ بولی

"معاف نہیں کروگی بابا کو" وہ بولے۔ وہ کہاں خود ان سے ناراض رہ سکتی تھی فوراً گلے لگی۔

"دوبارہ وہ عورت ہم دونوں کے درمیان نہیں آنی چاہیے بابا جانی وہ ہماری زندگی سے بہت پہلے نکل گئی تھی" وہ بولی کہ ضیاء صاحب نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

"ماں ہے وہ تمہاری "وہ بولے ۔

"ماں تھی اب سب کچھ آپ ہیں "وہ بولی وہ مسکرائے روشی کو اتنے دنوں بعد سکون ملا تھا

۔

"روشی یونی کیسی جارہی ہے تمہاری "وہ بولے ۔

"اچھی "وہ کچھ سوچتی ہوئی مسکرائی ۔

****

اقبال سائیں اوران کے چھوٹے بھائی شاہین گاؤں میں اکھٹے رہتے تھے ایک حادثے میں اقبال سائیں نے اپنے پیارے بھائی اور بھابھی کو کھودیا مگرانکی کی نشانی کو ہمیشہ کے لیے سینے سے لگا لیا اقبال سائیں نے روایات کے خلاف جاکرا پنے نوکرکی بیٹی سے شادی کی تھی وہ ان سے عشق کرنے لگے تھے انکی محبت نے اقبال سائیں جیسے خول دار بندے کو زندگی کے رنگ دیکھائے تھے ۔ ان کے گھر چھ سال بعد ایک ننھی کلی نے جنم لیا جس کا نام نوشین رکھا گیا پیار سے سب اسے نوشی کہتے ۔ اقبال سائیں کی لاڈلی تھی لیکن فواد سے کم ۔ چارسال بعد انکی کے ہاں پھرایک کلی نے جنم لیا مگر کلی کے جنم لیتے ہی انکی پیاری بیوی انھیں چھوڑکر چلی گئی وہ پھر خول میں بند ہو گئے اس ننھی کلی کا نام تھا ماہ رخ جسے سب ماہی ماہی کہہ کر پکارتے تھے اقبال سائیں کبھی اس سے بات نہیں کرتے ناں ہی سینے سے

لگاتے ایک فاصلہ رکھتے اور نازک دل لڑکی کو یہ بات اندر اندر سے کھا رہی تھی فواد اسکا دھیان رکھنے کے ساتھ ساتھ اس پر بلاوجہ کی پابندیاں بھی لگاتا وہ نازک پری صورت اور سیرت دونوں میں اپنی ماں کی کاپی تھی ۔ جو ایک بار دیکھ لیتا اسے اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوتا شاید یہی ہی وجہ تھی فواد اسے گھر سے باہر نکلنے نہ دیتا پرائیوٹ پیپر دے کر اس نے اپنی انٹر کی تھی ۔ نوشی کی شادی وہ فواد سے کرنا چاہتے تھے نوشی بھی پیاری تھی مگر فواد کا دل تو اس نازک چڑیا پر آگیا تھا اس لیے اقبال سائیں نے نوشی کی شادی اپنے دوست کے بیٹے ہمدانی سے کردی جو بزنس مین تھے ہمدانی ایک نازک مزاج انسان تھے نوشی کی زندگی انہوں نے خوشیوں سے بھر دی تھی

"کدھر ہے ماہی "اقبال سائیں گرجے ماہی ایک دن سے لاپتا تھی کدھر گئی کوئی نہیں جانتا تھا نوشی پل پل دعا کر رہی تھی جدھر ہو خیریت سے ہو کیونکہ اب اگر وہ واپس آتی تو اقبال سائیں بغیر کسی جرم کے ہی اسے زندہ در گور کر دیتے ۔

"بابا سائیں ہمیں نہیں پتا نوشی نے مشکل سے کہا ۔

"ادھر تمہارے پاس اس لیے بھیجی تھا کہ تم اسے گھر سے بھگا دو "انکا غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا ہمدانی صاحب نے نوشی کو سہارا دیا ۔ ابھی فواد کے کانوں تک خبر نا پہنچی تھی پتا نہیں وہ کیا خون خرابا کرتا ۔

"بابا سائیں میری بات کا یقین کریں "وہ روتی ہوئی بولی ۔

"بس آج سے ہمارا تمہارا تعلق ختم وہ بدکردار لڑکی ملے تو ماردینا اسے "وہ کہتے پلٹ گے نوشی زمین پر بیٹھے رونے لگی انھیں باپ سے تعلق توڑنے کا دکھ تھا ہی مگر اپنی بہن کی فکر بھی تھی ۔

****

اسد اسکے برابر جا بیٹھا آج پھر وہ کھوئی کھوئی تھی اسد نے مسکین شکل بنائی مگر آج اس نے اسد سے کچھ نہیں پوچھا ۔

"تم کیسی ہو "وہ بولا ۔

"ٹھیک "وہ بات کرنے کے موڈ میں نہیں لگ رہی تھی ۔

"بابا کی یاد آتی ہے "وہ بولا کیونکہ پچھلی ملاقات میں ایک یہی تعلق تھا جو اس نے خوشی سے بتایا تھا ۔

"نہیں "وہ بولی وہ حیران ہوا ۔

"کیوں ؟ ؟ "اس نے پوچھنا چاہا ۔

"کیوں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "وہ سوچنے لگی پھر اس نے اسد کی طرف دیکھا ۔

"کیوں کہ انہوں نے غلط لڑکی سے محبت کی مگر انکی محبت میں ایک زندگی کی زندگی تباہ ہوتی رہی وہ چپ رہے اک دم چپ "اس نے ہونٹ پر انگلی رکھ کر بات مکمل کی ۔

"اب آپ جاسکتے ہے ڈاکٹر "وہ بولی اسد کو وہ لڑکی کافی دلچسپ لگی ۔

"نام بتا دو پھر چلا جاؤ گا "تین سال سے ہسپتال میں وہ گم نام تھی ۔

"ماہ روش ضیاء ۔۔۔ نہیں ماہ روش ماہ رخ ۔۔۔۔۔ نہیں روشی "وہ روئی ہر نام کی الگ کہانی تھی ماہ روش ضیاء جس کو بدلے کی سولی چڑھایا گیا ماہ روش ماہ رخ جو سولی کی بھینٹ چڑھتی رہا ہوئی اور روشی جو پل اس نے جیے ۔

"مطلب ماہ روش نام ہے "اس کے بولنے پر اس نے اسے دیکھا ۔

"ہاں "وہ بولتی اٹھی اسد کو اسکی اداس آنکھوں کو دیکھتے ہوئے افسوس ہوا ۔ مگر وہ چھپی کہانیوں سے ناواقف تھا ۔

****

ماہ روش کالی چادر میں لپٹی جلدی جلدی کلاس کی طرف قدم بڑھا رہی تھی کہ اسکا ٹکراؤ ہوا وہ بچاری پیشانی مسلتی رہ گئی ۔

"اند ۔۔۔ "ماہ روش کی ان خوبرو پر نظر پڑتے ہی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے ۔

"زہے نصیب "وہ آنکھ دبا کر شوخی سے بولا بلیو شرٹ وائٹ پینٹ میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیارا الگ رہا تھا اوپر سے اس کی پر سنلٹی ماہ روش ضیاء کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا، وہ سامنے کھڑا اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا۔

"ہٹیں دیر ہو رہی ہے "وہ اسے ہٹاتی جانے لگی۔

"رکیں "وہ بولا۔ وہ مڑی اسے دیکھنے لگی

"کل دوبارہ ایسا ٹکراؤ نصیب ہو سکتا ہے کیا؟؟"وہ شرارت سے بولا تو ماہ روش کے چہرے پر لالی آئی۔

"نہیں "کہتی وہ آگے بڑھ گی التمش نے مسکراتے ہوئے بالوں پر ہاتھ پھیرا اگر اسکا کوئی دوست اسے ایسی حرکتیں کرتا دیکھ لیتا

تو ضرور غش کھا کر گر جاتا۔

"لکی گرل بہت جلد تم اَن لکی ہونے والی ہو "وہ بڑبڑایا۔

دوسری طرف ماہ روش نے بہت مشکل سے اپنی دھڑکنوں کو نارمل کیا اسکے چہرے پہ مسکراہٹ آئی التمش کی آواز اب تک اسکا پیچھا کر رہی تھی۔

""کل دوبارہ ایسا ٹکراؤ نصیب ہو سکتا ہے کیا؟؟"وہ مسکرائی اسکی فرمائش پر مگر کبھی کبھی جیسا ہم سوچیں ضروری تو نہیں ویسا ہو۔

****

نوشی کا رو رو کر برا حال تھا کہ ماہی کدھر ہے, اسکی کوئی اطلاع نہ تھی ہمدانی نے اپنی پوری کوشش کرلی تھی مگر ماہی نہ ملی ۔ فواد بھی پاگلوں کی طرح اسکی تلاش میں دن رات ایک کررہا تھا مگر ماہی تو جیسے غائب ہی ہوگی تھی اقبال سائیں نے فواد کو اپنا فیصلہ سنا دیا جس پر پہلے وہ کافی بھڑکا پھر اسے اقبال سائیں کے آگے گھٹنے ٹیک ہی دیے ۔ اقبال سائیں نے فواد کا نکاح اپنے ساتھ والے گاؤں کے سرپنچ کی بیٹی سے کرا دیا تھا ماہی کو گئے گھر سے ایک مہینہ ہوگیا تھا ۔ آج فواد کی برات تھی پر اس کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا اسکے چہرے پر ایک بھی خوشی کی جھلک نہ تھی ۔

وہ کمرے میں داخل ہوا چھوئی موئی سا وجود بیڈ پر سمٹے بیٹھا اسکا انتظار کررہا تھا وہ چلتا پاس آیا بغیر اسے کچھ کہے کبرڈ سے اپنے کپڑے نکال کر فریش ہونے چلا گیا زریاب اب اسکے انتظار میں تھی اس نے بہت زیادہ تو نہیں مگر کچھ خواب سجائے تھے اس دن کے لیے وہ واش روم کے دروازے کو ہی دیکھ رہی تھی کہ وہ کھلا ۔

"لڑکی آپ کا جو بھی نام ہے کپڑے بدل لو" وہ بولا زریاب ڈرپوک سی دبو سی لڑکی تھی اس نے اثبات میں سر ہلایا سفید شلوار قمیص پہنے تھوڑی دیر میں باہر آئی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بیڈ کی دوسری سائیڈ لیٹ گئی فواد نے اسے ایک نظر دیکھا جو کافی نروس تھی اسکا گلابی

رنگ سفید کپڑوں میں دھمک رہا تھا وہ ماہی جتنی تو خوبصورت نہ تھی مگر اس وقت وہ فواد کے دل کو بے ایمان کر رہی تھی اس نے ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچ کر خود میں بھینچ لیا
۔

****

آعیرہ جب سے پاکستان آئی تھی وہ اپنے بھائی سے ناراض تھی وجہ یہ کہ اس نے آعیرہ کے پاکستان آنے پر بھی اپنی مصروفیات کم نہیں کی تھیں۔

"پرنسس "التمش سیڑھیاں اترتا آیا اسکے بال بکھیر تا بولا۔

"مما آپ ان سے بولے کہ مجھے بات نہیں کرنی "وہ منہ بنائے بولی جوس کا گلاس لبوں کو لگایا۔

"کیا ہوا میری پرنسس کو مما "وہ انجان بنا اسکی بات پر گویا آعیرہ نے غصے سے اسے دیکھا۔

"میں بتاؤ کہ مجھے کیا ہوا ہے اس سے پہلے آپ مجھے بتائے اپکو کیا ہو گیا ہے "غصے سے بولی
۔

"دماغ خراب "ہمدانی صاحب بولے نوشین نے باپ بیٹی کو آنکھیں دیکھائی التمش نے بیچارگی سے منہ بنایا نوشین اور ہمدانی صاحب کی دو اولادیں تھی التمش اور آعیرہ۔

"معافی نہیں مل سکتی "اس نے کانوں کو ہاتھ لگا کر پوچھا تو آعیرہ مسکرائی۔

"مل سکتی ہے پر شرط یہ ہے کہ اپکو کل کا پورا دن میرے ساتھ گھر میں گزارنا ہوگا "وہ بولی

۔

"ڈن "اسکے گال کھینچتا بولا۔

"بابا مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی "آعیرہ ہمدانی کی طرف متوجہ ہوئی۔

"جی بولے بابا کی جان "وہ بولے

"وہ دراصل میں ہسپتال چلی جایا کروں وہ نمرہ بتا رہی تھی وہاں ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے

"نمرہ ہمدانی صاحب کے دوست کی بیٹی تھی جو آعیرہ کی بہت اچھی دوست بھی تھی۔

"بالکل گھر میں بور ہی ہوگی "وہ بولے تو آعیرہ مسکرائی۔

****

ماہی کولاپتا ہوئے پانچ سال ہو چکے تھے اس دوران بہت سی تبدیلی آئی تھی نوشین کو اللہ نے ایک بیٹے اور ایک بیٹی سے نوازا تھا جس کا نام التمش اور آعیرہ رکھا تھا نواسا اور نواسی کی پیدائش پر اقبال سائیں نے دوبارہ نوشی پر اپنے گھر کے دروازے کھول دیے تھے ۔فواد کے گھر بھی بیٹے کی پیدائش ہوئی۔ فاہم میں اقبال سائیں کی جان بستی تھی وہ عادتوں اور غصے میں اپنے باپ پر گیا تھا۔

"التمش تنگ نہ کرو جلدی تیار ہو" نوشین اپنے چار سالہ بیٹے کو کپڑے پہناتے بولی اسی وقت بیل بجی۔ التمش ذہین بچہ تھا وہ جو ایک بار چیز دیکھ لیتا یا پڑھ لیتا تو گویا اسے حفظ ہو جاتی "لگتا ہے تمہارے بابا آ گے" وہ اسے صوفے سے نیچے اتارتی خود ڈوپٹہ لیے گیٹ کی طرف بڑھی۔ مگر وہاں موجود ہستی کو دیکھ کر گویا وہ وہی جم کر رہ گئی۔ اسکی حالت پہ نوشی کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔

"ماہی" وہ دوڑتی ہوئی اس سے لپٹ گئی ابتر حالت میں جگہ جگہ سے اسکے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اسکے ہاتھ پاؤں اور چہرے پہ نشان اسکے ساتھ زیادتی کا پتا دے رہے تھے۔ نوشی نے اپنی چادر اسکے گرد لپیٹی

"آپی۔۔۔ ماہی نے مشکل نے اپنی اکھڑی سانسوں کو سنبھالا التمش کھڑا اپنی ماں کو وجود سے لپٹے روتا دیکھ رہا تھا۔ ماہی کا سانس دوبھر ہو رہا تھا، آنکھیں بند ہونے کو تھی۔

"ماہی آنکھیں کھولو" اس نے اسے بازو میں بھرا دھیرے دھیرے گیٹ کے اندر کیا۔

"آپی۔۔۔وہ۔۔۔۔ضیاء" ابھی وہ کچھ بولتی کہ اسکی سانسیں اس سے چھین چکی تھی نوشی اس سے لپٹ کر رونے لگی پاس کھڑے التمش کے ذہین میں ضیاء لفظ گویا چپک کر رہ گیا تھا۔

****

روشی بیٹھی ناشتہ کررہی تھی ضیاء صاحب خاموش تھے انکے سینے میں صبح سے ہلکا ہلکا درد ہورہاتھا مگروہ دبائے بیٹھے تھے ۔

"بابا جانی ناشتہ کرے نا"اس نے بریڈاور جیم اسکے سامنے رکھا ۔

"بیٹا میں تھوڑی دیر سے کروں گا آپ کرو اور یونی جاؤ" وہ بولے روشی صبح سے انکی خراب طبیعت نوٹ کررہی تھی ۔

"میں کہی نہیں جاؤگی آپکی طبیعت خراب ہے "اسکا جانا ضروری بھی تھا مگر ضیاء کی حالت اسے ٹھیک نہیں لگ رہی تھی ۔

"نہیں تم جاؤ میں بالکل ٹھیک ہوں" وہ مسکرائے بریڈ جیم ۔لگا کر کھانے لگے ۔

"پکا نا" وہ تصدیق کرتی بولی ۔

"ہاں میری ماں پکا" اسکے بولنے پر وہ ہنسی ۔

"میں اسامہ کو بھیج رہی ہوں اسکی اماں بتارہی تھی گھر نہیں پڑھتا پیپر ہونے والے ہے اس کے ادھر اپکا دھیان بھی رکھ لے گا اور پڑھ بھی لے گا" وہ بولتی بغیر ضیاء صاحب کی سنے پڑوس سے اسامہ کو پیغام دینے نکل گی پھر یونی روانہ ہوئی آج کا دن ماہ روش ضیاء کی زندگی کا سیاہ دن بننے والا تھا

روشی یونی کی بس پکڑتی یونی گئی اسکا ٹکراؤ آج پھر ایک ہی ہستی سے ہوا اسکے پرفیوم کی خوشبو سے ہی وہ پہچان گئی کہ کس سے ٹکرائی ہے اس نے زبان دانتوں تلے لی۔ التمش جیبوں میں ہاتھ ڈالے محظوظ ہو کر مسکرا رہا تھا۔

"صبح اتنا حسین منظر ہائے اللہ" وہ مصنوعی حیرت سے بولا ماہ روش نیچے منہ کیے مسکرائی ابھی وہ کچھ بولتی کہ اسکا فون بجا۔

"گھر سے کال" وہ بڑبڑائی

"ہیلو" وہ کال ریسیو کرتی بولی التمش پاس ہی کھڑا تھا۔

"آپا" وہ بولا

"اسامہ کیا ہوا خطرے کی گھنٹی بجی

"پتا نہیں آپا انکل بے ہوش ہو گئے ہے ٹھنڈے پسینے آرہے ہے انھیں" وہ بولا ماہ روش لڑکھڑائی مگر پھر سنبھلی۔

"میں۔۔۔میں آتی۔۔۔ہوں" کال بند کی۔

"کیا ہوا" التمش پریشان ہوا۔

"وہ بابا کی طبعیت خراب ہے مجھے گھر جانا ہے" وہ بھاگی التمش بھی پیچھے بھاگا۔

"گاڑی میں بیٹھیں فورا وہ بولا ماہ روش ویسے نہ بیٹھتی مگر اسے بیٹھنا پڑ

****

آعیرہ فراک پہنے ٹیل پونی کیے ہلکا سا کاجل لگائے تیار ہو کر ہسپتال پہنچی نمرہ سے اسکی کافی دوستی تھی۔

"کیسی ہو گڑیا" نمرہ بولی۔

"پیاری "آعیرہ شرارتی انداز میں بولی اسکے بولنے پر کسی نے دھیرے سے کہا واقعی مگر وہ سن نہ سکی۔

"نمرہ یار آپ نے بتایا نہیں انھیں یہ سکول نہیں ہسپتال ہے بچوں کا یہاں کیا کام "اسکی بات پر نمرہ شرارت سمجھ کر مسکرا دی آعیرہ کو تو آگ ہی لگ گئی

"میں سکول گرل نہیں ڈاکٹر ہوں مسٹر ڈاکٹر "وہ بولی اسد نے مصنوعی حیرانی سے اسے دیکھا۔

"اچھاااا اسکے لیے آپ کا ٹیسٹ لینا ہو گا مجھے "نمرہ دونوں کی باتیں انجوائے کر رہی تھی۔

"کیسا ٹیسٹ "آعیرہ ہر ٹیسٹ دے کر اپنا آپ منوانا چاہتی تھی۔

"ایک پیشنٹ ہے نفسیاتی اس سے دوستی کر لی تو آپ ڈاکٹر "وہ بولا آعیرہ نے شرط قبول کی آعیرہ اسکے ساتھ چل پڑی۔ نمرہ اپنے پیشنٹ کی طرف چل پڑی کیونکہ اسد آعیرہ کو آج پاگل بنانے والا تھا۔

****

ماہ روش ایمرجینسی کے بار کھڑی چکر کاٹ رہی تھی التمش دیوار سے ٹھیک لگائے کھڑا تھا ڈاکٹر باہر آئی ماہ روش دوڑتی ہوئی قریب پہنچی۔

"کیا ہوا بابا کو وہ ٹھیک ہے نا" ماہ روش کے بولنے پر ڈاکٹر خاموش رہی۔

"سوری ہم آپکے والد کو بچا نہیں پائے" وہ پیشہ وارنہ بولی۔

"ایسے کیسے بچا نہیں پائے بابا کو" روشی غصے سے بولی التمش نے ماہ روش کو ساتھ لگایا ڈاکٹر کو جانے کا اشارہ کیا۔

"ماہ روش ہوش کرو انکل کی اتنی لائف ہی تھی" ماہ روش نے اسے خالی نظروں سے دیکھا پھر ایمرجنسی کی طرف دوڑی التمش بھی پیچھے گیا۔

"بابا جانی" وہ لپیٹے رو رہی تھی التمش نے آگے آکر اسے پیچھے کیا۔

"ماہ روش رو کر انھیں تکلیف نہ پہنچاؤ انھیں دکھ ہوگا ایسے دیکھ کر" اس نے اپنے ساتھ لگایا ماہ روش اس لمحے جسے اپنا محافظ سمجھ رہی تھی کیا پتا تھا وہی ڈس لیتا نامحرم کبھی حفاظت نہیں کر سکتا پتا نہیں وہ کیسے بھول گئ۔

وقت کا کام ہے گزرنا ضیاء صاحب کو گئے تین دن ہو چکے تھے التمش روز ماہ روش کے لیے کھانا لاتا مگر وہ تھوڑا سا ہی کھاتی۔ ماہ روش کی زندگی تو جیسے رک گئ تھی۔

"ماہ روش "وہ گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی کہ التمش اس کے لیے کھانا گرم کر کے اندر لایا۔ ماہ روش نے چہرہ اوپر کیا مگر بولی کچھ نہ۔

"ماہ روش تم مجھ پر کتنا بھروسہ کرتی ہو" وہ کھانا سامنے رکھتا بولا اس کے سوال کا کیا جواب دیتی اس مشکل لمحے وہی تو اسکے ساتھ تھا

"شاید اس زندگی میں اب میں کسی پر بھروسہ کرتی ہوں وہ تم ہو" اسکے بولنے التمش کی آنکھیں چمکی۔

"شکریہ ماہ روش تم کھانا کھاؤ مجھے تمہیں اپنے گھر لے کر جانا ہے گھر والوں سے ملوانے" مگر "ماہ روش نے کچھ بولنا چاہا کہ اس سے پہلے التمش بول پڑا۔

"اگر مگر کچھ نہیں میں نہیں چاہتا کہ تم اکیلی رہو میرا دل ڈرتا ہے لوگ بہت ظالم ہے روح چھلنی کرنے میں لمحہ نہیں لگاتے تمہیں ابھی صرف گھر دیکھانے لے کر جا رہا ہوں جب تک انکل کے غم سے نکل نہیں جاتی تب تک میں شادی نہیں کروں گا تمہارے ساتھ ہوں میں "اس نے بولتے بولتے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھ دیا ماہ روش نے گردن ہلائی۔ التمش کی منزل قریب تھی جس کے لیے وہ محنت کر رہا تھا جلد کامیاب ہونے والا تھا۔

****

#چشم_آتش

#عائشہ_آرائیں

#قسط_3

ماہ روش نے کالی چادرلی۔ التمش سیریس حالت میں گاڑی چلا رہا تھا۔ گاڑی ایک خوبصورت محل کے سامنے رکی ماہ روش اسکی خاصی حیثیت سے واقف تھی مگر اتنے اونچے سٹینڈرڈ نے اسکو چونکا دیا۔

"التمش "ماہی نے پکارا۔ التمش نے بغیر کچھ بولے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ ماہ روش نے جیسے ہی اندر قدم رکھا سامنے تصویر دیکھ کر اسکا دل کانپا۔ کیا وہ اپنے ماضی کے رشتوں میں الجھ گئی ہے ؟اس نے کہیں غلط قدم تو نہیں اٹھایا گھر سنسان تھا۔

"التمش تمہارے گھر والے کہاں ہیں "اسے وحشت ہورہی تھی ویران گھر کو دیکھ کر۔

"وہ تو نہیں ہے ڈارلنگ "التمش کا لہجہ بدلا ماہ روش نے اسے دیکھا وہ اسی کی طرف بڑھ رہا تھا اسکو بازو سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا کمرے میں لے گیا۔

"چھوڑو مجھے التمش کیا کررہے ہو"وہ اپنے ناخن اسکے ہاتھ پہ مارتی بولی مگر التمش نے بغیر اسکی پرواہ کیے کمرے میں لا کر پٹخا۔

"چھوڑو" وہ دھاڑی پھر دوبارہ اٹھ کر باہر جانے لگی کہ التمش نے اسے پشت سے پکڑا

"نانانانا۔۔۔۔۔ جاناں کدھر باپ کے گناہوں کا قرض تو ادا کرتی جاؤ" وہ بولتا، اپنا بیلٹ نکال چکا تھا

"کس گناہ کا بدلا التمش ہمدانی" وہ دھاڑی۔

"تمہارے باپ نے میری آنی کو اذیت دی۔ میری ماں آج تک آنی کو یاد کر کے روتی ہے۔ خود تو بڈھا مر گیا ورنہ تیرا حال دیکھ کر مرتا تو زیادہ اچھا ہوتا" اسکی بات پہ ماہ روش نے اسکے منہ پر تھپڑ جھاڑا۔

"تمہاری آنی کو انھوں نے اذیت دی یہ تمہاری آنی نے کہا واہ ماننا پڑے گا انھیں" التمش جو پہلے ہی تھپڑ کھا کر پھٹنے والا تھا ماہ روش کے الفاظ پر اس نے بیلٹ سے اسے مارنا شروع کر دیا ماہ روش کی چیخیں در و دیوار میں گونج رہی تھیں۔ وہ مار مار کر تھک چکا تو بیٹھا۔

"لفظ مکافات ہے نا اس کے عمل سے ڈرو" وہ انگلی اٹھائے بولی۔

"ہاہا ڈرا رہی ہو" وہ اسکی ابتر حالت پہ ہنسا اسکے بال مٹھی میں جکڑے درد سے سسک اٹھی بغیر موقع دیے سامنے والے نے رکھ کر ایک تھپڑ اسکی نازک گال پہ جھاڑا۔

"چپ ایک دم چپ" وہ دھاڑا۔

For more visit (exponovels.com)

"تُو سزا کاٹ رہی ہے اس گناہ کی جو آج سے بیس سال پہلے تیرے باپ نے کیا" وہ اسکے منہ کو دبوچ کر بولا۔ وہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔

"سزا" ہنستے ہوئے لفظ دہرایا اسکی ہنسی مخالف کو تیش دلانے
کے لیے کافی تھی۔ غصے میں اسکی کمر سختی سے جکڑی
وہ گرفت پہ مچلی نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔

کس گناہ کی سزا التمش وہ گناہ جو سرزد ہی نہیں ہوا تھا ماضی کے صحفوں کو تم نے پلٹا ضرور ہے مگر اسکی دھندلی سیاہی میں مدھم الفاظ تم پڑھ نہیں پائے التمش ہمدانی" وہ تالی بجاتی ہنسی مطلب وہ جانتی تھی ماضی کے صحفوں کو وہ ایک کھیل تھا۔ میں تمہیں چھوڑو گا نہیں وہ جھکا قطرہ قطرہ کرکے اسکی روح فنا کرتا گیا اسکی روح کا قاتل تھا وہ درندہ نوچ لی اسکی روح ،اسکی عزت، اسکے سر سے چادر وہ مزاحمت کرتی رہی، مگر دیو کے آگے سب بیکار گیا ۔اسکے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹ چکے تھے اسکی گردن اور ہاتھوں پر گہرے نشان پڑ چکے تھے وہ اٹھا ہنسا اسکی ہنسی پہ وہ بھی ہنسی۔

"ماہ روش ضیاء کو برباد نہیں کیا تم نے آج التمش ہمدانی ماہ روش ماہ رخ کو تباہ کیا ہے" وہ پھنکاری۔

For more visit (exponovels.com)

"کمینی بکواس بند کرو ہمت کیسے ہوئی تیری اس گندی زبان سے میرے آنی کا نام لینے کی وہ جو بیڈ سے اٹھ چکا تھا اسکی جان جو بخشی جا چکی تھی ایک بار پھر دیو کے شکنجے میں آگئی۔ اسکے جسم کے ساتھ ساتھ اسکی روح بھی زخمی تھی پوری رات وہ سسکتی رہی کس گناہ کی سزا پائی تھی اس نے یہ سوچ رہی تھی وہ آخر۔ اسکی ماں نے ایسا کیوں کہا اسکے باپ کے بارے میں اسکا دماغ سوچ سوچ کر مفلوج ہو رہا تھا۔

****

"اوئے اٹھو ایک رات کے لیے لایا تھا" وہ اسے بیڈ سے کھینچ کر اٹھاتا بولا وہ ٹرانس کی سی کیفیت سے اٹھی خالی نظروں سے زمین کو گھور رہی تھی۔

"اب ادھر کیا گھور رہی ہو سب تیرے باپ کا کیا دھرا ہے" التمش کو چڑ ہو رہی تھی وہ اسے روتا سسکتا دیکھنا چاہتا تھا۔

"میرے باپ نے کچھ نہیں کیا وہ میری ماں تھی میرے باپ کے نکاح میں تھی" وہ دھاڑی اس کی بات پر التمش لڑکھڑایا۔

"جھوٹ" وہ بولا۔

"کوئی جھوٹ نہیں بول رہی اس عورت نے کیوں جھوٹ بولا تم لوگوں سے میں نہیں جانتی ۔۔۔" التمش اپنی آنی کے لیے اسکی آنکھوں میں نفرت واضح دیکھ سکتا تھا اس نے مٹھی سے اسکے بالوں کو پکڑا گھسیٹتا ہوا باہر پھینکا ۔

"تیرا باپ بھی فریب تھا تو بھی فریب ہے" وہ چوکیدار کو گیٹ بند کرنے کا بولتے خود اندر چلا گیا ۔

****

)ماضی(

ماہی بیٹھی رو رہی تھی وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ضیاء اسکے ساتھ ایسا کرے گا وہ دروازہ لاک کر کے اسے دو گھنٹے سے کمرے میں اکیلا چھوڑ کر پتا نہیں کدھر چلا گیا تھا ۔

"دروازہ کھولو" اس نے ایک بار پھر اٹھ کر دروازہ بجایا ۔

دروازہ کھلا ضیاء اندر آیا ۔

"کیوں لائے مجھے یہاں جواب دو" وہ اسکے کالر پکڑتی بولی ۔

اس نے اسکا ہاتھ تھام کر چوما ۔

"ماہی یار تم سے پیار کرتا ہوں نہیں رہ سکتا تمہارے بغیر کیسے اس فواد کے ساتھ رہنے دوں, تم رہ لوگئ" وہ پیار سے بولا ۔

"نہیں ضیاء مجھے جانا ہے بابا سائیں ویٹ کررہے ہوں گے" وہ باہر کی طرف بڑھنے لگی۔
"نہیں ماہی اگر تم گئی تو میں جان دے دوں گا" اس نے چاقو نکال کر ہاتھ پہ رکھا ماہی کو یہ لمحہ بھاری لگا ایک طرف محبت دوسری طرف رشتے۔
ماہی دوڑ کر اسکے پاس آئی چاقو اسکے ہاتھ سے لے کر پھینکا۔
"پاگل ہو گئے ہو پلیز مجھے جانے دو" وہ رونے لگی ضیاء نے آنسو صاف کیے اپنی ماں کی چادر اسکے سر پر اوڑھی۔
"عزت دوں گا نکاح کروں گا مانا میرا طریقہ غلط ہے لیکن مقصد تو ٹھیک ہے نا ویسے بھی اگر میں تمہارے ابا سے رشتہ مانگو تب بھی وہ نہیں دیتے اگر میری جگہ وہ مجھ سے بہتر انسان سے تمہاری شادی کرتے تو میں خود تم سے دور چلا جاتا" اس نے اسکا گال تھپتھپاتا
۔
"مولوی آگیا ہے نکاح کے لیے" وہ بولتا باہر نکل گیا ماہی نے کب سائن کیے کب جملہ حقوق ضیاء کے نام ہوئے اسے سمجھ نہ آئی۔
"شکریہ ماہی میری جان" اس کو سینے سے لگایا اسکی آنسو اسکی شرٹ پر گر رہے تھے۔
"نہیں اب نہیں رونا تمہاری آپی سے بھی میں کال پر بات کرواتا رہوں گا" وہ بولا۔
****

شاہد تیل لگائے بالوں میں فواد کے حکم پر ڈیرے میں آیا۔ اسکی کالے سڑے دانتوں والی بتیسی باہر ہی تھی۔

"سائیں آپ نے یاد کیا" وہ بولا۔

"ہاں میری شادی کی خبر تو سنی ہوگی۔۔ "وہ بولا ابھی فواد جملہ مکمل کرتا کہ شاہد خود بول پڑا۔

"جی سائیں مبارک ہو" اسکے بولنے پر فواد نے اسے گھورا تو شاہد کی زبان کو بریک لگی۔

"آئیندہ میری بات کے درمیان میں بولنے کی غلطی کی ناں تو آخری غلطی ہوگی" شاہد کی بتیسی اندر ہوئی اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم پتا لگاؤ ماہ رخ اقبال اس وقت کدھر ہے یہ کام جلدی ہونا چاہیے تم سے پہلے تین بندے موت کے گھاٹ اتر چکے ہے وہ مایوسی کی خبر لائے تم تب ہی آنا جب خبر مثبت ہو "فواد کی آواز میں رعب تھا کہ شاہد سہما۔

"جج۔۔ جی سائیں" وہ بولا بیوقوفوں کی طرح فواد کے اگلے حکم کا انتظار کر رہا تھا۔

"اب میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو دفع ہو جاؤ" اسکی آواز پر شاہد باہر بھاگا۔

****

ضیاء اور ماہ رخ کی شادی کو ایک مہینہ ہو گیا تھا ضیاء اسے سب سے دور سکردو لے آیا تھا وہاں اس نے ایک چھوٹا سا ہوٹل کھول لیا تھا ماہی کا ضیاء ہر طرح سے خیال رکھتا ماہی بھی اپنی زندگی میں بہت خوش تھی۔

"کیا کر رہی ہو" ماہی کی پشت ضیاء کے سینے سے لگی ہوئی تھی وہ ضیاء کی نرم گرم سانسیں اپنی گردن پر محسوس کر سکتی تھی۔

"ضیاء نہ کرے نا" وہ باریک باریک ٹماٹر سلاد کے لیے کاٹتی بولی۔

"ابھی تو کچھ کیا ہی نہیں" ضیاء نے کمر کے گرد گرفت مضبوط کی۔

"ضیاء وارن کر رہی ہوں ورانہ یہ چھری ماروں گی" وہ بولی غصے سے اسکی گالیں پھولی۔

"ہائے ظالم بیوی وہ آہ بھرتا اسے چھوڑتا پاس چیر پر بیٹھ گیا۔ ماہی مسکرائی

"ہاں ہنس لو مزے لو تم کھانا کھا کر کمرے میں چلو پھر بتاتا ہوں" اس نے مصنوعی غصہ کیا۔

"ضیاء میری آدی سے بات کب کروائیں گے" وہ بولی۔

"بہت جلد ابھی وہ تمہاری تلاش میں ہونگے کچھ ٹائم ویٹ کر لو میری جان" وہ بولا تو ماہی نے اثبات میں سر ہلایا مگر اداس ہو گئی۔

"میں تمہارا ایڈمیشن کروا رہا ہوں پرائیوٹ کیونکہ یہاں تو پاس کوئی یونی نہیں میں خود تمہیں پڑھاؤں گا "وہ ماحول کی بہتری کے لیے بولا۔

"سچی آپ پڑھائیں گئے ضیاء "وہ بولی۔ضیاء کا دل کیا ایسی خوشیاں اسکے قدموں میں ڈھیر کردے کہ وہ ساری عمر مسکراتی رہے۔

"مچی اب کھانا بناؤ تم مجھے پھر بے ایمان کررہی ہو "اسکی بات پر ماہی نے منہ بنایا۔

"آپ ہر وقت ہی بے ایمان بنے رہتے ہے کوئی نئی بات کریں۔ "وہ بولی۔

"اچھا تو چلو نئی بات کرتا ہوں "وہ اسے باہوں میں اٹھا چکا تھا۔

"نہیں ضیاء میں تو مذاق کررہی تھی "ماہی یکدم بولی۔

"مگر میں مذاق نہیں کررہا جان "وہ اسے کمرے میں لے جاچکا تھا اب تورات کا کھانا صبح ہی کھانا تھا ضیاء نے۔

"ضیاء مجھے بھوک لگی ہے "وہ پھر بولی۔

"مجھے بھی لگی ہے "وہ ذو معنی بولا اپنے حصار میں لیا۔

"ضیاء "ماہی بولی

"ششش "ماہی بچاری کی ایک نہ چلی۔

****

"فواد ادھر آؤ "اقبال سائیں بولے فواد چلتا انکے قریب آیا۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے "انھوں نے بیٹھنے کا اشارہ کیا

"جی اقبال سائیں" تحمل سے عرض کی۔

"بہو بتا رہی تھی وہ میکے جانا چاہتی ہے جب سے تمہاری شادی ہوئی ہے تم گھومانے بھی نہیں لے کر گئے بہت لاپرواہ ہو ہم تم سے وارث کی امید لگائے بیٹھے تھے" ان کے بولنے پر اسے غصہ آیا پھر ضبط کیا انکی بہو کا دماغ وہ کمرے میں جا کر ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"آپ کو دوبارہ شکایت نہیں ملے گئی اب میں کمرے میں جاؤں" اقبال سائیں نے اثبات میں سر ہلایا۔ فواد چلتا کمرے میں گیا کمرا خالی تھا مگر واش روم سے پانی گرنے کی آوازیں آرہی تھی وہ صوفے پر بیٹھ کر اسکے باہر آنے کا انتظار کرنے لگا۔ وہ باہر نکلی فواد کو اس وقت کمرے میں دیکھ کر چونکی کیونکہ وہ گھر تب ہی آتا جب وہ سوتی ہوتی اس شادی کے کچھ دنوں میں وہ اس سے بہت ڈرنے لگ گئی تھی فواد بات پہ بات اسے ڈانٹ دیتا۔

"سائیں آپ آ گئے" وہ چلتی ڈوپٹہ لیتی قریب آئی۔

فواد سرخ آنکھیں لیے اٹھا اسکو بالوں سے پکڑ کر اسکا چھرہ کیا۔

"بہت زبان چلنے لگی ہے تیری عورت ذات کے پر نکل آئے نا تو مجھے زہر لگنے لگتی ہے" لفظ چبا چبا کر بولا زریاب بچاری ڈر گئی۔

"سائیں غلطی ہو گئی معاف کر دیں آئیندہ نہیں ہوگی" آنکھوں میں ڈھیر پانی جمع تھا فواد نے چھوڑا۔

"چادر لے تجھے تیرے ماں باپ سے ملوانے لے جاؤں "وہ بولتا باہر نکل گیا زریاب نے آنسو صاف کیے چادر لینے کے لیے الماری کی طرف بڑھی شاید اب فواد جیسا بے حس انسان اسکی زندگی میں ہمیشہ کے لیے لکھ دیا گیا تھا ۔

****

وقت گزر رہا تھا فواد اور زریاب کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی اولاد کی پیدائش پر بھی فواد کے رویے میں تبدیلی نہیں آئی بس اب کچھ وقت فاہم کے لیے بھی نکال لیتا ۔ فاہم ضدی بچہ تھا جو زریاب سے بہت اٹیچ تھا ۔ نوشین کے گھر التمش کی پیدائش ہوئی جو سب کا ہی لاڈلا تھا ۔ ماہی ہفتے میں ایک بار نوشین کو لازمی کال کرتی التمش کی غوں غاں کرتی آوازیں بھی سنتی ۔ ضیاء کی محبت نے ماہی کی زندگی میں رنگ بھر دیے تھے ۔

"ماہی یار کیا ہوا رو کیوں رہی ہو "وہ اسے خود میں بھینچ چکا تھا ۔

"کوئی اتنی دیر کرتا ہے آنے میں اپکو پتا ہے مجھے اکیلے ڈر لگتا ہے "خفگی عیاں تھی ۔

"ارے سوری آج کام ہی زیادہ تھا اب پکا جلدی آیا کروں گا "معافی مانگی گئی ۔

"او کے چلیں آئیں کھانا کھاتے ہیں "ماہی معصومیت سے بولی ضیاء نے گھورا ۔

"کیا مطلب تم نے کھانا نہیں کھایا دوائی بھی نہیں لی ہوگی "وہ کلاس لیتا بولا ماہی نے نفی میں گردن ہلائی ۔

"اوو مائی گاڈ اتنی لاپرواہ ڈاکٹر نے کیا کہا تھا کہ تم کمزور ہو تمہیں اپنا بہت خیال رکھنا ہے" وہ گھورتا بولا خود کچن میں کھانا گرم کرنے چلا گیا ماہی کرسی پر بیٹھ گئی وہ کھانا لیے پاس آیا نوالا بنا کر اسکے منہ میں ڈالا اسکی خاموشی اسکی ناراضگی کا اظہار تھا اسکی ناراضگی کا سوچ کر ہی ماہی کی آنکھوں میں پانی آگیا۔ ماہی پریگننٹ تھی وہ کمزور تھی جس کی وجہ سے ڈاکٹر نے انھیں کیر کا کہا تھا مگر اسکا لاپرواہ رویہ ضیاء کو مایوس کر رہا تھا۔

"اب کیوں رو رہی ہو" ضیاء بولا اسکے آنسو وہ بھی کہا برداشت کر سکتا تھا۔

"سوری آپ ناراض تو نا ہوں نا" وہ معصومیت کے ریکارڈ توڑتی بولی۔

"تمہاری یہ معصومیت مجھے ناراض رہنے کہاں دیتی ہے" وہ مسکراتا ہوا روٹی کا نوالہ بنا کر اسے کھلانے لگا۔

****

فواد تھکا ہارا واپس آیا تھا آتے ہی بستر پہ اپنے شہزادے کے ساتھ لیٹ کر کھیلنے لگا زریاب اسے فاہم کے ساتھ کھیلتے دیکھ رہی تھی اس وقت وہ کوئی اور ہی فواد لگ رہا تھا فواد نے فاہم کے ننھے ننھے پاؤں چومے۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو" فواد آبرو آچکا کر زریاب کو دیکھتا بولا وہ بچاری ہڑبڑائی۔

"کچھ نہیں سائیں فاہم کے ساتھ کھیلتے اچھے لگ رہے ہے یہ بالکل آپکی کاپی ہے "وہ مسکرا دیا۔

"ہاں تو میرا بیٹا مجھ پر ہی جائے گا "وہ مان سے بولا زریاب کا دل ڈرا۔

"صرف شکل و صورت میں سائیں "وہ جلدی میں بول گئی لیکن غلطی کا اندازہ اسے بولنے پر ہوا۔

"کیا کہا تو نے "وہ فاہم کو بے بی کاٹ میں ڈالتا بولا۔

"ک۔۔۔کچھ نہیں سائیں "وہ ڈر گئی۔

"بہت دنوں سے علاج نہیں ہوا تیری زبان نکل آئی "وہ اسے بالوں سے بیڈ پر پٹختا اس پر جھکا وحشتی درندہ بنا ہوا زریاب کی دبی دبی سسکیاں گونجی۔ مگر فواد جیسے درندے کو بھلا کیا پرواہ تھی۔ فاہم کے رونے کی آواز پہ وہ زریاب پر نفرت بھری نگاہ ڈالتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر گیا۔ زریاب نے ڈوپٹہ اوڑھا۔

فاہم کو اٹھائے اسے چومنے لگی۔

"تمہارے اخلاق پر میں فواد سائیں کی پرچھائی بھی نہیں پڑنے دوں گی فاہم تم زریاب کے بیٹے بنو گے عورتوں کی عزتیں کرنے والا ہو گا میرا بیٹا"

****

ماہی کی پریگننسی کے آخری دن چل رہے تھے نوشین روزا سے احتیاط تدابیر بتاتی۔ ضیاء تو اسے آنکھوں سے دور ہونے ہی نہ دیتا۔ وہ گرم بستر میں ضیاء کے بازو کے حصار میں محو غرق بچوں کے نام سوچنے میں مصروف تھی۔

"جان کیا سوچ رہی ہو" اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتا بولا۔

"بچوں کے نام" اسکے جواب پر ضیاء مسکرایا۔

"پھر کیا سوچا نام مجھے تو بیٹی چاہیے تمہارے جیسی" اسکا ناک دباتا شرارت سے گویا ہوا۔

"مجھے بھی بہت اچھی لگتی ہے چھوٹی چھوٹی گڑیا" وہ بھی جوش سے بولی۔

"ماہ رخ میرا نام ہے تو اسکا ماہ روش مطلب چاند کا ٹکڑا" وہ جوش سے بولی۔

"واہ ماہی کمال" وہ داد دینے لگا ماہی کی مسکراہٹ تھمی۔

اس نے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔

"کیا ہوا" اچانک ٹھنڈک میں اسکا بھیگا چہرہ دیکھ پریشان ہوا۔

"ضیاء پین ہو رہا ہے" اسکی آنکھوں میں درد کی وجہ سے پانی امڈا۔ ضیاء پریشان ہوا ایسے کیسے ابھی تو دو ہفتے باقی تھے کلینک دو گھنٹے کی مسافت پر تھی جواب تک بند ہو گئی ہوتی وہ ماہی کو دلاسا دیتا باہر بھاگا ایک ہیلتھ وومن کا گھر ہی پاس تھا جو اب کام آ سکتی تھی۔ ضیاء بھاگا اللہ نے مدد کی کہ وہ خاتون اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر اس مشکل لمحے میں آگئی۔

"ماہی پریشان نہ ہو سب ٹھیک ہو جائے گا" درد میں وہ اسے چھوڑتا باہر چکر کا ٹنے لگا اللہ سے مسلسل دعائیں مانگ رہا تھا کہیں زندگی کے کھو جانے کا خوف تھا اچانک یوں طبیعت کیسے خراب ہو گئی۔

گھنٹے بعد وہ عورت نازک وجود کو جس کی گلابی گالیں بڑی بڑی سی آنکھیں گویا پری ہو ضیاء کے ہاتھ میں تھما گئی ضیاء نے اذان دینے کا فریضہ خود ہی انجام دیا۔

"ماہ روش تم تو واقعی چاند کا ٹکڑا ہو" وہ جا بجا چومتا بولا ماروش اور ماہ رخ کو سلامت دیکھ کر اسکا دل تو بھنگڑا ڈالنے کو کر رہا تھا اسی خوشی میں خاصی رقم اس نے دائی کو بھی دی تھی۔

نوشین کو بھی خبر کی۔

****

جو انسان چیزوں کو انا اور ضد کا مسلہ بنا لیتا ہے نا وہ کبھی خوش نہیں رہ پاتا کیونکہ وہ اس سخت تنے کی طرح بن جاتا ہے جو ہوا میں کھڑا رہنے کی کوشش کرتا ہے اور کھڑا تب تک ہی رہ پاتا ہے جب تک ہوا اس کے حق میں ہو۔ اور جلد ہی ٹوٹ جاتا ہے انسان کو لچک دار ہونا چاہیے اپنی غلطیوں پر جھکنا سیکھ لینا چاہیے انسان کی صحت کے لیے مفید رہتا ہے ظاہری غذا (پھل) کے ساتھ ساتھ روحانی غذا بھی ضروری ہے۔

فواد نے ماہی کو انا کا مسلہ بنالیا تھا اس لیے وہ آج تک زریاب کے ساتھ خوش ہی نہیں رہ پایا تھا جو چیز پاس نہیں اسکی طلب میں پاس پڑی خوشیوں کو بھی انجوائے نہیں کر پایا اس کا اندازہ اسے ابھی نہیں دیر سے ہونا تھا۔

شاہد دانت نکالتا فواد کی خدمت میں حاضر ہوا۔

"سائیں جی خوش خبری ہے "وہ چالاکی سے بولا

"کیا خبر ہے "اسکا زریاب کی وجہ سے موڈ بگڑا ہوا تھا اس لیے اس نے شاہد کی ہنسی پہ غور نہیں کیا۔

"سائیں ماہی بی بی کا پتا لگ گیا "اسکی بات پر فواد چونکا۔

"پکی خبر دے رہے ہوناں "اس نے آبرو اچکائی

"بالکل پکی خبر سائیں وہ اپنے شوہر اور بیٹی کے ساتھ سکردو میں رہ رہی ہے "اسکی بات پر فواد کا دماغ گھوما۔ لفظ بیٹی پہ وہ آگ بگولہ ہوا۔ اسکا مقصد اسے اسکے شوہر سے طلاق دلوانے کے بعد اپنا بنانے کا تھا مگر وہ اپنے شوہر کو سارے حق دئیے بیٹھی تھی وہ اسکی اولاد کی ماں بن چکی تھی۔

شاہد اسے ساری تفصیل بتا رہا تھا۔

"ہمم ٹھیک ہے تم جاؤ "اسکے ٹھنڈے ریکشن پر شاہد چونکا وہاں سے پلٹا۔

****

ضیاء گھر داخل ہوا تو سامنے کا منظر دیکھ کر عش عش کرنے لگا۔ کیونکہ جس انداز میں ماہی نے ماہ روش (جسے پیار سے وہ روشی کہتے تھے) کو پکڑا تھا۔ یہ بات ضیاء کو روشی کہ پیدائش کے بعد پتا لگی کہ ماہی کو صرف بچوں کو شوق ہے پالنے کے معاملے میں وہ اناڑی ہے اسے بچوں کو ٹھیک سے اٹھانا تک نہیں آتا تھا اس لیے ضیاء آجکل دو بچے پال رہا تھا ایک ماہی اور ایک روشی کیونکہ دونوں ہی ایک دوسرے کے رونے پر رونے لگ جاتیں

۔

"ماہی یار ایسے اٹھاتے ہیں" اس سے لیتا وہ ٹھیک سے پکڑتا بولا ماہی نے شرمندگی سے منہ جھکایا۔

"آپ کھانا کھائیں گے" وہ ضیاء کو روشی سے کھیلتا دیکھ کے گھور کر بولی۔

"ہاں مگر وعدہ کرو کھانے میں مرچیں زیادہ نہ ہوں" وہ اسکے سرخ ٹماٹر جیسی شکل دیکھ کر بولا

ماہی گھورتی کھانا گرم کرنے چلی گئی اس وقت اس نے اپنے گرد چادر لپیٹ رکھی تھی سر پر پہنی کیپ سے وہ کیوٹ لگ رہی تھی۔

"ضیاء میں اس بار پیپر نہیں دوں گی بس اب میں اور نہیں پڑھوں گی" وہ کھانا سامنے رکھتی بولی ۔
"کیوں ؟؟؟" وہ جو روشی کے ساتھ کھیل رہا تھا چونکا ۔
"روشی کو دیکھوں گی یا پڑھوں گی" وہ منہ لٹکائے بولی ۔
"ارے یہ کوئی پروبلم ہی نہیں تم تیاری کرو روشی کو روشی کے بابا سنبھال لیں گے" وہ روشی کو پاس لیٹا کر کھانا کھانے لگا ۔
"تو کام پر میں جاؤں گی" اسکے بولنے پر ضیاء کا قہقہہ گونجا ۔
"ویسے خیال برا نہیں مائے لٹل وائف" نئے نام سے پکارا گیا ۔
"ضیاء ہم آدی کے پاس کب جائیں گے" وہ بولی ۔ یہ وعدہ ضیاء نے روشی کی پیدائش پر کیا تھا ۔
"روشی کچھ بڑی ہو جائے پھر چلیں گے" اسکے بولنے پہ ماہی کا چہرہ کھل اٹھا ۔
****

#چشم_آتش

#از_عائشہ_آرائیں

#قسط_4

ضیاء اور ماہی کی ہنستی کھیلتی زندگی میں جلد ہی طوفان آنے والا تھا ایسا طوفان جو نا جانے کتنی زندگیوں کو تباہ کر دیتا ۔ فواد کی انا میں سولی پہ چڑھنے والی تھی ماہی مصیبتیں انکی منتظر تھی جو خوف ماہی ضیاء کی محبت میں بھلا گئی تھی وہ خوف اب سامنے آنے والا تھا روشی تین سال کی ہو گئی تھی وہ لوگ نوشین کو سرپرائز دینے کے لیے ان سے ملنے جا رہے تھے ضیاء ماہی کو اپنے اُس گھر میں لے گیا تھا جہاں انکا نکاح ہوا تھا ۔ ماہی تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی کہ وہ آدی سے التمش سے ہمدانی آدا سے ملے گی ۔ ماہی نے ایم اے کر لیا تھا یہ سب ضیاء کی وجہ سے ممکن ہوا تھا ۔ نوشین بھی ضیاء اور ماہی کی طرف سے مطمئن اور خوش تھی ۔

"ماہی دروازہ لاک کر لو میں ذرا کھانے پینے کا سامان لے آؤں "وہ بولتا نکل گیا ۔ ماہی روشی کو کاندھے سے لگائے دروازہ بند کرنے آئی نا محسوس انداز میں اسے لگا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے مگر وہم سمجھ کر اس نے سر جھٹک دیا ۔

ابھی وہ بستر میں روشی کو ساتھ لگائے لیٹی ہی تھی کہ باہر دیوار سے کسی کے کودنے کی آواز پر وہ ڈری اس نے کمرہ لاک کیا کمرے میں موبائل ڈھونڈا شاید ابھی قسمت اس پر مہربان نہیں تھی تب ہی موبائل وہ کچن میں بھول آئی اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا روشی کو ساتھ لگا کر آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی ۔

****

اب آواز قریب سے آنا شروع ہوئی تھی دروازہ کھولنے کی آواز پہ وہ روشی کو لے کر کھڑی سے کودنے لگی کہ کسی نے اسے کھینچا۔ ماہی نے روشی کے گرد گرفت مضبوط کی اسکی آنکھوں سے خوف کی وجہ سے آنسووں کی لڑی بہی۔

چھوڑو مجھے "مگر مقابل کچھ نہ بولا اسکا ماسک میں ڈھکا چہرہ ماہی کو اس وقت زہر لگ رہا تھا روشی بھی کسی اجنبی چہرے کو دیکھ کر رونے لگی۔ وہ انھیں گھسیٹتا گاڑی تک لایا۔

"چپ کرو اپنی جان پیاری ہے تو بیٹھو" وہ گھورتا بولا ماہی نے روشی کو ساتھ لگایا بیٹھ گی کیونکہ وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ دعا کی کہیں سے ضیاء آجائے مگر شاید ابھی نہیں آنا تھا اس نے شاید قسمت میں یہی لکھا تھا۔

گاڑی سڑک پر رواں تھی ان راستوں سے ماہی اچھی طرح واقف تھی۔ گاڑی اسکی حویلی کی طرف جا رہی تھی اسکی آنکھوں میں خوف اترا کیا کرتی وہ اس کے ساتھ ایک اور نازک جان بھی تھی۔ وہ لوگ ماہی کے ساتھ اس کی بچی کو بھی مار دیتے۔

"مجھے جانے دو پلیز تم جو کوئی بھی ہو پلیز" وہ خاموش رہا ماہی جانتی تھی وہ خود کسی کے حکم کا پابند ہے۔

گاڑی دو گھنٹے بعد حویلی کے سامنے رکی ہر چیز ویسے کی ویسی تھی پرانے ملازم کچھ تو ماہی کو دیکھ کر چونکے کچھ ماہی کی خیریت کی دعا مانگنے لگے ۔ ماہی مسلسل رو رہی تھی ۔ ماہی کی نگاہ لان میں کھیلتے بچے کی جانب گی جو اسے روتا دیکھ انکی طرف آیا تھا ۔

"کون ہیں آپ" وہ سلجھا ہوا بچہ لگا ۔

"میری بیٹی کو بچا لو تم کہی بھی اسے چھپا لو" اس آدمی کے سامنے ہی بچے کو بولی شاید وہ فواد کا بچہ تھا کوئی عام بچہ اس طرح حویلی میں نہیں ہو سکتا ۔ اسکے رونے کی آواز پہ زریاب بھی باہر آئی ۔ اسے دیکھتے ہی پاس کھڑا شخص کچھ دور ہوا شاید وہ فواد کی بیوی تھی ۔

"میری بیٹی کو بچا لو میں ماہی ہوں فواد میرے ساتھ اسے بھی مار دے گا" زریاب کو افسوس ہوا ۔ اسکی نگاہ معصوم بچی پہ گئی ۔ کل کو اسکی بچی بھی ہو سکتی تھی اس نے ماہی کے ہاتھ سے اسے تھاما ۔

"تم فکر نہ کرو میں اسے محفوظ ہاتھوں میں دے دوں گی تم بھاگ جاؤ" زریاب کے بولنے پر ماہی نے نفی میں گردن ہلائی ۔

"میں اس بار بھاگی تو شاید یہ ظالم لوگ میرے شوہر اور بیٹی کو بھی مار دے تم اسے کسی طرح نوشین آدی تک پہنچا دینا اسے کہنا ضیاء کو دے دیں" وہ بولی ۔

"تم کو صرف ماہی ملی تھی بس "زریاب نے اس بندے کو حکم دیا۔ کہی وہ فواد کو اس ننھی پری کے بارے میں ہی نا بتا دے۔ اس نے سر ہلایا تو ماہی نے مشکور نظروں سے اسے دیکھا۔

****

ماہی کو لے کر وہ ڈیرے پر گیا۔ خود غائب ہو گیا تھا فواد کے ڈیرے پہ ہمیشہ کی طرح شراب کی بدبو پھیلی ہوئی تھی۔

"آ گی میری شہزادی "وہ چلتا اسکے پاس آیا وہ مسلسل کانپ رہی تھی اسکے قریب آنے پر وہ دو قدم پیچھے ہوئی۔

"نہیں میری شہزادی آج سارے فاصلے مٹا دو "وہ مکاری سے بولتا اسکو بازو سے کھیچتا سینے سے لگا گیا۔

"سائیں چھوڑیں پلیز "وہ روتی ہوئی بولی۔

"چپ ایک دم چپ وہ کمینا تیرا شوہر جب قریب آتا ہے تیرے تب تو نہیں بولتی ہو گی "وہ اسکے بال بے دردی سے پکڑتا بولا۔ وہ چپ رہی اسکی خاموشی فواد کو سلگا گئی اس وقت وہ نیم پاگل بنا ہوا تھا اسکو کھیچتا کمرے میں لے گیا اسکی چیخیں کمرے میں گونجی سب

خاموشی سے اسکی چیخیں سن رہے تھے۔ زریاب روشی کو سینے سے لگائے کمرے میں رو رہی تھی۔

فواد کے نشہ پورے ہونے پر ہوس مٹانے پر وہ اٹھا ماہی کو اپنا وجود دنیا کا گندا ترین وجود لگ رہا تھا جس وجود سے صرف ضیاء کی محبت کی خوشبو مہکتی تھی وہاں فواد نے اپنی گندگی ملادی تھی۔

زنا ایک کبیرہ گناہ اور بہت ہی بڑا اور قبیح جرم اور سب سے بڑی فحاشی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

"اور تم زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو بلاشبہ یہ ایک فحاشی اور بہت ہی برا راستہ ہے "الاسراء (32)۔

اورایک دوسرے مقام پر کچھ اس طرح ارشاد فرمایا :

"اوروہ لوگ جواللہ تعالی کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اورکسی ایسے شخص کوجسے اللہ تعالی نے قتل کرنا حرام قرار دیا اسے وہ حق کے سوا قتل نہیں کرتے ، اور نہ ہی وہ زنا کا ارتکاب کرتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔

اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب دیا جائے گا اوروہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اسی عذاب میں رہے گا "الفرقان (68-69)۔

اسی لیے اللہ تعالی نے زانی کو دنیا و آخرت میں شدید قسم کی سزا دی ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والے پر حد واجب کی لھذا کنوارے زانی کی سزا بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا :

"زنا کار مرد و عورت میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ، ان پر اللہ تعالی کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمہیں ہر گز ترس نہیں کھانا چاہیے اگر تم اللہ تعالی اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہونی چاہیے" النور(2)

اور محصن زانی --جس کی شادی ہو چکی ہو-- کی حد قتل ہے امام مسلم رحمہ اللہ تعالی عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی ہے :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"شادی شدہ کا شادی شدہ کے ساتھ --زنا کی سزا-- سو کوڑے اور سنگسار ہے" صحیح مسلم کتاب الحدود حدیث نمبر (3166) ۔

اس جرم کی قباحت و شناعت اور فحاشی سے بندر بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں حتی کہ انہوں نے ایک بندریا پر جس نے زنا کیا تھا کو بھی حد رجم لگائی جیسا کہ صحیح بخاری میں وارد ہے کہ :

عمرو بن میمون رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں :

"میں نے دورجاھلیت میں ایک بندریا جس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا کے خلاف بندر اکٹھے ہوتے اورانہیں اس بندریا کورجم کرتے ہوئے دیکھا اورمیں نے بھی ان کے ساتھ اس بندریا کورجم کیا" ۔ صحیح بخاری المناقب حدیث نمبر (5360) ۔

توپھر ایک مسلمان جوکہ مکلف بھی ہے اوراس کا حساب کتاب اوراس سے پوچھ گچھ بھی ہوگی کس طرح راضی ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالی نے اسے اسلام کے شرف سے نوازااوروہ اس کے باوجود جانوروں اورچوپائیوں کی سطح پر پہنچ جاتا ہے ۔

جانوروں میں جب بھی شہوت پیدا ہوتی اورہیجان پکڑتی ہے تووہ جس طرح بھی چاہے اسے پورا کرتے ہیں ، اوروہ بھی انہی کی طرح جس طرح چاہے شہوت پوری کرتا پھرے ؟ یہ ایسا جرم ہے جس کی سزا صرف دنیا میں ہی نہیں بلکہ آخرت میں بھی بہت سخت اوردنیا سے بھی بھی زیادہ سزا ہوگی جس کا ذکر احادیث میں بھی ملتا ہے ۔

سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"رات میرے پاس دو آنے والے آئے اورمجھے اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے ۔ ۔ ۔ ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہم اس سے آگے چلے تو تنورجیسی چیز کے پاس آئے تواس میں شوروغوغا اورآوازیں سی پیدا ہورہی تھیں ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اس میں جھانکا تو اس میں مرد و عورت بالکل ننگے تھے اور ان کے نیچے سے آگ کے شعلے آتے اور ان کی شعلوں کے آنے سے وہ شور و غوغا کرتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں نے ان دونوں سے پوچھا یہ لوگ کون ہیں ؟۔۔۔۔

وہ کہنے لگے : وہ جو تنور جیسی چیز میں لوگ تھے وہ سب زنا کرنے والے مرد و عورتیں تھیں

" صحیح بخاری حدیث نمبر (6525)۔

(تنور اسے کہتے ہیں جس میں روٹی پکائی جاتی ہے)۔

اور ضوضوا کا معنی ہے کہ ان کی آوازیں اور شور بلند ہوجاتا تھا۔

اگر انسان کو اس جرم کی حالت میں موت آجائے تو اس کی حالت کیا ہوگی ؟ اور جب میدان محشر میں پیشی ہوگی تو کیا جواب دے گا !! بلکہ جب وہ اللہ تعالی کے سامنے پیش ہوگا تو کیا جواب دے گا!

کیا اللہ تعالی کی مسلسل اور بے شمار نعمتوں کا شکر اسی طرح ادا کیا جاتا ہے، کیا صحت و عافیت جیسی نعمت کا شکر اسی طرح ادا کیا جاتا ہے!

کیا آپ کے ذہن سے یہ چیز غائب ہے کہ آپ اس گناہ میں ڈوبی ہوئیں ہیں اور اللہ تعالی آپ کو دیکھ رہا ہے ؟

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

"یقیناً زمین وآسمان میں کوئی چیز بھی اللہ تعالی سے چھپی ہوئی نہیں "آل عمران (5) ۔

کیا آپ یہ نہیں جانتی کہ جس عضو کے ساتھ آپ نے اپنے خالق کی نافرمانی کی ہے وہ روز قیامت آپ کے خلاف گواہی دے گا! کیا آپ نے اللہ جبار وقہار جل جلالہ کا یہ فرمان نہیں سنا :

"یہاں تک کہ جب وہ روز قیامت آئیں گے توان کے کان اوران کی آنکھیں اوران کی جلدیں جوکچھ وہ عمل کرتے رہے ہیں ان کے خلاف گواہی دیں گے ، اوروہ اپنے چمڑے کوکہیں گے کہ تم ہمارے خلاف گواہی کیوں دے رہے ہو؟ وہ جواب میں کہیں گے ہمیں اس اللہ نے قوت گویائی بخشی ہے جس نے ہر ایک چیز کو بولنے کی طاقت دی ہے اوروہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا اورتم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے "

فصلت (20-21) ۔

لہذا آپ پر ضروری ہے کہ آپ جتنی جلدی ہواس فحش کام اور عظیم گناہ سے توبہ نصوحہ کرلیں اوراپنے کیے پر سخت قسم کی ندامت کا اظہار کرتے ہوئے اس گناہ سے فوری طور پر رک جائیں ۔

****

ضیاء گھر آیا گھر کا کھلا دروازہ اندر ٹوٹی چیزیں دیکھ کر اسے لگا ہوا میں آکسیجن کی کمی ہو گئی ہے وہ بھاگا باہر گلی سنسان تھی اسکو ماہی اور ماہ روش کی فکر ستا رہی تھی باہر گاڑی سٹارٹ کی اسکا رخ حویلی جانے کا تھا اسے معلوم تھا اتنی جرات صرف انہیں کی ہو سکتی تھی ۔

"فواد میں تجھے چھوڑوں گا نہیں" وہ سٹرنگ پر گرفت مضبوط کرتا چلا کر بولا ۔

اسکی سپیڈ اس قدر تیز تھی کہ وہ اچانک سامنے سے آتے ٹرک پر اپنی رفتار کم نہ کر سکا گاڑی سیدھا ٹرک سے ٹکرائی اگلا حصہ کچلا جا چکا تھا ٹرک آرام سے بغیر دیکھے اندر کوئی زندہ ہے یا مردہ، تیز رفتاری سے گزر کے جا چکا تھا ضیاء اپنی گنتی سانسوں میں بھی اپنی بیٹی اور بیوی کے لیے فکر مند تھا جو اسکا کل اثاثہ تھی اسکی آنکھ سے آنسو بہا دھیرے دھیرے آنکھیں بند ہوئیں ۔ بند آنکھیں ہوتے ہی اس نے اپنے گرد لوگوں کے ہجوم میں آوازیں سنی شاید وہ اسے ہسپتال لے کر جانا چاہتے تھے مگر آنکھوں کے ساتھ ساتھ وہ حواس کھونے لگا آگے کیا ہوا اس کو خبر نہ تھی شاید قسمت ابھی اس پر مہربان تھی یا ابھی آزمائش باقی تھی ۔

****

زریاب نے ڈیرے پہ فواد کو نشے میں بے ہوش دیکھ کر موقع غنیمت جانا ماہ روش کو وہ پہلے ہی محفوظ ہاتھوں میں پہنچا چکی تھی زریاب نے ماہ روش کو اپنے خاص ملازم (منہ بولے بھائی) کو دے دیا تھا کہ وہ رات کا اندھیرا ہوتے ہی بچی نوشین کے حوالے کر آئے اب

زریاب کا ارادہ ماہی کو نکالنے کا تھا اس نے زخموں اور زیادتی سے چور وجود دیکھا اسکی آنکھ سے آنسو ٹپکا شکر ہے اقبال سائیں کام سے دوسرے شہر گئے تھے ورنہ تو نکلنا اور مشکل ہو جاتا۔

"ماہی اٹھو نکلو یہاں سے "وہ اسے ساتھ لگائے نوکرانی کی مدد سے باہر نکالنے لگی۔

"می۔۔۔۔ میرے اند۔۔۔۔اندرہ۔۔۔۔ہمت نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔رہی۔۔۔۔میں جاسکووں "وہ اٹک اٹک کر جملہ مکمل کرتی بولی

"تمہیں ہمت کرنی ہے ماہی اپنی بیٹی کے لیے اسے تمہاری ضرورت ہے "زریاب نے اپنے کاندھے والی چادر اتار کر ماہی کے اوپر ڈالی

"جاؤ ماہی ورنہ یہ انسان تمہیں روز ہوس کا نشانہ بنائے گا نکل جاؤ یہاں سے "وہ روتی بولی ماہی نے بھاگنا شروع کیا حویلی کے پیچھلے راستے ایک گھنٹے کی مسافت پر نوشین کا گھر تھا۔

"ضیاء اب میں تمہارے قابل نہیں رہی میرا وجود گندا ہو گیا ہے "وہ مسلسل سوچتی ہوئی بھاگ رہی تھی آنسو کی لڑی اسکی آنکھ سے بہی۔ اس نے ہاتھ کی پشت سے صاف کیا جو بھی تھا ایک بار وہ ضیاء کو دیکھنا چاہتی تھی مرنے سے پہلے کی شاید یہ ہی اسکی خواہش تھی اسے بھاگتا دیکھ کر لوگ پاگل کا تصور کر رہے تھے۔

****

ماہی بھاگتی ہوئی آخر کار نوشین کے گھر پہنچ ہی گئی اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے اسکی ٹانگوں میں ہمت ختم ہو چکی تھی صرف ضیاء سے ملنے کی خواہش تھی بس اسکے علاوہ کوئی خواہش نہ تھی۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے بیل بجائی۔

"التمش تنگ نہ کرو جلدی تیار ہو" نوشین اپنے چار سالہ بیٹے کو کپڑے پہناتے بولی اسی وقت بیل بجی۔ التمش ذہین بچا تھا وہ جو ایک بار چیز دیکھ لیتا یا پڑھ لیتا تو گویا اسے حفظ ہو جاتی

"لگتا ہے تمہارے بابا آ گئے" وہ اسے صوفے سے نیچے اتارتی خود ڈوپٹہ لیے گیٹ کی طرف بڑھی۔ مگر وہاں موجود ہستی کو دیکھ کر گویا وہ وہی جم کر رہ گی۔ اسکی حالت پر نوشی کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔

"ماہی" وہ دوڑتی ہوئی اس سے لپٹ گی ابتر حالت میں جگہ جگہ سے اسکے کپڑے پھٹے تھے اسکے ہاتھ پاؤں اور چہرے پر نشان اسکے ساتھ زیادتی کا پتا دے رہے تھے۔ نوشی نے اپنی چادر اسکے گرد لپیٹی۔

"آدی۔۔۔" ماہی نے مشکل نے اپنی اکھڑی سانسوں کو سنبھالا التمش کھڑا اپنی ماں کو اس وجود سے لپٹے روتا دیکھ رہا تھا۔ ماہی کا سانس دوبھر ہو رہا تھا اسکی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔

"ماہی آنکھیں کھولو" اس نے اسے بازو میں بھر ادھیرے دھیرے گیٹ کے اندر کیا
۔اس کی آنکھیں بند ہورہی تھی مگر وہ پھر بھی اپنی بیٹی کو سینے سے لگانا چاہتی تھی ضیاء سے
ملنا چاہتی تھی اس نے لب کھلے۔
"آپی۔۔۔وہ۔۔۔۔ضیاء "ابھی وہ کچھ بولتی کہ اسکی سانسیں اس سے چھین چکیں تھی نوشی
اس سے لپٹ کر رونے لگی پاس کھڑے التمش کے ذہن میں ضیاء لفظ گویا چپک کر رہ گیا تھا
۔
"ماہی میری جان "نوشین کو زریاب نے فوراکال کر کے حویلی آنے کا کہا تھا مگر وہ نہیں
جانتی تھی اس وجہ سے بلایا ہے۔ ******************************
فواد نشے سے باہر آیا ماہی کو ڈیرے پر نہ پاکر وہ آگ بگولہ ہوتا حویلی پہنچا
"زریاب "چیخا
"جی۔۔جی سائیں "وہ ڈری اسکی سرخ آنکھیں جہاں وحشت ہی وحشت تھی۔
"تونے اس کو باہر نکلنے میں مدد دی نا "وہ دھاڑا۔
"کون سائیں مجھے تو کچھ نہیں پتا "وہ انجان بنی۔
"مجھ سے جھوٹ بولے گی "فواد نے ہوا میں ہاتھ اٹھایا ابھی وہ زریاب کے منہ پہ رسید کرتا کہ
کراہ کر اس نے ہاتھ پیچھے کیا چار سالہ فاہم زریاب کے آگے کھڑا اسے ڈیفینس کر رہا تھا۔

اس نے ماں کو بچانے کے لیے پاس پڑا شو پیس اٹھا کر فواد کے ہاتھ پر مارا۔ فواد نے اسے غصے سے دیکھا لیکن وہ بھی بغیر ڈرے فواد کو دیکھ رہا تھا۔

"تجھے تو میں بعد بتاؤں گا (گالی)" وہ گالی دیتا غصے میں ہنکار بھرتا نکل گیا زریاب کے لب مسکرائے۔

"فاہم تم نے زریاب کے بیٹے ہونے کا حق ادا کر دیا آج مجھے لگا تربیت خون سے زیادہ اثر کرتی ہے نسلیں بگاڑ بھی سکتی ہے اور سنوار بھی" وہ فاہم سے بولی۔

****

ماہی کی موت کو ایک ہفتہ ہو گیا تھا نوشین کو سنبھلنا پڑا اپنے بچوں اور شوہر کے لیے روشی کو انہوں نے اپنی قریبی دوست کے گھر ٹھہرا دیا تھا کیونکہ فواد کے بندے انکے گھر کے چکر کاٹ رہے تھے ضیاء کا اس دوران کچھ پتا نہ لگا۔ نوشین کو نفرت ہو رہی تھی اس حویلی جہاں اسکی بہن کی چیخیں گونجیں تھیں۔ ہمدانی صاحب نے بڑی مشکل سے نوشین کو دودھ پلایا تھا بچوں کو سلا کر وہ نوشین کو چپ کروا رہے تھے کہ بیل بجی۔

"تم اندر رہو میں دیکھتا ہوں" وہ باہر نکلے گیٹ اوپن کیا تو ویل چیئر پر موجود وجود کو دیکھ کر انھیں دکھ ہوا۔

"ضیاء" انہوں نے انکے کاندھے پر ہاتھ رکھا کہ ضیاء نے جھٹکا دیا۔

"آپ لوگوں نے ہی خبر دی نا حویلی میری ماہی کدھر ہے کدھر ہے میری بیٹی "وہ چیخا۔

"ضیاء یقین کرو ہم نے نہیں دی خبر "ہمدانی بولے نوشین بھی باہر آچکی تھی۔

"ماہی کدھر ہے؟ میری بیٹی؟؟؟ "ضیاء بولا۔

"تمہاری بیٹی محفوظ ہے مگر ماہی۔۔ "ہمدانی کے رکے جملے پر ضیاء کی آنکھ آنسو نکلا۔

"ماہی کیا؟؟ "ضیاء بولا۔

"اسکو فواد نے ماردیا "نوشین بولی کچھ دیر سب میں خاموشی رہی۔

"میری بیٹی مجھے دے دیں "ضیاء کا سر جھکا ہوا تھا۔ نوشین نے کال کر کے اپنی دوست کے گھر سے روشی کو بلالیا ضیاء کے حوالے کیا۔

"ضیاء روشی کو ہم سے ملواتے رہنا "نوشین بولی۔

"آپی میں روشی کو کھونا نہیں چاہتا یہ جیتنا آپ لوگوں سے دور رہے محفوظ رہے گی "وہ بولتے اس وجود کو ہاتھوں میں لیں کر ویل چئیر موڑتا باہر نکلا۔

****

التمش نے بدلا تو لے لیا تھا مگر اسکے اندر کی بے چینی کم نہ ہوئی تھی۔ اسکی آنکھوں کے سامنے ماہ روش کی صورت ہٹ ہی نہیں رہی اسکے الفاظ اسکے دماغ میں چب گئے تھے

"کس گناہ کا بدلا التمش ہمدانی "وہ دھاڑی۔

"تمہارے باپ نے میری آنی کو اذیت دی ۔ میری ماں آج تک آنی کو یاد کر کے روتی ہے ۔ خود تو بڈھا مر گیا ورنہ تیرا حال دیکھ کر مرتا تو زیادہ اچھا ہوتا "اسکی بات پہ ماہ روش نے اسکے منہ پر تھپڑ جھاڑا ۔

"تمہاری آنی کو انھوں نے اذیت دی یہ تمہاری آنی نے کہا واہ ماننا پڑے گا انھیں "التمش جو پہلے ہی تھپڑ کھا کر پھٹنے والا تھا ماہ روش کے الفاظ پر اس نے بیلٹ سے اسے مارنا شروع کر دیا ماہ روش کی چیخیں در و دیوار میں گونج رہی تھیں ۔ وہ مار مار کر تھک چکا تو بیٹھا ۔

"لفظ مکافات ہے ناں اس کے عمل سے ڈرو "وہ انگلی اٹھائے بولی ۔

"ہاہا ڈر رہی ہو "وہ اسکی ابتر حالت پہ ہنسا اسکے بال مٹھی میں جکڑے درد سے سسک اٹھی بغیر موقع دیے سامنے والے نے رکھ کر ایک تھپڑ اسکی نازک گال پہ جھاڑا ۔

"چپ ایک دم چپ "وہ دھاڑا ۔

"تُو سزا کاٹ رہی ہے اس گناہ کی جو آج سے بیس سال پہلے تیرے باپ نے کیا "وہ اسکے منہ کو دبوچ کر بولا ۔ وہ نم آنکھوں سے مسکرائی ۔

"سزا "ہنستے ہوئے لفظ دہرایا اسکی ہنسی مخالف کو تیش دلانے کے لیے کافی تھی ۔ غصے میں اسکی کمر سختی سے جکڑی وہ گرفت پہ مچلی نکلنے کی کوشش کرنے لگی ۔

"کس گناہ کی سزا التمش وہ گناہ جو سرزد ہی نہیں ہوا تھا ماضی کے صحفوں کو تم نے پلٹا ضرور ہے مگر اسکی دھندلی سیاہی میں مدھم الفاظ تم پڑھ نہیں پائے التمش ہمدانی"

کیسے الفاظ تھے جو مدھم ہو گے تھے اور وہ پڑھ نہیں پایا اسکا جواب صرف نوشین دے سکتی تھی

"ہاں ماں وہ جانتی ہو گیں" وہ سیدھا ہوا کالی بنیان پر شرٹ پہنی چابی اٹھائی فارم ہاؤس سے گھر کے لیے نکلا۔

****

وہ تیز سپیڈ میں گاڑی چلاتا گھر پہنچا اسکی نگاہیں نوشین کو ڈھونڈ رہی تھی شاید وہ کمرے میں ہو یہی سوچتے ہوئے اس نے کمرے کا رخ کیا

"امی میں اندر آجاؤں "اس نے ناک کر کے پوچھا۔

"ارے میرے بیٹے کو کب اجازت کی ضرورت پڑی "انکے بولنے پر وہ مسکراتا اندر آیا۔

"امی آج میں آپ سے کچھ پوچھنے آیا ہوں وعدہ کرے سب سچ سچ بتائیں گی" وہ وعدہ لیتا بولا

"ایسی کیا بات ہوگی ؟"نوشین حیران ہوئی۔

"امی پلیز وعدہ کرے نا"وہ چھوٹے بچے کی طرح بولا

"اچھا بھئی پوچھو" وہ مسکرا دی۔

"امی مجھے بتائے ماہی آنی کی کہانی جس کا مجھے علم نہیں" ان کے بولنے پہ نوشین کے چہرے کا رنگ اڑا۔

"مجھے نیند آرہی ہے التمش" انہوں نے ٹالنا چاہا۔

"امی پلیز آج بتائیں مجھے آپ کو میری قسم" ایسا کچھ تھا کہ نوشین سمجھ گئی کہ وہ ٹلنے والا نہیں ہے

"اچھا سنو۔۔۔۔" وہ کہانی سناتی گئیں۔ التمش کو اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہونا مشکل لگ رہا تھا کہ وہ کیا کر گیا اس سے گناہ ہو گیا

"اوو خدایا" اسکا پورا بدن پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔

"کیا ہوا التمش" اسکی زرد رنگت اسکے بھیگا بدن دیکھ نوشین پریشانی سے بولی۔

"کچھ نہیں مما" وہ قابو کرتا خود کو نارمل ظاہر کرتا بولا۔

"بس میری دعا ہے ضیاء بھائی اور ماہ روش جدھر بھی ہوں خیریت سے ہوں" نوشین مسکرا کر بولی مگر التمش انکی دعا پہ آمین بول نہ پایا۔

"امی مجھے نیند آرہی ہے صبح ملتے ہے" وہ کہتا کمرے سے نکلا نوشین نے زیادہ نوٹس نہیں دیا وہ سمجھی اپنی آنی کے بارے میں سن کراپ سیٹ ہوگیا ہے۔اسی لیے کچھ ذہن میں بغیر معلومات خود ہی سب اخذ کرلینا نقصان دیتا ہے۔

****

#چشم_آتش

#از_قلم_عائشہ_آرائیں

#قسط_5

)حال(

آعیرہ اسد کے ساتھ چلتی ہوئی سامنے بینچ پہ ماہ روش کے سامنے آکر بیٹھ گی.

"ہیلو"آعیرہ نے مسکراتے ہوئے ہاتھ آگے کیا۔اسد پیچھے کھڑاماہ روش کا ٹھنڈا ریکشن دیکھنے کے لیے بے چین تھا۔

"السلام علیکم "اسکے سلام کرنے پر آعیرہ تھوڑا شرمندہ ہوئی آجکل ہم نے یورپی رسم ورواج اپنالیں ہیں۔السلام علیکم کی جگہ ہیلوکہتے ہیں۔

آعیرہ کوماہ روش پیاری لگی تھی اسکی بڑی بڑی آنکھیں اسکے سلکی بال کیوٹ ساچہرہ۔

"وعلیکم السلام "آعیرہ مسکرائی۔

"کیا آپ مجھ سے دوستی کریں گی بیسٹ فرینڈ والی "آعیرہ بولی۔ اس کے بولنے پر ماہ روش نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اسد کو باری باری دونوں کی طرف نظر گھمائی۔

"اوکے "اس نے دوستی کرلی۔ آعیرہ بچوں کی طرح خوش ہوئی۔

" تھینکس لٹل گرل "اسکو سینے سے لگاتی بولی لگ رہا تھا کہ پتا نہیں کتنی عرصے پہلے بچھڑی ہوئیں ہو۔

"اگر آپ دونوں کی دوستی ہوگی ہے تو چلیں آئس کریم پالر چلتے ہیں آئس کریم کھانے کیوں چھوٹی "وہ ماہ روش کو بولا۔ وہ اسکا بڑا بھائی بن گیا تھا اسکے خلوص اور اپنا ئیت کی وجہ سے ہی وہ اس سے بول لیتی۔

"گڈ آئیڈیا "آعیرہ بولی۔

"مجھے نہیں جانا "ماہ روش نے انکار کیا۔

"کیوں یار چھوٹی اپنے بھائی کا کہنا بھی نہیں مانوگی "وہ ایموشنل بلیک میل کرتا بولا۔

"چلو "ماہ روش اٹھی۔ اسد ماہ روش کو زندگی کی طرف لانا چاہتا تھا نہ صرف اسے زندگی کی طرف واپس لانا چاہتا بلکہ اس درندے کو سزا بھی دلوانا چاہتا تھا جس نے اسکا یہ حشر کیا تھا

۔

****

سفید چادر کاٹن کے سوٹ پر اوڑھے وہ ابھی گاؤں کی کسی پنچائیت سے ہو کر آئی تھی ۔ سب ملازم اسکی دل سے عزت کرتے تھے ۔

"جمیلہ سائیں نے کھانا کھا لیا " اسکے بولنے پر وہ چہرہ جھکا گئی ۔

"نہیں بی بی جی انکی حالت آج پھر بگڑ گئی تھی تو ڈاکٹر کو بلایا تھا " وہ مایوسی سے بولی ۔

"ہمہم کیا کہہ رہا تھا ڈاکٹر " وہ سفید چادر صوفے پر رکھتی ڈوپٹہ اوڑھ رہی تھی.

"ڈاکٹر جی چھوٹے سائیں کو کہہ رہے تھے کہ انھیں پاگل خانے جمع کروا دے " زریاب اسکے بولنے پر کچھ نہ بولی ۔

"اور سناؤ تمہاری بیٹی کو شہر میں کوئی مسلہ تو نہیں ہو رہا پڑھائی میں " زریاب نے بات بدلی ۔

"نہیں بی بی اس بار وہ کیا کہتے ہے پوزیشن ہاں وہ لی ہے اس نے اپنے کالج میں " وہ فخر سے بولی ۔

"اچھی بات ہے اسی طرح دل لگا کر پڑھے ۔ ڈاکٹر بنے پھر گاؤں میں ہسپتال بھی کھولنا ہے اسے " زریاب مسکرائی ۔

"اللہ آپکی زبان مبارک کرے بی بی " جمیلہ کو اپنی یہ نرم دل بی بی بہت پسند تھی ۔

"اچھا تم کھانا گرم کر کے لاؤ تمہارے سائیں کے کمرے میں ہوں میں " زریاب بولتی اٹھی جمیلہ بھی کچن کی طرف جانے لگی ۔

****

رات کے کھانے پہ سب جمع تھے بہت کم ہوتا کہ التمش بھی گھر والوں کے ساتھ ڈنر کرتا ۔

"آعیرہ پرنسس کا دن کیسا گزرا" التمش بولا ہمدانی اور نوشین مسکرائے ۔

"بہت بہت اچھا آپکو پتا ہے نمرہ ، اسد اور ماہ روش میرے تینوں دوست بن گے ہے

" وہ اپنی دھن میں بولی یہ دیکھے ۔

بغیر کے ماہ روش کے نام پر التمش کا کھانا کھاتا ہاتھ رُوکا ۔

"بہت اچھی بات ہے بیٹا" ہمدانی مسکرائے ۔

"مما ماہ روش جو ہے نا بہت پیاری ہے بس باتیں کم کرتی ہے وہ وہاں پیشنٹ ہے پتا نہیں کس نے مما اسکی لائف ایسی کر دی مجھے ملے نا میں اسے مار دوں "آعیرہ کے بولنے پہ نوشین ، ہمدانی اور التمش چونکے ۔

"کیا ہوا بیٹا اسکے ساتھ " نوشین بولی دھڑکتے دل کے ساتھ کہی یہ انکی اپنی ماہ روش نہ ہو انکے جگر کا ٹکڑا ۔

" مما پتا نہیں وہ کچھ نہیں بتاتی بس ڈاکٹر اسد نے بتایا ہے کہ وہ اپنی مما سے انتہا کی نفرت کرتی ہے "آعیرہ صدمے سے بولی ۔

"آعیرہ چپ کرکے کھانا کھاؤ" التمش نے ڈپٹا وہ منہ بنا کر کھانا کھانے لگی ۔

"التمش کھانا کھانے کے بعد میرے کمرے میں آنا" نوشین بولی۔ اس نے چونک کرماں کو دیکھا اندازہ نہ ہوا کہ کیا بات ہے ؟؟

****

زریاب کھانا کھلا کر سائیں کے کمرے سے نکلی فواد پاگل ہوگیا تھا۔ زریاب کا رخ فاہم کے کمرے کی طرف کا تھا اب۔

فواد صرف زریاب کے قابو آتا اور کسی کے نہیں۔ اقبال سائیں کی موت کو دس سال گزر گئے تھے انکی موت کے بعد اصولی طور پر سرپنچ کی گدی فواد کے پاس آنی تھی اس کی دماغی حالت کے پیش نظر زریاب نے خود سنبھالی کیوں کہ اُس وقت فاہم کی عمر کم تھی اور زریاب کم عمری میں اس پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔ فاہم کا کردار بالکل ویسا تھا جیسا زریاب نے چاہا تھا۔ انکا غرور، مان، انکی کل کائنات تھا وہ کبھی کبھی اپنی بیٹی کو بھی یاد کرتی لیکن پھر صبر کا گھونٹ پی لیتی۔

"اماں سائیں" فاہم زریاب کو کمرے میں دیکھتا فورا کھڑا ہوگیا۔

"کیا ہوا میرے شیر کو اتنا اداس" وہ پیار سے بولی۔ وہ بری خبر سنا کر انھیں دکھی نہیں کرنا چاہتا اس لیے بات بدلی۔

"بابا سائیں کے بارے میں فکر مند ہوں اماں سائیں ڈاکٹر نے کہا ہے کہ انھیں پاگل خانے جمع کروادیں "وہ بولا۔

"ہمم ڈاکٹر سے میری بھی بات ہوئی ہے مجھے لگتا ہے سائیں کو ایک ہفتے کے لیے نفسیاتی ہسپتال داخل کروانا چاہیے "وہ اپنی رائے دیتی بولی۔

"جیسا حکم اماں سائیں میں کل ہی جاتا ہوں شہر اہسپتال کا پتا کرنے اور نوشین پھوپھو سے بھی مل آؤں گا کیا پتا انھیں میری بہن کا پتا ہو میں ایک بار ملنا چاہتا ہوں اماں سائیں اپنی بہن سے "وہ مرجھائے چہرے کے ساتھ بولا تو زریاب خاموش ہوگی ملنا تو وہ بھی چاہتی تھیں۔

****

التمش اس وقت نوشین کے کمرے میں حاضر ہوا۔ ہمدانی اور نوشین کا سنجیدہ رویہ بتا رہا تھا کہ بات کوئی معمولی نہیں۔

"جی بابا "وہ متوجہ ہوا۔ انہوں نے بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ چپ چاپ سامنے بیٹھ گیا۔

"ہم تمہارے والدین ہے جو سوچیں گے تمہارے بارے میں اچھا ہی سوچیں گے اور جو فیصلہ ہم نے اب لیا ہے تمہاری بھلائی کے لیے لیا ہے "ہمدانی تحمل سے بولے

"کون سا فیصلہ بابا "اس کے انجان بننے پر نوشین نے اسے گھورا۔

"ہم تمہاری شادی کرنا چاہتے ہے بڑھے ہوتے جارہے ہو کوئی لڑکی پسند ہے تمہیں

"نوشین اسے جانچتی نظروں سے گھورتی بولی

"واٹ مما شادی "وہ اچھلا ایسے کیسے وہ شادی کرلیتا۔

"کیا شادی ہی بولا ہے کچھ انوکھا کام نہیں بولا "ہمدانی آج نرمی کے موڈ میں نہ تھے۔

"مما بابا میں ابھی شادی نہیں کرسکتا "وہ بولا

"اس کا مطلب تمہیں کوئی لڑکی ہی پسند نہیں آئی چلو خیر میرے دوست کی بیٹی نمرہ اس سے تو مل چکے ہوگے اچھی لڑکی ہے میں بات کرتا ہوں "بابا کے یوں فیصلہ سنانے پر اس نے بے یقینی سے دیکھا۔

"میں نے ایسا کب کہا مجھے کوئی لڑکی پسند نہیں میں یہ کہہ رہا ہوں ابھی نہیں کرسکتا "وہ بولا۔

"مطلب لڑکی پسند ہے پھر مسلہ کیا ہے "نوشین فٹ بولی

"مما وہ لڑکی گم چکی ہے مطلب اب وہ کدھر ہے معلوم نہیں میں اسی سے شادی کروں گا "وہ بولتا کمرے سے نکل گیا۔ پیچھے نوشین اور ہمدانی صاحب حیران و پریشان رہ گئے۔

****

التمش کی ساری رات آنکھوں میں ہی کٹی۔ پہلے پہل تو ماہ روش سے زیادتی کرنے کے بعد اسے لگا وہ گناہ کی وجہ سے اسے بھول نہیں پا رہا مگر گزرتے وقت میں اسے احساس ہوا وہ

اس سے محبت کرتا تھا۔ جواب عشق میں بدل گیا تھا وہ کیسے کسی اور کی زندگی برباد کردے۔ نمرہ اچھی لڑکی تھی مگر اس کھوکھلے انسان کے ساتھ رہنے کے قابل نہ تھی۔ اگر وہ اسے اپنی اصلیت سے واقف کروادیتا وہ اسی دن اسے چھوڑ جاتی۔ صبح التمش اٹھا تیار ہوا میٹنگ کے لیے نکلا لیکن جیسے ہی لاونج میں پہنچا وہاں بیٹھی ہستی کو دیکھ کر اسکے ماتھے پہ ان گنت بل آئے۔

"تم یہاں" وہ آگ بگولہ ہوتا فاہم سے بولا۔ فاہم جو آعیرہ اور نوشین کی کسی بات پہ ہنس رہا تھا۔ التمش کو یوں آگ بگولہ ہوتا دیکھ کر فاہم کھڑا ہوا۔

"ہاں السلام علیکم کیسے ہو؟؟" جواباً وہ خوش اخلاقی سے بولا

"نکلو گھر سے" التمش کا لہجہ کاٹ دار تھا

"التمش" نوشین نے تنبیہہ کیا وہ فاہم پر ایک غصیلی نگاہ ڈالتا باہر نکل گیا۔

"بیٹا تم برا نہ ماننا" نوشین تھوڑی شرمندہ نظر آئی۔

"ارے یار پھوپھو اس کھڑوس کزن سے میں واقف ہوں اسکی شادی کردیں اسکی بیوی اس۔ ے سیدھا کردے گی" اس نے بات کو مزاح کا رنگ دیا آعیرہ کھی کھی کرنے لگی

"اور چھوٹی تم سناؤ کبھی اپنے آدا کی ضرورت پڑے تو بتانا" وہ بولا

"ضرور آدا" وہ التمش کی طرح ہی فاہم کو اپنا بڑا بھائی سمجھتی تھی۔ پھر چائے پینے کے بعد وہ وہاں سے نکلا۔

****

فاہم نوشین سے ملنے کے بعد اہسپتال کی طرف بڑھا جہاں اس نے فواد کو داخل کروانے کا سوچا تھا اسکو لگا ایک بار پہلے جا کر اسے دیکھ لینا چاہیے وہ اس وقت بلیک کاٹن کے سوٹ میں تھا اسکے گال کا ڈمپل اسکی بڑی بڑی مونچھے اسکی داڑھی اسے متعبر بنا رہی تھی۔ وہ گاڑی پارک کرتا اندر گیا ریسیپشن پر آیا۔ وہاں سے سئینر ڈاکٹر کا پتا کرتا وہ اسکے کیبن کی طرف بڑھا۔

"السلام علیکم "وہ اجازت ملنے پر اندر گیا۔

"وعلیکم السلام "اسے دیکھتے ہی نمرہ کی آنکھیں اس پہ کچھ لمحے کے لیے ٹھہری پھر اس نے زاویہ بدلا۔

"جی فرمائیں "وہ اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتی بولی۔

"جی میں دراصل اپنے والد کے سلسلے میں یہاں آیا ہوں۔۔۔۔۔"پھر وہ دھیرے دھیرے فواد کے کیس کی ڈیٹیل بتانے لگا پہلے پہل نمرہ کو دیکھ کر لگا تھا کہ وہ ان پڑھ ہوگا۔

کسی گاؤں کا وڈیرہ مگر بات کرتے دوران اس نے محسوس کیا وہ اچھا خاصا پڑھا لکھا تہذیب یافتہ انسان ہے۔

"جی میں امید دلا سکتی ہوں میں اپنی پوری کوشش کروگی باقی شفا دینا تو اللہ کے ہاتھ میں ہے میں انکا کیس خود ہینڈل کروں گی" وہ نرمی سے بولی

"شکریہ" فاہم مسکرایا پہلی بار اس نے نگاہ اٹھا کر نمرہ کو دیکھا۔ وہ کافی خوبصورت تھی فاہم نے سر جھٹکا نظریں نیچے کی اسکی حرکت پر نمرہ کے ہونٹ مسکرائے۔

"مطلب وڈیرے میاں کافی انٹرسٹنگ ہے "اس نے دل میں سوچا۔

****

التمش کو صبح سے بے چینی ہو رہی تھی وہ جانتا تھا کہ فاہم کس سلسلے میں نوشین سے ملنے آیا تھا پھر رات کو آعیرہ کا ماہ روش نامی لڑکی کا ذکر کرنا کیا پتا جسے وہ ایک عرصے سے ڈھونڈ نہ پایا وہ اسکی ماہ روش ہی ہو۔ کیا ماہ روش اسے مل کر معاف کر دے گی؟ کیا اسے اپنا لے گی؟ اگر اسے نہیں اپنائے گی اگر اس نے کسی اور کو زندگی کا ساتھی چن لیا تو اس سے آگے وہ سوچ نہیں سکا نہ ہی سوچنا چاہتا تھا۔

"چارلی" وہ غصیلی آواز میں بولا چارلی بھاگتی آئی

"جی۔۔۔ جی سر "وہ اکھڑی سانس کے ساتھ بولی

"نوید کو کال کر کے فوراً ملنے کا کہو "اس کی بات پہ وہ اثبات میں سر ہلاتی باہر نکلی وہ سیٹ کی پشت پر سر ٹکائے بند آنکھوں میں ماہ روش کا چہرہ لیں مسکرانے لگا۔

اس سے عشق کرتے وہ بھول گیا تھا کہ اس نے ماضی میں ماہ روش کے ساتھ کیا کر دیا ہے وہ اسکا چہرہ دیکھنے کی روادار بھی نہیں ہوگی۔ التمش کو اپنے گناہ کی بہت جلد قیمت چکانی تھی۔ شاید عشق کی قربانی دے کر چکانی پڑتی۔

نوید اسکا حکم ملتے بھاگتا بھاگتا آیا اس نے اندر آنے سے پہلے اپنی قمیض کے کھلے بٹن بند کیے اپنا حلیہ درست کیا ناک کرتا اندر گیا۔

"یس "التمش بولا

"سر السلام علیکم "نوید بولا التمش نے سر ہلایا

"تمہیں میں کس لیے پے کرتا ہوں "وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو گول گول گھومتا بولا

"ماہ روش میم کو ڈھونڈنے کے لیے "وہ بوکھلایا۔

"تو تم میرے پیسے ضائع کر رہے ہو ابھی تک ناکام "وہ رعب سے غرایا۔

"سر میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں "اس نے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا

"شٹ اپ یہ ہسپتال کا پتہ ہے جاؤ پتا کرو ماہ روش ہے یا نہیں "وہ بولا نوید نے پتا اٹھایا بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکالا۔

****

آ عیرہ اور اسد ماہ روش کو کافی دیر سے راضی کرنے میں لگے تھے مگر وہ راضی نہیں ہو رہی تھی۔ آج تو اسد کی ایموشنل باتیں بھی اثر نہیں دیکھا رہی تھی۔ دراصل کل آ عیرہ کی سالگرہ تھی جس کی خوشی میں آ عیرہ نے اپنے گھر چھوٹی سی پارٹی رکھی تھی۔ جس میں وہ چاہتی تھی کہ ماہ روش بھی شامل ہو مگر وہ راضی ہی نہیں ہو رہی تھی۔

"دیکھو ماہ روش وہاں کوئی باہر کا ممبر نہیں ہے میری فیملی اور تم، اسد اور نمرہ بس" وہ بچارگی سے بولی

"یار اب راضی ہو جاو تمہاری بھابھی اتنے پیار سے بول رہی ہے" اسد نے سرگوشی میں ماہ روش کے کان میں بولا۔ ماہ روش نے چونک کر اسے دیکھا جواباً اس نے سر کھجایا آ عیرہ دونوں کو ناسمجھی سے دیکھا۔

"میں تیار ہوں مگر تمہارا کیک کٹ ہوتے ہی میں واپس آجاؤں گی" وہ بولی

"ڈن میں خود اپنی بہن کو پک اینڈ ڈراپ دوں گا" وہ اسکے کاندھے کے گرد بالوں حائل کرتا بولا تو وہ مسکرادی اسکے مسکے لگانے پہ۔

****

زریاب تیار ہوتی فاہم کے کمرے کی طرف بڑھی وہ بلیک سوٹ پہنے بلیک ڈوپٹہ لیے باوقار لگ رہی تھی ۔ فاہم نے سفید شلوار قمیض پہن رکھی تھی ۔ دونوں آعیرہ کی سالگرہ پر جارہے تھے

"ارے واہ ماشاء اللہ میرے بیٹے کو نظر نہ لگے " وہ بولی تو وہ مسکرادیا ۔ فاہم ایک ایسا انسان تھا جو ہر وقت خول میں بند رہتا اسکا خول صرف زریاب کے سامنے اترتا ۔

"آپ بھی کم نہیں لگ رہی اماں سائیں " وہ انکی پیشانی چومتا بولا ۔ دونوں باہر نکلے فاہم کا ایک ہاتھ زریاب کے کاندھے کے گرد تھا ۔ وہ اس وقت خود کو دنیا کی خوش قسمت ماں سمجھ رہی تھی ۔ چھوٹی موٹی باتیں کرتے وہ ہمدانی ولا پہنچے ۔ زریاب کا ہاتھ پکڑے وہ اندر گیا ہمدانی صاحب ملے زریاب بھی آعیرہ اور نوشین سے ملی ۔ آعیرہ مایوسی سے گیٹ کو دیکھ رہی تھی

"چھوٹی کس کا ویٹ کر رہی ہو التمش کدھر ہے ؟ ؟ " فاہم بولا

"آدا بھائی کہہ رہے ابھی انکی میٹنگ ہے ضروری وہ نہیں آسکتے " وہ مایوسی سے بولی

"ارے پگلی میں بھی تمہارا بڑا بھائی ہی ہوں " وہ بولا تو مسکرادی ۔

"ایکچولی میری دوست بھی ابھی تک نہیں آئی" وہ منتظر نگاہوں سے باہر دیکھتی بولی گیٹ کی طرف نگاہیں مرکوز تھیں اندر آتی ہستی دیکھ اسکا مایوس چہرہ کھل اٹھا۔ فاہم نے اسکی نظروں کا تعاقب کیا تو وہ شاک ہوگیا بالکل اپنی جگہ فریز ہوگیا۔
آعیرہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اسد اور ماہ روش نے براؤن کلر کے میچنگ کپڑے پہنے تھے البتہ نمرہ ریڈ کلر کی فراک میں تھی۔
"شکر ہے تم لوگ آگئے" وہ خوشی سے چلتی ان کے پاس آئی ماہ روش سے ملی اسد تپش دیتی نظروں سے آعیرہ کو دیکھ رہا تھا آعیرہ کے دیکھنے پہ اس نے نظروں کا زاویہ بدلا۔
"ماہ روش میری بہن" فاہم بڑبڑایا۔
وہ کیک کاٹنے سے پہلے ہنگامہ نہیں کرنا چاہتا تھا اسکا دل تڑپ رہا تھا اپنی بہن کو گلے لگانے کے لیے مگر وہ خاموش رہا ماہ روش چپ چپ سی تھی اتنے لوگوں میں وہ ایڈجسٹ نہیں کر پا رہی تھی اس لیے اسد نے اپنا ایک ہاتھ میں اسکا نازک سا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔ نمرہ مسٹر وڈیرے کو دیکھ کر چونکی تھی اسکے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔
"ہیلو مسٹر فاہم" وہ پاس جاتی بولی
"السلام علیکم مس ڈاکٹر" وہ مسکرا کر بولا

"میرا نام نمرہ ساجد ہے آپ نمرہ پکار سکتے ہے "اس نے خوش دلی سے بولا فاہم نے اسے ایک نظر دیکھ کر نظریں جھکا دی فقط سر ہلایا۔

"ہائے شرمیلے "نمرہ نے دل میں کہا۔

****

اسد کسی کو کال کرنے باہر گیا تھا ماہ روش اکیلی بیٹھی اپنی ہی سوچوں میں گم تھی کہ اپنی نام کی پکار پر پلٹی۔

"ماہ روش "فاہم نم آواز سے بولا۔

"جی کون ؟"ماہ روش نے اجنبی نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں تمہارا بھائی فاہم "اسکے بولنے پر ماہ روش دو قدم پیچھے ہوئی

"میرا۔۔۔کوئی بھائی نہیں "وہ اٹک اٹک کر بولی اسکی آنکھوں میں ڈر واضح تھا کیا پھر کوئی ماضی کا رشتہ اسے ایک بار پھر نوچنے آیا ہے۔

سب چونکے زریاب جو پہلے بھی پتا نہیں کیوں اس کی طرف مائل ہو رہی تھی اب پتا لگنے پہ وہ انکی بیٹی ہے ہے تڑپ اٹھی۔

"ماہ روش ڈرو نہیں میری بہن اپنی ماں سے نہیں ملوگی "وہ بولا اسکی حالت بدلتے دیکھ اسکا دل کٹا۔

"نہیں نہیں "وہ چلائی آعیرہ اور نمرہ جو باتوں میں مصروف تھی اس سمیت سب ماہ روش کی طرف بڑھے

"اماں سائیں ہماری ماہ روش میری بہن "وہ کانپتی آواز سے بولا زریاب کی آنکھوں میں خوشی اور پیار جھلک رہا تھا اسد بھی اندر آچکا تھا ماہ روش اس سے چپک کر کھڑی ہوگئی ۔

"میری بیٹی "نوشین اور زریاب اسکی طرف بڑھیں ۔ اسد کے اشارے پر وہ انکے گلے لگ گی ۔ دونوں جابجا اسے چوم رہی تھیں کوئی کیمرے کے ذریعے یہ منظر دیکھ رہا تھا اسکے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا ایک جا رہا تھا ۔

"میری بہن "وہ ان سے مل لی تو فاہم اسکی طرف بڑھا ۔

"نہیں ہوں میں کسی کی کچھ "وہ چلائی ان سب سے دور ہوئی ۔

"ایسے نہ بولو تمہیں سینے سے لگانے کے لیے میں کتنا تڑپی ہوں بے شک میں نے تمہیں جنم نہیں دیا لیکن اپنی گود میں لے کر اپنا دودھ پلایا ہے "زریاب روتے ہوئے بولی

"کدھر تھے آپ سب کدھر تھے میری عزت لوٹ لی گی تھی جب "وہ فاہم کو دیکھتی بولی فاہم کی آنکھوں میں خون اترا ۔

"کس نے کیا مجھے بتاؤ "فاہم بولا وہ چپ رہی ۔

"معاف نہیں کرو گی اپنی ماں کو" زریاب بائیں پھیلائے بولی انکے سچے جذبے کی شدت سے وہ اپنے آپ کو ان کے قریب جانے سے روک نہیں پائی پتا نہیں کتنی دیر وہ روتی رہی سب کی آنکھیں نم ہو گئیں پھر وہ فاہم گلے لگ گی یہ منظر کسی کی آنکھوں میں مرچی ڈال رہا تھا۔

"واہ اب تمہیں تمہارا بھائی مل گیا میری ویلیو رہے گی یا نہیں" اسد شرارت سے بولا

"ارے آپ اسکے بھائی پہلے" فاہم بولا تو اسد مسکرایا۔

"اب ماہ روش ہمارے ساتھ جائے گی" زریاب اسے ساتھ لگائے بولی۔ ماہ روش نے کچھ نہیں کہا اگر یہ سب اسکے اپنے ہیں تو التمش وہ بھی اردگرد ہی ہے اسکی روح کانپی اسکا سوچ کر بھی دوبارہ وہ اس کے ساتھ کیا کرے گا۔

"لیکن بھابھی" نوشین نے دھیمے سے کچھ بولنا چاہا وہ دراصل ماہ روش کو اپنے پاس رکھنا چاہتی تھی۔

"نوشین تم جس انسان سے ڈر رہی ہو وہ اب ہمارے گھر نہیں۔ اس شخص کی وجہ سے میں اپنی بیٹی سے دور نہیں رہ سکتی" وہ دھیمے سے بولی کہ وہ بھی سن سکے۔ تو نوشین نے سر ہلایا یہ ہی کافی تھا کہ وہ مل چکی ہے۔

****

For more visit (exponovels.com)

#چشم_آتش

#قسط_6

#عائشہ_آرائیں

نمرہ فنکشن سے واپس آئی تو بات بے بات مسکرائی جارہی تھی۔ ساجد صاحب نے اپنی صاحبزادی کی مسکراہٹ کو نوٹ کیا۔

"ارے کیا ہوا آج اکیلے اکیلے مسکرایا جارہا ہے" ساجد صاحب بولے۔

"ارے بابا آپکو بتایا تھا نا میرے ایک کیس کے بارے میں جو تین سال سے میرے پاس تھا۔ ماہ روش کو اس کی فیملی مل گی۔ بابا ماہ روش آعیرہ کی کزن ہے۔ ہمدانی انکل کی رشتے دار ہے" نمرہ نے خوشی خوشی تفصیل بتایا

"ارے واہ اچھی بات ہے۔ اللہ سب پر اپنا کرم کرے" انہوں نے دل سے دعا دی۔

"آمین۔" دونوں بولے

"اسد بیٹا کیسا ہے" وہ بولے۔ وہ جانتے تھے نمرہ اور اسد اچھے دوست ہیں۔ وہ چاہتے تھے یہ رشتہ دوستی سے آگے جائے لیکن جو اللہ کو منظور۔

"ٹھیک ہے بابا کیوں کیا ہوا" وہ اپنے باپ کے چہرے کا ہر رنگ پڑھنے میں ماہر تھی۔

"وہ تمہیں کیسا لگتا ہے بیٹا" انکے بولنے پر اسکے سر پہ بم پھوٹا۔

"بابا صرف دوست ہے میرا وہ مجھے کوئی اور پسند ہے "وہ جلدی سے بولی تو ساجد مسکرائے بیٹی کی خوشی سے بڑھ کر انکے لیے کیا ہو سکتا تھا۔

"کون ہے وہ خوش نصیب "وہ اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے بولے۔

"ہے بابا ایک شرمیلا سا آپکو بتاؤں گی کچھ دن تک "وہ بولی تو ساجد اسے ساتھ لگائے مسکرا دیئے۔

****

ماہ روش سارے رستے چپ چپ تھی۔ زریاب اسے ساتھ لگائے ڈھیر ساری پتا نہیں کیا کیا باتیں کی جارہی تھیں۔ فاہم بھی اپنا حصہ پورا ڈال رہا تھا۔ ایسے ہی باتوں باتوں میں حویلی آگئی۔ رات ہونے کی وجہ سے صرف چند ایک دو خاص ملازم ہی موجود تھے۔ فاہم نے گاڑی روک کر دروازہ کھولا زریاب ماہ روش کو ساتھ لگائے باہر آئی جمیلہ بھی اپنی بی بی سائیں کے انتظار میں تھی نئی ہستی کو دیکھتے دوڑتے دوڑتے وہ انکے پاس آئی۔

"بی بی سائیں یہ کون ہے؟؟ "جمیلہ تجسس سے بولی۔

"جمیلہ یہ میری بیٹی ہے مجھے اتنے سالوں بعد ملی ہے صبح ہوتے ہی کالے بکرے منگوالو اسکا صدقہ دینا ہے ابھی بڑا کمرہ تیار کرو میری بیٹی کے لیے "وہ خوشی سے بولی فاہم مسکرایا۔

"مما میں آپکے ساتھ سو جاؤں مجھے اکیلیے ڈر لگتا ہے" ماہ روش نے سنبھلتے ہوئے بولا کہی انھیں برا ہی نہ لگ جائے۔

"ہاں کیوں نہیں" جمیلہ کو جانے کا اشارہ کرتی وہ ماہ روش کو ساتھ اندر لے گی فاہم بھی پیچھے پیچھے چلا گیا۔

"اماں سائیں بیٹی کے آتے ہی بیٹا بھول گی" وہ شرارت سے بولا

"ارے میرے جگر کے ٹکڑے ہو تم دونوں" ماہ روش خود کو اس ماحول میں کم تر سمجھ رہی تھی اسکی اوقات کہاں تھی محلوں کی محبت پانے کی مگر وہ خاموش رہی۔

****

وہ غصے میں پاگل ہو رہا تھا۔ اس نے سامنے پڑی ایل ای ڈی پر ریموٹ اٹھا کر مارا جیسے اسکا قصور ہو۔ غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے صبح ہی نوید کو پتا دے کر پتا لگوانے کا کہا تھا ماہ روش کا۔ جب اسے پتا لگا کہ وہ واقعی اسکی ماہ روش ہے تو اسکی خوشی کی انتہا نہیں رہی تھی اسی وجہ سے وہ پارٹی میں نہیں گیا تھا۔ مہمانوں کی لسٹ میں اسے پتا لگ گیا تھا ماہ روش کو بھی مدعو کیا گیا ہے۔ ابھی سب کے سامنے وہ اس کے سامنے جا کر اسکو ہمیشہ کے لیے خود سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ پہلے اس سے اکیلے میں ملنا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے خاموشی سے وہاں کمیرہ نصب کروا دیا تھا اتنے سالوں بعد اسے وہ دیکھ رہا تھا۔ وہ پہلے

سے زیادہ پیاری ہوگئ تھی مگراب اسکی انکھوں میں ویرانی تھی جہاں پہلے خواب ہوتے تھے ۔ وہ کتنی ہی دیرا سے دیکھتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر چھونا چاہا ایل ای ڈی کو نرمی سے ہاتھ لگایا ۔ جب اسکی نگاہ اسکے ہاتھوں پر گئ تو اسکی رگیں تن ہوئی اسکا ہاتھ اسد کے ہاتھوں میں تھا ۔ پھر وہ پارٹی کا آدھا ٹائم اسکے ساتھ ہی رہی ۔ بہت سے خیال التمش کے دماغ میں آرہے تھے کیا وہ واقعی آگے بڑھ گی تھی کیا وہ اپنی روح کا ساتھی چن چکی ہے ۔

"نہیں نہیں ایسے کیسے ہوسکتا ہے وہ ڈاکٹر ہے اسکا اور شاید دوست ہو" وہ خود کو تسلی دیتا بولا ۔

لیکن اس کے بعد کے منظر نے اسکے چودہ طبق روشن کردیے ۔ ماہ روش فاہم کی بہن ہے ۔ زریاب کا انھیں گلے لگانا پھر وہ دیکھتے ہی انکے ساتھ چلی گئ کیسے وہ وہاں جا سکتی ہے جہاں اسکی ماں کا لٹیرا ہو؟؟ کیسے؟؟؟ اس نے غصے میں کمرے کی چیزیں توڑ پھوڑ دی ۔

****

صبح ہلکی ہلکی بارش ہونے سے موسم خوشگوار ہوگیا تھا فاہم نے زریاب کو منع کردیا تھا کہ آج کے سارے کام وہ کرے گا اس لیے وہ زمینوں پر چکر لگانے گیا تھا ۔ ماہ روش کھیتوں کے منظر میں کھوئی ہوئی تھی ٹیرس پر بیٹھی وہ پورے گاؤں کو دیکھ سکتی تھی ۔

"مما آپ سے ایک بات پوچھو" زریاب سے بولی نظریں ابھی بھی اسکی باہر ہی تھی زریاب چائے پی رہی تھی پاس ہی کرسی پر بیٹھی ۔

"ہاں اجازت نہ مانگا کرو" وہ پیار سے بولی وہ خود ماہ روش کو اس خول سے نکالنا چاہتی تھی وہ چاہتی تھی ماہ روش انکے ساتھ بالکل ویسی ہو جائے جیسے بیٹی ماں کے ساتھ ہوتی ہے ۔

"آپ میری رضائی ماں ہے ۔ اس متعلق تو بابا نے مجھے کبھی نہیں بتایا تھا" ماہ روش کے بولنے پر انھوں نے سرد سانس اندر کھینچا ۔

وہ شروع سے بتانے لگی کیسے فواد نے ایک بندے کو بھیج کر اسے اور اسکی ماں کو حویلی بلوایا اسکی ماں کی فریاد تھی کہ وہ اسکو بچا لے ۔ یہ سب سنتے ایک آنسو ماہ روش کی انکھ سے نکلا کہ وہ ماں آخری لمحے بھی اسکے لیے فکرمند تھی ۔

"پھر؟؟" ماہ روش کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی سنائی دی ۔

"میں نے تمہیں اپنی آغوش میں لے لیا تم بہت پیاری تھی ماہی کی کاپی ہو۔ ان سب میں تم خوفزدہ ہوگئی تھی میں نے آغوش میں لے لیا اور فیڈ کروا دیا۔ تم معصوم بچے کی طرح چپک کر سوگئی پھر میں نے تمہیں باحفاظت محفوظ جگہ پہنچا دیا۔ تمہاری ماں بہت عظیم تھی ایک عظیم عورت تھی ۔ جو رشتے بچاتی بچاتی خود سولی چڑھ گئی" زریاب نے اپنی نم آنکھیں صاف کرتے ہوئے کہا ۔

"میری ماں کا مجرم کدھر ہے" وہ بولی

"پاگل خانے "زریاب کے جواب دینے پر اس نے کرب سے آنکھیں بند کی شاید اللہ نے فواد کو اس کے کیے کی سزا خود دے دی تھی۔

****

ٹراؤزر اور ڈھیلی شرٹ پہنے وہ ناشتے کی ٹیبل پر آیا اس نے اپنا غصہ بہت حد تک ضبط کر لیا تھا۔ آعیرہ کھانے کی میز پر کہیں نظر نہ آئی اس نے شکر کیا۔

اسکی موجودگی میں وہ کھل کر بات کر بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ شاید لیٹ نائیٹ پارٹی کی وجہ سے دیر تک سونے کا ارادہ رکھتی تھی۔ ہمدانی اور نوشین ناشتے میں مصروف تھے

"گڈ مارننگ مما بابا" وہ نارمل انداز میں کہتا کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"رات کدھر غائب تھے تم اکلوتی بہن کی خوشی میں شامل نہیں ہو سکے "ہمدانی بولے

"بابا ضروری کام تھا آعیرہ کو میں خوش کر دوں گا آج کا دن ہے اسکی سالگرہ کا" وہ سہولت سے بولا

"آپ بھی چپ کرے التمش ایک خوشخبری ہے" وہ خوشی سے بولی التمش سب جانتا تھا مگر اس نے اپنا رویہ نارمل رکھا۔

"کیا مما" وہ ایسے بولا جیسے جانتا ہی نہ ہو

"ماہ روش مل گی ۔۔۔۔۔ "پھر الف سے لے کر یے تک سب کہانی سنائی ۔

"مما آپ لوگوں نے کیسے ایسے ان لوگوں کے ساتھ جانے دیا" وہ دھیمی آواز میں غرایا ۔

"بھولو مت وہ رضائی ماں ہے اسکی اور فاہم رضائی بھائی ۔۔۔۔ اور جو اسکا مجرم ہے وہ ادھر ہے ہی نہیں پاگل خانے جمع کروا دیا ہے اسے "ہمدانی باور کرواتے بولے ۔

"پھر بھی بابا آپ نے اچھا نہیں کیا ۔ یہاں بھی رکھ سکتے ہے ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سے "وہ غصے سے بھرا بولا

"وہ کیسے "نوشین ایک دم بولی ۔ وہ خود بھی تو یہ ہی چاہتی تھیں ۔

"مجھ سے شادی کر کے ۔ میں ماہ روش سے نکاح کرنا چاہتا ہوں آپ لوگ بات کریں "وہ کہتا ان کے چہرے کے حیرت زدہ رنگوں کا نوٹس لیے بغیر وہاں سے چلا گیا ۔ پیچھے نوشین اور ہمدانی ایک دوسرے کو دیکھتے رہ گئے کہ کیا انھوں نے جو سنا ہے وہ ٹھیک ہے اگر ایسا تھا تو اس سے بڑھ کر ان کے لیے کیا ہو سکتا ہے ۔

****

فاہم وہاں کے رکھوالے سے زمینوں کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہا تھا کہ ایک کار پاس سے گزری کچھ آگے جا کر سڑک پر رُکی پھر وہی سے بیک ہوتی آہستہ آہستہ وہ فاہم کے سامنے آئی ۔ فاہم پکی سڑک سے اتر کر کچی سڑک پر کچھ فاصلے پہ کھڑا آدمی کی بات غور سے سنتا پھر

درمیان میں کبھی خود بھی کچھ بول دیتا۔ کوئی نفوس فاہم کی یہ حرکت بڑے پیار سے نوٹ کررہا تھا۔ گاڑی میں بیٹھے وجود نے بلیک شیشہ نیچے کیا۔ فاہم جوبات کرنے والا تھا اچانک اسکی نظر گاڑی میں بیٹھی پرستان کی شہزادی پر گئی تو وہ رکھوالے کو جانے کا اشارہ کرتا خود ہی اسکے پاس آیا کیونکہ گاڑی میں بیٹھی پرستان کی شہزادی بھی اسی انتظار میں تھی اسے آتا دیکھ کر اسکے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔

"جی" فاہم آتا بولا۔ غلطی سے بھی اس پر نگاہ غلط نہیں ڈالی۔

"مسٹر فاہم میں ڈاکٹر نمرہ ساجد ماہ روش کی دوست" اس نے اپنا تعارف کروایا لیکن فاہم اسے پہچان چکا تھا۔

"جی نمرہ میں پہچان گیا آپ شاید ماہ روش سے ملنے آئی ہیں" وہ نرمی سے بولا نمرہ کو آج اپنا نام کافی پیارا لگا اسکے بولنے پر نمرہ نے سر ہلایا۔ تو فاہم اسے راستہ بتانے لگا وہ پریشان نظروں سے فاہم کو دیکھنے لگی کچھ پتا تو اس نے آعیرہ سے معلوم کرلیا تھا۔

"کیا ہوا" فاہم اسکا پریشان حال چہرہ دیکھتا بولا۔

"ایسے کچھ سمجھ نہیں آئے گی فاہم پلیز آپ مجھے حویلی تک چھوڑ دیں" اسکو اس وقت بہت کیوٹ لگی اپنا نام اسکے منہ سے سنتا وہ دھیمے سے مسکرایا جو نمرہ دیکھ نہیں پائی۔

"جی ضرور" وہ دوسری سائیڈ بیٹھ گیا نمرہ کو گائیڈ کرنے لگا فاہم کی بھٹکتی نگاہ کبھی کبھی نمرہ کے چہرے کا طواف بھی کرلیتی تو وہ فورا نظر ہٹا لیتا۔

****

آعیرہ سو کر اٹھی تو ہر طرف کمرے میں غباروں کو پایا جس کے اوپر ہیپی برتھ ڈے لکھا ہوا تھا۔ ایک بڑا سا بھالو جس کے اوپر پرنسس لکھا تھا۔ سامنے صوفے پہ رکھا تھا آعیرہ سلیپر پہنتی چل کر اسکے پاس گئی۔ خوشی سے اسکی گالیں پھولیں۔ وہ کوئی چھوٹی سی کیوٹ بچی لگ رہی تھی جو اپنے پسندیدہ کھلونے دیکھ کر خوش ہو جائے۔ اس نے جھک کر ٹیبل پر پڑی پیک ٹوکری اٹھائی ٹوکری کافی پیاری تھی اس نے ربن کھولا تو ٹوکری کے اوپر لگا گفٹ ریپر کھل گیا اسکے اندر ڈھیر ساری چاکلیٹ تھیں۔ اسے دیکھتے ہی آعیرہ کے منہ میں پانی آیا اسکی نگاہ بھالو کی گود میں پڑے پنک کلر کے پیک پر گی اس نے بے چینی سے جلدی جلدی کھولا اسکے اندر خوبصورت باربی ڈریس تھا اب اسکی نگاہ کارڈ پر گئی جو ساتھ ہی پڑا تھا۔

"ٹو مائے لٹل سسٹر مائے پرنسس آعیرہ "اس پر لکھی تحریر پڑھ کر وہ اپنی التمش سے ناراضگی بھول چکی تھی۔

"لو یو بھائی "اس نے کارڈ چوما چاکلیٹ کا ریپر کھول کر کھانے لگی۔

****

دن میں نمرہ کے آجانے سے ماہ روش کا اچھا دل لگ گیا تھا دن تو گزر گیا۔ گاؤں میں کسی کی شادی تھی تو زریاب کو وہاں جانا پڑا وہ گاؤں میں ہر بڑے چھوٹے لوگوں کی خوشی اور غم میں شرکت کرتی۔ فاہم اسکے پاس ہی موجود تھا زریاب نے تو بہت اصرار کیا ماہ روش سے لیکن اس نے زیادہ لوگوں میں گھبرانے کا بتا کر فاہم کے ساتھ ہی رہی۔

"کیسی ہے میری بہن دل لگ گیا یہاں" فاہم اسے کمرے میں اکیلا دیکھ اسکا دل لگانے چلا آیا۔

"جی" وہ مختصر بولی۔

"سوری کل تمہیں پورا گاؤں گھوماؤں گا آج کام کی وجہ سے نہیں لے جا سکا" وہ نرمی سے بولا وہ واقعی شرمندہ تھا۔

"کوئی بات نہیں" ماہ روش ہلکا سا مسکرا کر بولی تو فاہم بھی مسکرا دیا۔

"میں تم سے ایک بات پوچھو" وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھتا بولا

"جی" ماہ روش اب پہلے سے بہتر فیل کر رہی تھی اسکے ساتھ شاید فاہم کی نرم مزاجی اور خلوص کا اثر تھا۔

"تمہاری اس حالت کا ذمہ دار کون ہے ماہ روش۔ میں تم سے دور ہو کر بھی تمہاری پل پل کی خبر رکھتا تھا لیکن مجھے کسی کام سے باہر کے ملک جانا پڑا۔ ایک مہینے کے لیے وہاں سے

واپس آیا تو تمہارے بابا کے گھر تالا لگا تھا پتا چلا کہ انکی وفات ہوگی ہے اور تم وہ جگہ چھوڑ گئی ہوا اپنا سامان بھی لے کر نہیں گئی تب سے ڈھونڈ رہا ہوں اب ملی ہو" وہ بولا تو ماہ روش کو شدت سے رونا آیا کہ اتنا خیال رکھنے والا بھائی اللہ نے دے دیا۔

"مجھے اس انسان کا پتا نہیں" ماہ روش نے جھوٹ بولا فاہم مطمین نہ ہوسکا مگر سر ہلا دیا۔

"تمہارا وہ سامان میرے پاس محفوظ ہے لینا چاہو تو لے لینا" وہ پیار سے بولا

"جی شکریہ" وہ بولی تو فاہم نے مصنوعی گھورا۔

"بھائی کو شکریہ نہیں بولتے" وہ بولا

"آپ مجھے بابا اور ماما کی قبر پر لے جائیں گے" اس نے التجا کی۔

"ہاں ضرور" ماہ روش ایک بار ان سے معافی مانگنا چاہتی تھی۔

****

اسد کافی دیر سے ایک ہی نقطے پہ غور کیے سوچوں میں گم تھا کہ موبائل رنگ بجی۔ وہ خوابی دنیا سے حقیقت میں آیا۔

"آعیرہ کالنگ" اسکے لب پر تبسم بکھرا۔

"ہیلو اسد سنو دیکھو میں آج نہیں آرہی تم پوچھو گے کیوں نہیں آرہی تو تمہیں یاد ہونا چاہیے بے شک کل میں نے بارہ بجے کیک کاٹ لیا ہو لیکن آج کا دن بھی میں بڑے کڑی

ہوں تو آج مجھے اپنی برتھ ڈے اپنے بھائی کے ساتھ سلبریٹ کرنی ہے اوکے نا" وہ ایک ہی سانس میں سب بول گئ۔

"ارے لڑکی تمہاری زبان ہے یا تیز گام" وہ چکراتا بولا

"اووووسوری سوری لیکن تم سب سمجھ گئے نا" وہ بولی۔

"جی جی خادم سمجھ چکا کوئی اور حکم" وہ اسکی بات سن کر کھکھلائی۔

"نہیں یہ ہی کافی ہے" اس نے دو چار باتیں کر کے فون بند کر دیا۔ ادھر اسد میاں اسکی ہنسی میں ہی گم تھے۔ اب اسد نے ساجد صاحب سے بات کرنے کا سوچا تھا کہ وہ ہمدانی صاحب سے بات کریں۔ اسد اپنے ماں باپ کا اکلوتا تھا اسکے والدین حج کے دوران حادثے میں شہید ہو گے تھے انھیں گزرے چار سال ہو چکے تھے.

****

زریاب آج بہت زیادہ تھک چکی تھی اس نے ابھی آنکھیں موندی ہی تھیں کہ اس کو اپنے پاؤں پر کسی کا لمس محسوس ہوا زریاب اس لمس کو پہچانتی تھی اسی لیے بغیر آنکھیں کھولیں اسی پوزیشن میں رہی۔

"اماں کیا سوچ رہی ہیں" فاہم نے انکی گہری خاموشی کے سبب پوچھا

"تمہارے بارے میں سوچ رہی ہوں تم اب اتنے بڑے ہو گے پتا ہی نہیں لگا اب میں تمہاری شادی کرنا چاہتی ہوں" وہ آنکھیں کھولے اب اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

"میری شادی" وہ بوکھلایا زریاب ہنسی

"اماں مجھے کون اپنی بیٹی دے گا" وہ بولا کہ زریاب کی مسکراہٹ تھمی۔

"کیوں کوئی بیٹی نہیں دے گا تم زریاب کے بیٹے ہو عورتوں کی عزت کرنے والے" وہ غرور سے بولی

"اچھا تو مطلب آپ لڑکی دیکھ چکی ہیں" اسکی نظروں کے سامنے ایک خوبصورت سراپا آیا پھر سر جھٹک کر بولا

"بالکل بہت پیاری ہے" وہ خوشی سے بولی

"اچھا لیکن میری ایک بہن بھی ہے پہلے میں اسکی شادی کرنا چاہتا ہوں" اسکے بولنے پر زریاب نے اسے گھورا

"ابھی میری بیٹی مجھے ملی ہے اتنی جلدی تو اسے کہی نہیں جانے دوں گی ویسے بھی اسکے لیے ایک اچھا رشتہ میری نظر میں ہے" وہ بولی

"سچی کون ہے" وہ پرجوش بولا

"التمش" وہ بولی فاہم کے لب سکڑے وہ آوارہ تو نا تھا مگر اسکی طبیعت گرم تھی

"اچھا میری والی کون ہے ؟؟" وہ شرارت سے بولا

"بیٹا وہ تو سرپرائز ہے" وہ بھی تنگ کرنے کے موڈ میں تھی ۔

****

التمش آعیرہ کی برتھ ڈے کے بعد بزنس میٹنگ کے سلسلہ میں جرمنی گیا ہوا تھا ۔ نوشین اور ہمدانی نے زریاب سے التمش اور ماہ روش کے لیے بات کی تھی ۔ انہوں نے ابھی فلحال دو سال تک کا وقت مانگا تھا کہ وہ اتنی جلدی ماہ روش کو کہی بھیجنا نہیں چاہتیں وہ ابھی شادی جیسی ذمیداری سنبھالنے کے لائق نہیں ۔ فاہم کی شادی کے بعد ہی وہ کچھ سوچیں گی ۔

"ہیلو مائے سویٹ ممی" وہ ہال میں داخل ہوتا بولا پورے ایک ہفتے بعد وہ اپنی شکل دیکھا رہا تھا ۔

"ارے مائے سویٹ ممی کے بچے کوئی اور میٹنگ چھوڑ کر تو نہیں آ گئے" انکی بات میں واضح طنز تھا ۔

"ارے میرے لیے کوئی لے آئے نا مجھے باندھ کر رکھ سکے پھر پکا ہر میٹنگ کینسل کرتا رہوں گا" وہ شرارت سے بولا ۔

"سوچ تو میں بھی یہی رہی تھی لیکن اب سوچ رہی ہوں پہلے آعیرہ کا کر دوں" وہ مسکراتے ہوئے بولی

"آعیرہ ابھی بہت چھوٹی ہے "وہ بولا
"ہر بھائی کو اپنی بہن چھوٹی ہی لگتی ہے لیکن وہ چھوٹی نہیں ہے ایک ڈاکٹر ہے وہ اپنی پڑھائی مکمل کر چکی ہے "وہ بولی تو وہ مسکرایا بات تو ٹھیک تھی۔
"اچھا ویسے آپ نے ماہ روش کی اور میری بات زریاب آنٹی سے کی "وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔
"زریاب کا کہنا ہے ابھی دو سال تک وہ اپنی بیٹی کو کہی نہیں بھیجیں گی پہلے وہ فاہم کی شادی کرنا چاہتی ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں یہ انکی محبت ہے "وہ پیار سے بولی التمش کا دل بجھا لیکن بولا کچھ نہیں سر ہلاتا اٹھتا اپنے روم کی طرف بڑھا۔
****
کیا واقعی ماہ روش کو التمش کا ساتھ ملنے والا ہے؟؟ نمرہ اور فاہم دور ہونے والے ہے؟؟

#چشم_آتش
#قسط_7
#عائشہ_آرائیں

فاہم ماہ روش کو ساتھ لے کر کھیتوں میں آیا ہوا تھا اسے زمینیں دیکھا رہا تھا وہ دلچسپی سے سب دیکھ رہی تھی یہ سب اس کے لیے نیا تھا۔ لہلہاتے کھیت، ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ،سادہ لوگ کتنی پیاری دنیا تھی۔

"بھائی مجھے مما اور بابا کی قبر پر جانا ہے" اسکے بولنے ہر فاہم نے اثبات میں سر ہلایا۔اسے گاڑی کی طرف چلنے کا اشارہ کیا کھیتوں سے باہر نکلی وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔

"ہمم تو کیسا لگا گاؤں میری گڑیا کو" وہ گاڑی میں خاموشی دیکھ کر بولا

"بہت پیارا فرسٹ ٹائم میں ایسے کھیت دیکھ رہی ہوں" وہ خوشی سے بولی

"ہاہا اب روز گھومنا" وہ پیار سے بولا

"ضرور اگر آپ ساتھ ہوں" وہ بولی تو فاہم بھی مسکرا دیا۔

"ضرور" گاڑی قبرستان کے باہر روکی۔ یہ اتفاق تھا یا کچھ اور مگر ضیاء اور ماہی کی قبریں ایک ہی قبرستان میں تھیں۔

روشی نے دروازہ کھولا فاہم کے پیچھے پیچھے چل دی۔

"یہ ہے ماہ رخ ضیاء کی قبر مطلب آپکی مما" فاہم کے بولنے ہر وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گی ایک ہاتھ اس قبر پر پھیرا جیسے ماں کا لمس محسوس کرنا چاہ رہی ہوا سے ندامت ہوئی۔ اس

ندامت کے آنسو بہے پھر کانپتے ہاتھوں کو دعا کی شکل میں اٹھایا اور دعا مانگی۔ پھر اٹھی اور چلتی چلتی کچھ فاصلے پہ موجود ضیاء کی قبر گئی۔

"میری روشنی ماہی کا عکس ہے "ضیاء صاحب کے الفاظ اسکے کانوں میں گونجے وہ مسکرا دی دعا مانگی اٹھی تو فاہم اسکی طرف ہی دیکھ رہا تھا اس نے آگے بڑھ کر اسکے بالوں پر بوسہ دیا اسے ساتھ لگایا۔ گاڑی کی طرف بڑھا وہ جانتا تھا یہاں آکر اسکے غم تازہ ہوجائیں گے۔

****

اسد آعیرہ کو ضروری بات کرنے کا کہہ کر اسے ساتھ ریسٹورنٹ میں لے آیا اسے ڈر بھی تھا کہ کہی اسکا پرپوزل کا سن کر اسکا گلا ہی نہ دبا دے یا ایک تھپڑ نہ جھاڑ دے لیکن پھر بھی اسے ہمت کرنی تھی۔ ساجد انکل کے اسکے گھر جانے سے پہلے اسکی مرضی بھی تو پوچھنی تھی۔

"اسد کیا بات ہے ادھر ریسٹورنٹ میں اگر تم ٹریٹ دینے لے کر آئے ہو تو یار پہلے بتاتے ابھی تو میرا پیٹ فل ہوگیا ہے" وہ اپنی دھن میں بولی اسد کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔

"آعیرہ یاد ہو ہم ضروری بات کرنے یہاں آئیں ہیں" وہ ضروری بات پر زور دیتا بولا

"تو یہاں کھانے کے علاوہ کیا ضروری بات ہو سکتی ہے" وہ بولی تو اسد نے گھورا۔ پہلے اسکا خیال تھا برطانوی سٹائیل اپناتا ہوا انگریزی میں ایک آدھ رومینٹک پوئیٹری پڑھ کر اس سے شادی کا پوچھ لے گا لیکن اب اسکا خیال اردو کے دو حروف میں پوچھنے کا ہی تھا۔

"کیا تم مجھ سے شادی کرو گی" وہ ایک سانس میں بولا آعیرہ کی آنکھیں پھیلی۔

"کیا "چیخ نما اواز نکلی کہ اردگرد کے لوگوں نے ترچھی نگاہ سے ان دونوں کو دیکھا اسد کی نظر اسکی پہنی پنسل ہیل پر گی جو اسکی شہادت کی انگلی جیتنی لمبی تو ہو گی۔

"کیا تم مجھ سے شادی کرو گی "اسکو ڈر تھا کہی وہ پنسل ہیل ہی اسکے سر کی زینت نہ بن جائے۔

"کرلوں گی" وہ لٹ مارانداز میں بولی۔

"وعدہ کرو ڈانٹو گے نہیں کبھی" وہ بولی

"پکا وعدہ "اسد جلدی سے بولا.صد شکر کہ پاگل لڑکی مان گئ۔

****

زریاب تو فاہم کی رضامندی کا پتا لگتے ہی حویلی کو دلہن کی طرح سجانے میں لگی تھی سب جلدی جلدی ہو رہا تھا فاہم کی متوقع کے برعکس تھا سب کچھ وہ تو محض مذاق سمجھا تھا لیکن اتنا

جلدی سب کچھ اسکو حیرانی میں ڈالے ہوا تھا اسکے سامنے ایک ذی روح کا چہرہ لہرا رہا تھا وہ خود حیران تھا اپنی کیفیت پر اب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

"اہمم اہمم بھائی جی کہاں کھوئے ہیں" ماہ روش دھیمے سے بولی ہلکی سی شرارت کا عنصر واضح تھا۔

"کہی نہیں کھویا۔امی کچھ جلدی نہیں کر رہی میری شادی کی" وہ اسکی طرف دیکھ کر بولا جس پہ اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

"بہت اچھی ہیں بھابھی سچی میں آپکے ساتھ جوڑی سجے گی" اسکے مسکرا کر بولنے پہ وہ بھی مسکرا دیا

"تو یہ بات ہے پھر تو شادی کرنی ہی پڑے گی بھاری پلڑا ہے تمہاری بھابھی کی طرف" وہ بولا تو ماہ روش کھلکھلا دی۔

"بالکل" زریاب بولی۔ وہ اچانک ہی وہاں آئی تھی

"امی میرے خیال سے بھائی کو بھابھی کی ایک تصویر دیکھا دینی چاہیے کیوں بھائی؟؟" ماہ روش اس گھر میں پوری طرح ایڈجسٹ کر چکی تھی اسی لیے وہ اب چھوٹی موٹی شرارت کر ہی لیتی۔

"مجھے نہیں دیکھنی نکاح کے بعد دیکھ لوں گا" فاہم بوکھلاتا ہوا کہہ کر وہاں سے نکل گیا تو زریاب اور ماہ روش مسکرا دی۔
****
زریاب ماہ روش کو لے کر نمرہ کے گھر پہنچی۔ وہ نمرہ کی آنکھوں میں اپنے بیٹے کے لیے پسندیدگی دیکھ چکی تھیں اور فاہم کا رویہ بھی کچھ الٹ نہ تھا
"السلام علیکم آپ کون؟" ساجد صاحب مہمان خانے میں موجود دو نئی ہستیوں کو دیکھ ادب سے بولے
"وعلیکم السلام معذرت یوں بغیر بتائے آنے کی میں زریاب یہ میری بیٹی ماہ روش دراصل میں اپنے بیٹے فاہم کے لیے آپ کی بیٹی کا ہاتھ مانگنے آئی ہوں" ساجد صاحب فاہم کے نام پہ چونکے کیوں کہ ان کی لاڈلی بیٹی اپنی پسندیدگی کا بتا چکی تھی۔ انھیں یہ اندازہ نہیں تھا یوں رشتہ بھی آجائے گا۔
"جی جی بیٹھیں" انہوں نے خوشی سے کہا زریاب لڑکے کی ماں ہونے کے باوجود نروس ہورہی تھی ڈر بھی تھا کہی سچ جاننے کے بعد منع ہی نہ کردے۔
"نمرہ بچے کہاں ہے؟" زریاب نے پوچھا
"جی آرہی ہے۔" نوکرانی کو اشارہ وہ پہلے ہی کر چکے تھے۔

"میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں "وہ کنفویز تھیں ۔
"جی "ساجد صاحب بولے .زریاب نے گہرا سانس لے کر سب داستان سنا دی ۔ گہری خاموشی چھائی ۔ ساجد صاحب نے ایک نظر ماہ روش کو دیکھا پھر زریاب کو جوان کے جواب کی ہی منتظر تھیں ۔
"کیا گارنٹی ہے کہ فاہم فواد ایسا انسان نہیں جیسا اس کا باپ تھا "وہ بولے تو زریاب مسکرائی ۔
"گارنٹی تو کسی انسان کی نہیں ہوتی لیکن پھر بھی بتادوں شاید یہ بات آپ کو مطمئن کردے ۔ فواد کی تربیت اقبال سائیں نے کی تھی اور فاہم فواد کی تربیت زریاب نے کی ہے ۔ پیدائشی کوئی انسان برا نہیں ہوتا ۔ تربیت ہی ہوتی ہے جو اسے سنوارتی ہے یا بگاڑ دیتی ہے ۔ "انھوں نے پر اعتماد انداز میں بات مکمل کی ۔ ساجد صاحب سنجیدگی سے کھڑے ہوئے کہ وہ دونوں بھی کھڑی ہو گئیں ۔
"ارے آپ دونوں بیٹھے میں آپکی بہو کو بھیجتا ہوں ۔ میں ذرا دو نفل شکرانے کے پڑھ آؤں جس رب العزت نے میری بیٹی کا اتنا اچھا نصیب لکھا "وہ خوشی سے کہتے نکلے زریاب بھی مسکرا دی ۔ ماہ روش ان کی بات سن کر آبیدہ ہوگی ۔ ضیاء اور ماہی زندہ ہوتے تو اس کے

نصیب کی ایسے ہی دعا مانگتے اب توشاید اس کا نصیب التمش ہمدانی نے کالا کر دیا تھا اسے نفرت محسوس ہوئی التمش ہمدانی سے ۔ کچھ دیر میں نمرہ لوازمات کے ساتھ اندر داخل ہوئی ۔

"السلام علیکم !آنٹی ، ماہ روش "وہ مسکراتی ہوئی چائے سرو کرنے لگی

"وعلیکم السلام ! بیٹا ادھر آؤ میرے پاس تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں رشتے سے ۔ مجھے اپنی ماں سمجھ کر کہہ سکتی ہو "زریاب نرمی سے بولی

"جی آنٹی کوئی اعتراض نہیں "وہ مسکراتی ہوئی نظریں جھکا کر بولی

"جیتی رہو "زریاب نے پیشانی چومی ۔ یوں تھوڑی دیر میں بڑوں نے یہ رشتہ پکا کر دیا ۔ اور منگنی کی رسم کی ڈیٹ رکھ دی گئی

****

ساجد صاحب آج ایک ضروری کام سے آج ہمدانی صاحب کے گھر آئے تھے

"ارے آؤ ساجد آج میرے گھر کا رستہ کیسے یاد آگیا "وہ گرمجوشی سے ملتے ہوئے بول

"ہاہا جیسے تو کبھی کبھی میرے گھر کا رستہ یاد کرلیتا ہے "انکی بات پر ہمدانی صاحب مسکرائے مسسز ہمدانی انکی نوک جھوک دیکھتی مسکراتی ہوئی کچن میں گئیں ۔

"نمرہ بیٹی کیسی ہے ؟ "ہمدانی صاحب بولے ۔

"بالکل ٹھیک تم بتاؤ التمش اور آعیرہ کیسے ہیں ؟ ؟ "وہ بولے

For more visit (exponovels.com)

"بالکل ٹھیک ماشاء اللہ سے"

"میں تم سے آج ایک قیمتی خزانہ مانگنے آیا ہوں" ساجد صاحب فوراً ٹاپک پہ آئے

"کیسا خزانہ" ہمدانی صاحب نے نا سمجھی میں انھیں دیکھا۔

"میں آعیرہ بیٹی کو اپنے بیٹے کیے لیے مانگنے آیا ہوں" وہ بولے

"کون سا بیٹا" الجھن واضح تھی کیونکہ وہ اچھے سے جانتے تھے انکی ایک ہی بیٹی ہے

"اسد سے مل ہی چکے ہو تم اسکے والد میرے بہت اچھے دوست تھے۔ دونوں میاں بیوی حج کے دوران حادثے میں شہید ہو گے۔ وہ مجھے نمرہ کی طرح پیارا ہے نمرہ کے نصیب میں اللہ نے کوئی اور لکھ دیا میں چاہتا ہوں آعیرہ میری بہو بنے" ہمدانی اسد سے مل چکے تھے وہ انھیں بھی اچھا لگا تھا لیکن وہ اکیلے فیصلہ نہیں لے سکتے تھے جس طرح ساجد انھیں بتا رہے تھے بے شک وہ قابل بچہ تھا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر میں آعیرہ اور گھر والوں سے ایک بار مشورہ کرنا چاہوں گا" وہ بولے تو ساجد نے سانس لیا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں ضرور مگر مجھے جواب ہاں میں ہی چاہیے" پھر کچھ دیر باتوں کے بعد وہ چلے گئے۔

****

ماہ روش اپنے کمرے میں آئی اسے سائیڈ پر ریڈ گفٹ پڑا نظر آیا اب وہ اکیلے کمرے میں رہنے لگ گی تھی بہت حد تک اسکا خوف ڈر چلا گیا تھا۔

"یہ کس نے دیا ہوگا" وہ خود سے بولی تجسس سے گفٹ پکڑا جہاں باہر کچھ نہیں لکھا تھا کوئی نام پتا نہیں تھا ابھی وہ کچھ اور دیکھتی کہ ایک دم اسکے کمرے کی لائٹ بند ہوگی دروازہ بند ہونے کی وجہ سے وہ ڈر گئی چیخ مارنے ہی لگی تھی کہ اسکے منہ پر کسی کا بھاری ہاتھ آگیا اسکی چیخ کا وہیں گلہ گھونٹ دیا گیا اسکی ہرنی جیسی انکھوں میں ڈھیروں خوف سمایا اسکو قریب کھڑے وجود سے جو خوشبو آرہی تھی وہ اسے لرزانے پر مجبور کر گئی۔

"شش میں ہوں التمش ۔جان التمش پلیز مجھے معاف کردو پلیز میں جانتا ہوں میں نے گناہ کیا ہے مگر مجھے تب بھی تم سے محبت تھی بس وہ محبت بدلے پر حاوی نہ ہوسکی جب سے مجھے پتا لگا ہے میں غلط تھا۔مجھے سکون نہیں آتا۔ پلیز مجھے معاف کردو۔مجھے تم سے عشق ہوگیا۔مجھے کوئی بھی سزا دے دو پلیز مگر مجھے معاف کردو" اسکے آنکھوں سے بہنے والے آنسووں ماہ روش کو نے اپنے کاندھے پہ گرتے محسوس ہورہے تھے۔ اسکی بھاری ہوتی سانسیں اپنے چہرے پہ محسوس کررہی تھی۔ اسکی زبان کو تو گویا قفل لگ گیا تھا۔ وہ بس ٹرانس کی سی کیفیت میں کھڑی تھی دونوں خاموش ایک دوسرے کی دھڑکنوں کا شور سن رہے تھے۔ التمش کافی دیر اس کے جواب کا منتظر رہا مگر وہ گویا بت بنی کھڑی تھی یا تو

حیران تھی یا اسے سزا دینے کے در پہ تھی ۔ سوالی فریادی بنا کھڑا تھا۔ پھر وہ دھیرے دھیرے پیچھے ہوا کمرے سے چلا گیا لائٹ بھی آ گئی ۔

ماہ روش کے روکے آنسو بہے اس نے ہاتھ میں پکڑا گفٹ زور سے دیوار پر دے مارا دوڑتی ہوئی واش روم میں گئی شاور کھول کر نیچے کھڑی ہو گی گویا اسکی خوشبو ختم کرنا چاہتی ہو ۔

"نہیں کروں گی معاف کبھی نہیں تم نے میرے جسم پہ زخم دیئے ہوتے تو میں معاف کر دیتی مگر تم نے میری روح چھلنی کی ہے روح کے لٹیرے ہو تم" وہ غصے سے بولی ۔ ۔ ۔ شاید التمش کی معافی نہ ممکن تھی ۔

****

وہ آج بڑی مشکل سے سب کی نظروں سے بچتا وہاں پہنچا تھا ۔ صرف ایک معافی کا طلبگار تھا ۔ لیکن ماہ روش کی آنکھوں میں خوف ، زبان پر لگا قفل اسے اندر تک ہلا گیا شاید جسے وہ اتنا آسان سمجھ رہا تھا ۔ وہ سب اتنا آسان نہیں تھا ۔ وہ جو بھی سزا دیتی وہ ہنسی خوشی قبول کر لیتا ۔ اس نے اچانک سنسان روڈ کے سائیڈ پر گاڑی لگائی سر گرایا وہ رو رہا تھا ہاں اپنے گناہ پر رو رہا تھا اللہ تو گناہ معاف کر دیتا ہے لیکن اس بار اسکا کیس انسان کی عدالت میں تھا ۔ یہاں سے معافی ملنے پر ہی وہ اللہ کی عدالت میں سرخرو ہو سکتا تھا ۔ روتے روتے اسکی آنکھیں سرخ ہو گی تھی ۔ اس خاموشی میں خلل موبائل فون کی آواز نے ڈالا ۔

"چارلی کالنگ "لکھا آیا.اس نے فون اٹھایا

"ہیلو سر فرانس برینڈ کے لوگ آپ سے میٹنگ کرنا چاہ رہے ہیں کب کی میٹنگ رکھوں

"چارلی بولی م

"پلیز چارلی مینجر کو بھیج کر ہینڈل کر لینا میٹنگ "وہ نرمی سے بولا چارلی نے ایک نظر موبائل کو دیکھا۔ کیا اس نے صیح سنا؟ کیا وہ التمش ہمدانی سے ہی بات کر رہی تھی؟

" بٹ سر وہ لوگ برا منا سکتے ہیں "وہ بولی

"چارلی کیا سن نہیں رہا میں کیا کہہ رہا ہوں بھاڑ میں گئ میٹنگ "وہ دھاڑا چارلی سہمی۔

"سوری سر کیا ہوا آپکی طبیعت ٹھیک ہے؟ ""چارلی ہمت جمع کرتی بولی۔ مگر کچھ تھا التمش کی آواز میں جس پر وہ چونکی۔

"چارلی وہ مجھے معاف نہیں کر رہی؟ "التمش کو ابھی کسی انسان کی ہی ضرورت تھی۔ جسے وہ اپنا درد بتا سکے وہ بھول گیا چارلی اسکی ایمپلائی ہے۔ بس یاد تھا کہ وہ اس سے اس درد کی وجہ پوچھ رہی ہے اسکا درد بانٹ رہی ہے۔

"کون سر "چارلی کو غصہ آیا اس ہستی پہ جس کی وجہ سے اسکا باس اداس تھا شاید رو رہا تھا۔

"میرا عشق ہے وہ۔ میں اس کی معافی چاہتا بھی نہیں اگر اس نے خاموشی سے معاف کر دیا میرا ضمیر مجھے پر ہنستا رہے گا۔مجھے اسکی خاموشی مار رہی ہے۔ میں اسکے منہ سے اپنی سزا

سننا چاہتا ہوں" وہ بولا چارلی حیران ہوئی کیسا انسان ہے اسکا باس اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار۔

"سر میں خدا سے آپکے آسانی مانگوں گی" وہ سچے دل سے بولی۔

"تھینکس چارلی بائے" وہ نرمی سے بولتا فون رکھ دیا۔ چارلی نے فوراہاتھ جوڑ کر اپنے خدا سے اپنے بوس کے لیے دعا کی۔ التمش نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی۔ اب وہ کچھ ہلکا محسوس کر رہا تھا ایک بار پھر ہمت جمع کرنی تھی۔ اسے ماہ روش کی عدالت میں پیش ہونے کے لیے۔

****

ہمدانی اور نوشین کو اسد اور آعیرہ کے رشتے میں کوئی خامی نظر نہیں آئی مگر وہ آعیرہ کی مرضی کے بغیر کوئی سٹیپ لینا نہیں چاہتے تھے ہمدانی صاحب نے آعیرہ کے کمرے کا رخ کیا۔

"کیا میں اندر آجاؤں بیٹا؟؟" وہ بولے

"ارے پاپا ارے آپ اجازت لے کے آئیں کیا؟" وہ جو کوئی بک پڑھ رہی تھی اسے ریک پر رکھتی بولی۔

"کیسی جارہی ہے جاب" وہ لاڈ سے اسے گلے لگاتے بولے

"بہت اچھی آپ بتائے کیا ڈائٹ پلین چل رہا ہے بھائی سے بھی ینگ لگتے ہیں" وہ آنکھ دبا کر شرارت سے بولی کہ ہمدانی صاحب کا قہقہ گونجا۔

"شرارتی بچی میں آپ سے ایک ضروری بات کرنے آیا ہوں بیٹا" وہ بولے

"جی پاپا" وہ بولی

"تمہارے لیے ڈاکٹر اسد کا رشتہ آیا ہے تم کیا چاہتی ہو" وہ چونکی۔ وہ سمجھی ڈاکٹر اسد ایسے ہی بول رہے ہے۔

"پاپا وہ اچھے ہیں۔مجھے کوئی اعتراض نہیں" وہ بولی اسد واقعی اسے اچھا لگتا تھا مگر ماما بابا سے دور سوچ کر ہی اسکی آنکھیں نم ہوجاتیں

"ماما بابا سب سے دور ہوجاؤں گی" وہ نم آنکھوں سے بولی ہمدانی صاحب کی آنکھیں بھی نم ہوگئیں۔

"پھر میں منع کردیتا ہوں" وہ فورا بولے کیونکہ آعیرہ کی انکھیوں میں وہ اسد کے لیے پسندیدگی دیکھ چکے تھے۔

"نہیں پاپا ایسا بھی نہیں بولا کرنی تو ہے نا" وہ معصومیت سے بولی۔

"یہ بھی ہے" وہ اسے گلے لگائے بولے۔

نوشین دور سے باپ بیٹی کے لاڈ پیار کو دیکھ رہی تھیں وہ نم آنکھوں سے مسکرائیں اور واپس اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

****

جیسے جیسے منگنی کے دن قریب آتے جا رہے تھے فاہم کو بے چینی ہو رہی تھی ایک ہستی اسکے چہرے کے آگے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی۔

"فاہم میاں لگتا ہے پیار ہو گیا ہے نمرہ ساجد سے "اسکے اندر سے آواز آئی

"نہیں "وہ گھبرایا۔

"اگر واقعی مجھے پیار ہو گیا ہے تو میں اپنی زندگی میں آنی والی لڑکی کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کر جاؤ "وہ خود کلامی کرتا چکر کاٹتا بولا آجکل تو اسے ہر لڑکی میں ہی نمرہ دیکھائی دیتی۔

"نہیں مجھے اس پیار ویار کو یہی دفن کرنا ہوگا "وہ خود سے بولام

"کیا اتنا آسان ہے ؟"اندر کی آواز آئی۔

"تو بتاؤ اور کیا کروں جو بچاری میرے نام کے خواب سجا رہی ہوگی اسکے خواب مٹی میں ملا دوں اسکا کیا قصور ہے۔مجھے پہلے اماں سائیں کو بولنا چاہیے تھا مگر اب ٹائم گزر گیا۔اب مجھے اپنے سارے جذبات پیار اس آنے والی لڑکی کے لیے امانت رکھنا ہے۔جس پر اسکا حق ہے "وہ غصے سے مگر دھیمے لہجے میں بولا

"ہاہا بھول ہے تمہاری کہ تم نمرہ کو بھول جاؤ گے "اندر کی آواز نے پھر اپنا پتا پھینکا۔

" بکواس بند کرو "وہ خود پر لعنت بھیجتا باہر گیا اماں سائیں کے کام ہی کرلیتا اس سے بہتر ویسے بھی اسے ماہ روش صبح سے کمرے سے نکلتی دیکھائی نہیں دی تھی اس لیے اس نے پہلے اسکے کمرے کا رخ کیا۔

****

وائٹ شرٹ سرخ آنکھیں بلیو جینز وہ رف سے حلیے میں بھی دل کی تار ہلا رہا تھا۔ ہمدانی اور نوشین دونوں ناشتے میں۔ مصروف تھے۔

"السلام علیکم مما بابا "وہ کرسی سنبھالتا بولا

"وعلیکم السلام برخودار کیا حالت بنائی ہوئی ہے "ہمدانی تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولے۔ وہ اب کیا بولتا یہ حالت کس وجہ سے بنی ہے اس لیے خاموش رہا۔

"ہاں میرا بچہ کیوں اتنا خوار ہوتے ہو بزنس کے پیچھے جتنا ہے اتنا ہی بہت ہے صحت کا خیال رکھا کرو "نوشین بولی۔ ماں سمجھیں مشقت کا نتیجہ ہے کیا بتاتا روح کی تھکن ہے۔

"جی "وہ بریڈ پر جیم لگاتا بولا۔

"ہاں مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے آعیرہ کے حوالے سے "ہمدانی صاحب بولے آعیرہ کا نام سنتے ہی اس نے جھکا سر اٹھایا۔

"کیا بابا" وہ بریڈ پیلٹ میں رکھتا بولا

"اسکا رشتہ آیا ہے لڑکا اچھا ہے۔ ساجد کی گارنٹی نے مجھے بے فکر کردیا ہے۔ آعیرہ کو بھی پسند ہے" وہ بولے

"کون ؟؟" اگر سب ٹھیک تھا تو اسے کیا مسلہ ہوسکتا تھا

"ڈاکٹر اسد تم ایک بار مل لو اسکے بعد ہی فکس ہوگا سب" وہ بولے آخر وہ بڑا بھائی تھا اسد کو اس نے دیکھا تھا وہ اچھا اور عزت دار لڑکا تھا۔

"جی بہتر ابھی میں دوستوں کے ساتھ گھومنے جارہا تھا تین چار دن میں آؤں گا" وہ جھوٹا بہانہ بناتا بولا۔

"گڈ اور حالت بھی ٹھیک کروا لیسے تو زریاب بھابھی کیا کوئی بھی ماں تجھے رشتہ نہ دے" وہ بولے تو نوشین نے انھیں گھورا وہ فقط سر ہلاتا ناشتے میں مصروف ہوگیا۔

****

فاہم نے ماہ روش کے کمرے کا دروازہ ناک کیا اندر گہرا سکون تھا گہری خاموشی کوئی آواز نہ آئی کافی دیر آوازیں دینے پر بھی کوئی جواب نہیں ملا وہ تو دروازہ لاک کرنے سے ڈرتی تھی تو دروازہ کیسے بند ہوگیا یہی بات فاہم کو پریشان کررہی تھی۔

"ڈبلیکیٹ چابی لے کر آؤ" وہ پاس کھڑی ملازمہ سے بولا وہ سر ہلاتی زریاب کے کمرے کی طرف بڑھی۔

"ماہ روش بہنا اوپن داڈور" وہ بلند آواز بولا مگر دوسری طرف تھی تو خاموشی، ویرانی۔

"یہ لو کیا ہوا" زریاب خود آئیم

"اماں سائیں یہ دروازہ نہیں کھول رہی" اس نے چابی لگاتے ہوئے دروازہ کھولا کانچ کے ٹکڑے کمرے میں پھیلے ہوئے تھے کسی شوپیں کے گرنے پہ ٹوٹے تھے وہ دیوار کے ساتھ گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔

"ماہ روش" فاہم فورا دوڑتا ہوا پاس آیا۔ اسے کاندھے سے ہلایا۔

"دور رہو مجھ سے۔۔۔۔۔۔۔ پلیز میرے قریب نہ آنا۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ نہیں مجھے مت چھونا" وہ بے ربط ٹوٹے پھوٹے جملے بول رہی تھی بولتی بولتی وہ فاہم کی باہوں میں ہی بے ہوش ہوگئی۔

"ماہ روش ماہ روش" زریاب اور فاہم دونوں بول رہے تھے مگر ماہ روش ٹس سے مس نہ ہوئی فاہم نے اسے باہوں میں اٹھا کر بیڈ پہ لٹایا۔

"فاہم اس کے ڈاکٹرز کو فورا کال کرو" زریاب ماہ روش کے سرہانے بیٹھتی بولی

"جی اماں سائیں" وہ بولتا باہر نکلا

****

#چشم آتش

#قسط_8

#از عائشہ_آرائیں

اسد صبح سے منہ بنائے گھوم رہا تھا اور نمرہ اسے تنگ کرنے کا کوئی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دے رہی تھی۔

"نمرہ آعیرہ کے پاپا ہاں تو کردیں گے "یہ کوئی پانچویں بار سوال پوچھا گیا تھا۔

"ہاں بدھو مرد بنو مرد"وہ ہنستی ہوئی بولی کہ اسد نے اسے گھورا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا"وہ آبرو آچکا کر بولا

"مطلب یار تمہارے لیے لڑکیوں کی کمی تھوڑی ہے کہ یوں رو رہے ہو"وہ بولی

"بہن کمی لڑکیوں میں مانا نہیں ہے لیکن ہر لڑکی آعیرہ نہیں ہوگی"اسکے بولنے پہ نمرہ کو اپنی کھڑوس سر پھری محبت یاد آئی۔

"واقعی سہی کہا ویسے آج آعیرہ آئی نہیں"نمرہ بولی

"ہمم پتا نہیں"وہ ابھی کوئی اور بات کرتا کہ نمرہ کا فون رنگ کرنے لگا۔

"فاہم کالنگ "وہ تھوڑی حیران ہوئی فون اٹھایا

"ہیلو "نمرہ بولی

"ہیلو نمرہ تم ابھی گاؤں آ سکتی ہو۔ ماہ روش کی طبیعت خراب ہوگئی ہے "وہ تیزی میں بولا اسکے لہجے میں فکرمندی کا عنصر واضح تھا۔

"ہاں آتی ہوں تم ٹینشن مت لو "وہ بولتی فون بند کر گئی۔

"کیا ہوا "اسد نے پوچھا۔

"چلو نکلو میرے سسرال جانا ہے فوراً ماہ روش کی طبیعت خراب ہوگئی ہے آعیرہ کو کال کرو وہ ہسپتال آئے "وہ کہتی اپنے کیبن میں بیگ لینے گی اسد بھی سر ہلا کر گاڑی کی کیز اٹھانے لگا ماہ روش اسے سگی بہنوں کی طرح عزیز تھی نمرہ اور ماہ روش دونوں ہی اسے اپنی بہنیں لگتی تھیں۔

****

اسد اور نمرہ ایک گھنٹے تک حویلی میں موجود تھے۔ نمرہ کو دیکھتے ہی چوکیدار نے گیٹ کھولا کیوں کہ وہ نمرہ کو پہلے اس حویلی میں آتے دیکھ چکے تھے۔ وہ گاڑی سے اتری اسے لان میں سامنے ہی فاہم انکے انتظار میں ٹہلتا نظر آیا۔ سفید کاٹن کے سوٹ میں اسکی گھوری

رنگت ہلکی ہلکی شیو بہت پیاری لگ رہی تھی۔ نمرہ کو اپنا دل پھر سے ڈوبتا محسوس ہوا اس نے دل کو ڈپٹا۔ وہ موصوف لفٹ نہ کروائے اور یہ بے شرموں کی طرح تاڑے۔

"تمہاری وجہ سے میں اس بندے سے ناراضگی شو نہیں کر پاتی جیسے آج تک نہیں پتا لگا ہفتے بعد اسکی منگنی کس سے ہے" وہ اپنے دل کو بولی

"ارے کدھر باتوں میں لگ گی چلو" اسد اسکے سامنے چٹکی بجاتا بولا۔

"چلو" وہ کہتی گاڑی سے اتری۔

"ارے آپ آگی" فاہم ان کی طرف آیا نمرہ نے کوئی جواب نہیں دیا اندر رخ کیا بہر حال اسد اسکے بغلگیر ہوا۔

"پیشنٹ کے معاملے میں تھوڑی پریشان ہو جائے تو ایسی ہو جاتی ہے" اسد نے بات سنبھالی۔ آخر اس کی بہن کا سسرال تھا۔ فاہم نے سر ہلایا۔

نمرہ پہلے سے ہی ماہ روش کا کمرہ دیکھ چکی تھی۔ اسی لیے کمرے میں پہنچی۔

"السلام علیکم آنٹی" وہ نیم بے ہوش ماہ روش کے پاس بیٹھتی زریاب سے بولی

"وعلیکم السلام بچہ دیکھو اسے پتا نہیں کیا ہوا ہے" وہ اٹھتی سائیڈ پہ ہوتی بولی نمرہ ماہ روش کے پاس گئی

"مجھے چھوڑو۔۔۔" وہ اب پھر ہلکا ہلکا بڑبڑا رہی تھی۔

"ماہ روش اوپن یور آئیز" وہ دھیمے سے اسکے سلکی بال سہلاتی بولی۔
"آنٹی کیا اسے کوئی پرانی بات دلائی گئی ہے۔ اسے پھر سے شاک لگا ہے" وہ اسکو چیک کرتی بولی
"نہیں میں تو اسکو بہلاتی رہتی ہوں کل رات تک تو ٹھیک تھی" انکے بولنے پر نمرہ نے سر ہلایا۔ انجیکشن دیا جس سے ماہ روش نے پرسکون ہو کر آنکھیں موند لی.
زریاب نے کمرے کی لائٹ آف کردی اسد بھی پاس ہی بیٹھا تھا اسکو سوتا دیکھ سب کمرے سے باہر نکل آئے۔
"آنٹی مجھے لگتا ہے ماہ روش کا مائینڈ فریش کرنے کے لیے اسے گھومنا چاہیے جہاں زیادہ رش بھی نا ہو اور یہ بہتر فیل کرے" اسد نے اپنی تجویز دی۔
"ہاں بچے تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر ابھی تو فنکشن ہے فاہم اور نمرہ کا اگلے ہفتے۔ ساری تیاریاں مجھے اور فاہم کو کرنی ہیں" زریاب کے بولنے پر فاہم جو نظریں زمین پہ مرکوز کیے کھڑا تھا چونک کر زریاب کو دیکھنے لگا۔ کہیں اس نے سننے میں غلطی تو نہیں کرلی تو کیا اسکی ہونے والی بیوی اسکی محبت ہی ہے اللہ اتنی جلدی بھی کسی کی سنتا ہے۔
"آنٹی ہاں تو میں لے جاؤں گا اپنی بہن کو۔ منگنی والے دن ہم واپس ہوں گے" وہ بولا تو زریاب نے مسکرا کر سر ہلایا۔ نمرہ ان سب میں خاموش تماشائی بنی کھڑی تھی۔

"نمرہ بیٹے بھائی صاحب ٹھیک ہیں "اسے خاموش دیکھ زریاب بولی

"جی آنٹی "وہ بولی ہلکا سا مسکرائی

"آنٹی نہیں اماں کہا کرو اب سے "زریاب اسکی پیشانی چومتی بولی۔ ماں کا لمس محسوس کرتے اسکی آنکھیں بھیگیں۔

"جی اماں جی "وہ مسکرائی

"چلو آنٹی جی مجھے تو بھوک لگی ہے ناشتہ نہیں کیا ذرا پیٹ پوجا "اسد کے شرارتی انداز میں بولنے پر سب ہنسے۔

"چلو آؤ "زریاب اسد کو ساتھ لے گی۔ اسد اور زریاب دونوں چاہتے تھے کہ نمرہ اور فاہم تھوڑی بہت بات کرلے جو انکے ہوتے ہوئے ناممکن تھی۔

****

فاہم کافی دیر نمرہ کے بولنے کا انتظار کرتا رہا مگر دوسری طرف گھری خاموشی تھی وہ موڈ بنائے صوفے پر بیٹھی تھی

"سنیں آپ ناراض ہے ؟ "عجیب سوال مزید تپا گیا۔

"کیوں اپکو کیوں لگا "وہ چڑکر بولی مطلب کے حد ہوگی اب وہ خود بتائے۔

"دیکھیں میں زیروہوں اس معاملے میں سوری آپ کیوں ناراض ہے "وہ معذرت خواہ لہجہ اپناتا بولا اس لڑکی کی ناراضگی وہ افورڈ نہیں کرسکتا تھا۔ جبکہ اسے پتا لگ گیا تھا یہ وہی لڑکی ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے جو اسکی زندگی بھر کی ساتھی بھی ہے۔

"کیا آپ کو آج سے پہلے پتا تھا اپ کا رشتہ مجھ سے طے ہوا ہے "وہ گھورتی بولی

"نہیں "بول کر سر جھکا گیا۔

"کیا یہ شادی آپکی مرضی کے بغیر ہے " یہ سوال لڑکیوں سے کرنا چاہیے مگر یہاں معاملہ الٹا تھا۔

"نہیں "وہ اسے دیکھتا مطمین انداز میں بولا۔

"اوہ مطلب اپکو فرق نہیں پڑتا آپ کی شادی کس سے ہورہی ہے کس سے نہیں۔۔۔ میں پاگل تھی جو سمجھی اماں آپکے بولنے پر رشتہ لے کر آئی ہیں اب تو میں انکار کردوں گی میں ویسے ہی خوش ہوتی رہی کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں "وہ غصے میں کیا بول گی اسے خود اندازہ نہ ہوا فاہم نے مسکراہٹ چھپائی مسکرانے سے معاملہ بگڑسکتا تھا۔

"پلیز انکار مت کیجیے گا آپ بالکل پاگل نہیں آپکی اماں کا یہ بیٹا آپ سے واقعی پیار کرتا ہے "وہ سنجیدگی سے بولا

"تم تو زیرو ہو اس معاملے میں "وہ آبرو آچکا کر اسکو اسکی بات یاد دلاتی بولی

"وہ تو ہوں مگر آپ ہے ناں مجھے زیرو سے ہیرو بنا دینا" وہ آنکھ دبا کر کہتا باہر نکل گیا نمرہ پیچھے سے اس موچھوں والی سرکار کو گھورتی رہی گئی۔

****

رات کی تاریکی میں وہ دوبارہ اسکے کمرے میں آیا مگر آج وہ کمرے میں نہیں تھی ٹوٹنے کانچ سمیٹے جا چکے تھے اسکی خوشبو ابھی بھی کمرے میں رچی بسی تھی۔

"روشی میں کتنا بد نصیب ہوں پلیز مجھے سزا دے کر اس جرم ندامت سے آزاد کر دو" وہ بیڈ پہ اسکے لیٹنے والی جگہ پہ ہاتھ پھیرتا بولا۔ جلد بازی اور غصے میں کیے گے فیصلوں پہ ہمیشہ پچھتاوا ہاتھ آتا ہے۔

اس لیے اسلام نے غصہ کرنے سے منع فرمایا ہے غصہ ایک ایسی چنگاری ہے جو آپ کے اندر سب کچھ تحس نحس کر کے رکھ دیتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت فرما دیجیے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔ اس شخص نے اپنی (وہی) درخواست کئی بار دہرائی۔ آپ ﷺ نے ہر مرتبہ یہی ارشاد فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

(بخاری) (جامع ترمذی، جلد اول باب البر والصلۃ : 2020)

غصہ ایک منفی جذبہ ہے.جس پر بروقت قابو نہ پایا جائے تو ہم اکثر دوسروں کے ساتھ ساتھ اپنا بھی نقصان کر بیٹھتے ہیں اس لیے اسلام نے غصہ ضبط کرنے اور جوشِ غضب کے وقت انتقام لینے کی بجاے صبر و سکون سے رہنے کی تلقین کی ہے، تاکہ معاشرہ انتشار کا شکار نہ ہو بلکہ امن کا گہوارہ بن سکے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا طاقتور وہ نہیں ہے جو (اپنے مقابل کو) پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پالے۔

(سنن ابی داوُد، جلد سوئم کتاب الادب : 4779) (بخاری)

قرآن مجید میں غصہ نہ کرنے اور معاف کردینے کی فضیلت کا بیان :

''وَالَّذِیۡنَ یَجۡتَنِبُوۡنَ کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَالۡفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوۡا ہُمۡ یَغۡفِرُوۡنَ''

''اور جو لوگ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب انہیں غصّہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں''۔

)القرآن(

اسی غصے اور غلط فہمی میں التمش نے اپنا نقصان کرلیا تھا۔

****

اسد ماہ روش کے ہوش میں آتے ہی زریاب اور فاہم سے بات کرکے اسے اپنے اپارٹمنٹ میں لے آیا تھا۔ ماہ روش بھی اب حویلی نہیں رہنا چاہتی تھی وہ ابھی تک خوف زدہ تھی.

"ماہ روش "اسد نے اس کی ہراساں نظریں دیکھیں۔ اس لیے اس کا دھیان بٹانے کا سوچا۔

"ہوں "ابھی بھی باہر ہی دیکھ رہی تھی جیسے ابھی کوئی آجائے گا۔

"تمہیں ایک واقعہ سناتا ہوں۔ حضرت خالد بن ولید اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں رومیوں نے کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔ رومیوں کا ایک گروہ کچھ مسلمان عورتوں کو اسیر بنا کر لے گیا۔ ان گرفتار ہونے والی مستورات میں ضرار بن ازور کی بہن خولہ بنتِ ازور بھی تھیں۔ جب آپ کے بھائی کو معلوم ہوا کہ رومی مسلمان عورتوں کو اسیر کرکے لے گئے ہیں تو آپ حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا گھبرانے کی بات نہیں۔ شکار کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ آپ نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو دو ہزار کے لشکر کے ساتھ دشمن کے مقابلہ پر روانہ کیا اور خود حضرت ضرار اور چند مجاہدین کے ہمراہ اسیر شدہ عورتوں کی رہائی کے لئے روانہ ہوئے۔ ابھی کچھ ہی فاصلہ طے کرنے پائے تھے کہ مقام استریاق کے قریب گرد و غبار کا طوفان اٹھتا ہوا نظر

آیا۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا خدا خیر کرے۔ آپؓ نے حکم دیا کہ تمام مجاہدین آنے والی مصیبت کے لئے تیار رہیں۔ ادھر ان عورتوں کا حال سنئیے جنہیں پطرس نے قید کر لیا تھا۔
پطرس جو بولص کا بھائی تھا، بولص مسلمانوں کی قید میں تھا، مسلمان عورتوں اور لوٹ کھسوٹ کے مال کو لے کر استریاق کے قریب فروکش ہوا جب اس نے اطمینان کا سانس لیا تو اس نے حکم دیا کہ مسلمان عورتیں حاضر کی جائیں جب عورتیں حاضر کی گئیں تو اس نے ہر عورت کو دیکھا لیکن اس کی نظرِ انتخاب خولہ پر جا رکی اور اس نے اعلان کر دیا کہ خولہ کا واحد مالک میں ہوں۔ اس میں کوئی مخاصمت نہ کرے اسی طرح ہر شخص نے ایک ایک عورت کو اپنے لئے انتخاب کر لیا۔ مسلمانوں کی غیور ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو یہ حرکت نہایت ناگوار ہوئی۔ غصہ سے وہ کانپ رہی تھیں۔ لیکن مجبوری ان کی راہ میں حائل تھی۔ سب عورتوں کو خیمہ میں واپس کر دیا گیا۔ حضرت خولہ نے سب اسیر شدہ مسلمان عورتوں کو اکٹھا کیا اور ایک پر جوش تقریر کی کہ "اے ناموسِ حمیر و تبع اور اے عمالقہ کی باقیادت صالحات! کیا تم چاہتی ہو کہ روم کے وحشی درندے تم کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا لیں؟ اور کیا تمھیں پسند ہے کہ تم اپنی بقیہ عمریں اغیار کی خدمت گزاری میں صرف کر کے فاتحین عرب پر کلنک کا ٹیکہ لگا دو؟ کہاں گئی تمھاری وہ حمیت و شجاعت، جس کا چرچہ محافلِ عرب کے لئے باعثِ سرخروئی اور سربلندی تھا۔ میرے نزدیک اہلِ روم کے ہاتھوں ہمیشہ

For more visit (exponovels.com)

ذلت اٹھانے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ ہم سب خدا کی راہ میں اپنی حقیر جانوں کا نظرانہ پیش کر دیں اور اپنی قوم کو ہمیشہ کی بدنامی سے محفوظ کرلیں۔" اس پر عفیرہ نے تمام عورتوں کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا، کہ ہماری دلی خواہش ہے کہ ہمارے خون کا آخری قطرہ تک خدا کی راہ میں بہے، لیکن بلا تدبیر کچھ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے، ہم نہتی ہیں۔
حضرت خولہ نے کہا بے شک ہم نہتی ہیں لیکن اللہ کی مدد ہمارے شاملِ حال ہے، خیمہ کی چوبیں اکھیڑ کر یکبارگی حملہ کر دیا اور یہ کہتی جاتی تھیں کہ دیکھو! سب مل کر رہنا کیونکہ جو بھیڑ گلے سے علیحدہ ہوتی ہے وہ لقمۂ اجل بن جاتی ہے۔ حضرت خولہ نے ایک رومی کے سر پر اس زور سے چوب ماری کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کچھ دیر بعد واصل جہنم ہوگیا۔ جب رومیوں نے شکست وریخت کا یہ عالم دیکھا تو بدحواس ہو گئے۔ پطرس نے حکم دیا کہ ان سب عورتوں کو گھیرا ڈال کر پکڑلو اور دیکھو خولہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ جب بھی کوئی سوار آگے بڑھتا یہ عورتیں بھوکی شیرنیوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑتیں اور اس کی تکہ بوٹی کر ڈالتیں۔ خولہ فرماتیں تھیں "اے رومیو! آج تمھارے بھیجے ہماری چوبوں سے کچلے جائیں گے۔ آج تمھاری بیویاں رانڈ اور تمھارے بچے یتیم ہو جائیں گے۔ تمھاری عمریں آج کے دن مقطع ہو چکی ہیں۔" یہ سنتے ہی پطرس آگ بگولہ ہوگیا اور اس نے اپنے لشکر کو پکارا کہ خرابی ہو تمھاری، تم سے چند عورتیں نہیں پکڑی جاتیں۔ یہ

سنتے ہی بہت سے سپاہیوں نے بڑی سختی سے حملہ کیا جس کا انہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ خولہ فرماتی تھیں : اے مجاہدینِ اسلام کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں! اللہ نے تم کو اس قابل سمجھا کہ وہ تمھارا امتحان لے تو تم اب امتحان میں گھبرانا مت۔ یہ سخت حملہ ہو ہی رہا تھا کہ حضرت خالدؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان اسیر شدہ عورتوں کی جستجو میں استریاق کے قریب آپہنچے اور گردو غبار تلواروں کی چمک اور جھنکار دیکھ کر فرمایا کہ ہمیں جلد از جلد وہاں پہنچنا چاہیئے چنانچہ مجاہدین وہاں پہنچے تو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ شروفروشانِ اسلام کی بہادر مجاہدہ عورتیں خیمہ کی چوبوں سے رومیوں کے سروں کو کچل کر واصل جہنم کر رہی ہیں۔ جب پطرس نے دیکھا کہ مجاہدینِ اسلام ان کے تعاقب میں آپہنچے ہیں تو اس نے بھاگ کر اپنی جان بچانا چاہی۔ حضرت ضرارؓ نے تعاقب کیا اور ایک بھرپور حملہ کیا جس کی وہ تاب نہ لا سکا اور واصل جہنم ہوا۔ "اسد کی باتوں کو وہ غور سے سن رہی تھی۔ گھر آچکا تھا اسد نے مسکراتے ہوئے گاڑی روکی۔

"یہ واقعہ سنانے کا مقصد تمہیں اندر جا کر بتاتا ہوں فلحال میرے غریب خانے پہ آپ کا استقبال ہو" وہ مسکراتا بولا اب ماہ روش کا موڈ بہتر تھا۔

"اندر آؤ" وہ راستہ چھوڑتا بولا وہ چار کمروں کا چھوٹا سا پیارا سا گھر تھا۔

"کیسا لگا گھر؟" دوستانہ رویہ اختیار کیے ہوئے سعد نے اپنی نوکرانی کو بھی آج کے دن گھر رکنے کا کہا تھا تاکہ ماہ روش کو تنہائی محسوس نہ ہو۔

"السلام علیکم !صاحب اور بی بی" وہ آتی بولی

"وعلیکم السلام یار چائے بنا دو ہمیں" وہ کہتا ہال میں لے گیا۔

"وہ واقعہ تمہیں اس لیے سنایا تھا کہ تم لڑنا سیکھو، ڈرنا چھوڑ دو۔ سامنا کرو اس انسان کا ڈٹ کر جس کی وجہ سے تمہاری زندگی خراب ہوئی" وہ دھیمے سے بولا کہ ماہ روش مسکرا دی۔

"ضرور۔" وہ عزم سے بولی

"یہ ہوئی نا اسد کی بہن والی بات"

****

سیگرٹ کا دھواں فضا میں پھیلا ہوا تھا.اس کے کمرے کی حالت بگڑی ہوئی تھی۔ ایک ہاتھ کی انگلیوں سے پیشانی مسلا۔ اس کی دل کی دھڑکنیں منتشر تھیں اپنے سزا کے لیے تڑپ ہو رہا تھا۔ انسان معاف نہیں کرتا اللہ معاف کر دیتا ہے۔ موبائل رنگ کیا اس نے بے دلی اٹھایا۔

"سر جی میم اسد صاحب کے گھر ہیں" نوید نے تازہ خبر دی

"ہمم ٹھیک "اس نے ٹھنڈا سا جواب دیا۔

"سر ایک بات پوچھوں "نوید نے اجازت مانگی۔

"ہمم پوچھو "التمش نے جواب دیا۔

"آپ نے کیا خطا کی ہے "اس کی سوال پہ التمش ہمدانی کو پسینا آیا۔

"زنا "دھیرے سے بولا کہ نوید کو چار سو چالیس واٹ کا جھٹکا لگا.وہ خاموش رہا تو التمش ہنسا۔

"کچھ بولو گے نہیں یا اس ڈر سے نہیں بول رہے کہی نوکری سے نہ نکال دوں "

"کیوں کیا ؟"نوید سانس بحال کرتا بولا

"گناہ کیوں ہوا؟ ؟ یہ مت پوچھو۔اس کا جواب میرے پاس بھی نہیں گمراہ ہو گیا تھا۔ بدلے کی آگ میں جل رہا تھا۔ نفس پہ قابو کھو بیٹھا تھا۔ یہ سب جواب آتے ہیں ذہن میں لیکن یہ جواب مجھے مطمئن نہ کر سکے تو تمہیں کیا جواب دوں "وہ لاچاری سے بولام

"خدا سے دعا کیوں نہیں مانگتے کہ اس انسان کے دل میں کچھ رعایت ڈال دے۔ وہ انسان آپ کی سزا تجویز کر دے "نوید کے بولنے پہ التمش ٹھہرا ہاں اس نے یہ کیوں نہیں کیا۔

"شکریہ نوید "وہ کہتا فون رکھ گیا جلدی سے وضو کرنے کے لیے اٹھا اپنی سگریٹ زمین پہ پھینکی پاؤں سے مسل دی۔

****

السلام علیکم !کیا سزا دینی چاہیے التمش کو آپ کے خیال میں ؟؟؟اور کل قسط نہیں آ سکے گی معذرت کے ساتھ دعاؤں میں یاد رکھیے گا ۔ تبصرہ کچھ تو بہت اچھا دیتے ہے باقی بھی دیا کرے 😊😊خوش رہے

#چشم_آتش

#عائشہ_آرائیں

#قسط_9

زریاب نے حویلی دولہن کی طرح سجائی تھی اتنے دنوں بعد کوئی خوشی کا موقع آیا تھا ۔ ورنہ تو یہاں سے جنازے ہی اٹھے ۔ ہر نوکر اپنی بی بی کی خوشی میں خوش تھا اور بڑھ چڑھ کر تیاریوں میں حصہ لے رہا تھا ۔

"فاہم "زریاب نے فاہم کو آواز دی ۔

"جی اماں سائیں "فاہم کام چھوڑ کر ان کی طرف آیا ۔

"بیٹا یہ کام تو ہوتے رہیں گے ۔ تم ذرا نمرہ کو شاپنگ پہ لے جاؤ ۔اس کی پسند کا ڈریس دلوا دو "ان کے بولنے پہ اس نے سر ہلایا دل تو اس کا بھی ملنے کو چاہ رہا تھا ۔

"شاباش ابھی نکلو میں نے فون کر دیا ہے نمرہ بیٹی کو وہ تیار ہوگی اور ہاں بتانا بھول گئی اذلان آرہا ہے منگنی پہ مجھے فون آیا تھا" زریاب کے گال خوشی سے پھولے ہوئے تھے ۔فاہم مسکرایا۔

"سچی اذلان میاں نے مجھے تو بتایا نہیں مجھے لگ رہا تھا اس سے ملنے کے لیے مجھے ایک کیس کرنا پڑے گا۔ تب ہی وکیل صاحب شکل دیکھائیں گے ۔" فاہم اور اذلان کزن تھے ۔اذلان فاہم کا ماموں زاد بھائی تھا دونوں کی شروع سے کافی دوستی تھی پھر جب فاہم پڑھائی کے سلسلے میں باہر گیا تب یہ دوستی اور گہری ہوگئی ۔ زریاب مسکرائی ۔

فاہم بات ختم کرتا گاڑی کی طرف بڑھا ۔ ابھی اپنی ہونے والی بیگم کا ڈریس بھی تو خریدنا تھا ۔

****

وہ وضو کرکے آیا جائے نماز بچھائی اسکا وجود کانپ رہا تھا ۔ اس کے کانوں میں ماہ روش کی چیخیں گونج رہی تھیں ۔ جب وہ اس شیطان سے پناہ مانگ رہی تھی گڑگڑا رہی تھی اور پوچھ رہی تھی کس جرم کی سزا دی جارہی ہے ۔ آنسوؤں کی رفتار میں تیزی آئی ۔ سچ کہا تھا دنیا مکافات عمل ہے ۔ یہ اللہ کی عدالت ہے جہاں ماہ روش نے مقدمہ درج کیا تھا اگر دنیا کی عدالت ہوتی تو بیٹے کی سزا بیٹی بھگتتی ، بھائی کی گناہ پہ بہن سولی چڑھ جاتی ۔ لیکن یہ نہ تو کوئی

دنیا کی پنچایئت تھی جہاں لڑکی کو وانی بنا کر سولی چڑھا دیا جائے بلکہ یہ اللہ کی عدالت تھی جہاں مجرم ہی کو سزا ملتی ہے ۔ زنا کی سزا سو کوڑے ہے.جس کا حقدار تھا التمش ہمدانی ۔

کبھی بھی کسی کو کمزور دیکھ کر ظلم و جبر نہ کرو کیوں کہ مظلوم انسان اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیتا ہے اور اللہ کی عدالت میں انصاف ہوتا ہے ۔ وہاں کی سزا دنیا کی سزا سے کئی گناہ زیادہ ہوگی ۔

****

نمرہ سفید کپڑوں میں لال ڈوپٹہ اوڑھے فاہم کو بہت پیاری لگی ۔ اس نے جلد ہی نظروں کا زاویہ بدلا۔ ابھی وہ اس کی بیوی نہیں تھی ۔ اس لیے وہ نظروں سے دیکھنے سے بھی احتیاط برتتا تھا ۔ نمرہ کے گاڑی کے قریب آنے پہ وہ فوراً اترا جلدی سے فرنٹ ڈور کھولا ۔ نمرہ اس کی اس ادا پہ مسکرائی ۔

"شکریہ "نمرہ نے دھیرے سے کہا ۔

"یہ میرا فرض تھا "وہ سنجیدگی سے بولا ۔ نمرہ نے گھورا مطلب ہر وقت سیریس رہنا ضروری ہے کبھی مسکرایا بھی جا سکتا ہے ۔

"آپ کو ایک فائدے کی بات بتاؤں "وہ معصومیت سے بولی ۔

"جی "فاہم نے متوجہ ہوا۔

For more visit (exponovels.com)

"سچی مسکرانے پہ ٹیکس نہیں لگتا بلکہ انسان فریش اور پیارا لگتا ہے" آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معلومات میں اضافہ کیا۔ اس کی بات پہ فاہم مسکرایا

"اووو تو آپ کو مسکرانا آتا ہے" وہ مسکرا کر طنز کرتی بولی۔

"جی اور بھی بہت کچھ آتا ہے سہی موقع پہ کر کے بتاؤں گا" وہ شرارت سے بولا کہ نمرہ بلش کرنے لگی۔

گاڑی ایک مال کے سامنے رکی۔ فاہم نے اتر کر نمرہ کی سائیڈ والا ڈور اوپن کیا۔ دونوں مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

"منگنی کا جوڑا آپ خریدیں گی یا میں خرید کر دوں" فاہم کو سامنے سفید کلر کی فراک پسند آئی تھی۔ یوں لگا کہ سفید رنگ بنا ہی نمرہ کے لیے ہو۔ لیکن وہ اسکی مرضی اور پسند کی عزت کرنے والا شخص تھا۔

"میں اب سے چاہوں گی کہ میری ساری چیزیں میرے شریک حیات کے پسند کی ہوں" وہ شان بے نیازی سے بولی کہ فاہم مسکرایا پھر فاہم نے اسے ہر چیز اپنی پسند کی لے کر دی۔

کوئی غزل سنا کر کیا کرنا

یوں بات بڑھا کر کیا کرنا

تم میرے تھے تم میرے ہو
دنیا کو بتا کر کیا کرنا
تم خفا بھی اچھے لگتے ہو
پھر تم کو منا کر کیا کرنا
تیرے در پر آ کر بیٹھے ہیں
اب گھر بھی جا کر کیا کرنا
دن یاد سے اچھا گزرے گا
پھر تم کو بھلا کر کیا کرنا
****

اسد صبح صبح اٹھا ابھی تک ماہ روش سو رہی تھی ۔ اس لیے اس نے آج اپنی بہن کے لیے اپنے ہاتھوں سے ناشتہ بنانے کا سوچا ۔ فریج سے دودھ اور انڈے نکالے ۔ چائے چولہے پہ رکھی ساتھ ساتھ آملیٹ کرنے لگا ۔

"صاحب جی میں بنا دیتی ہوں "کام کرنے والی ابھی کواٹر سے آئی تھی ۔

"ارے بہنا آپ بھی بیٹھے آج میرے ہاتھ کا ناشتہ نوش فرمائیے "وہ ایک ادا سے بولا

"صاحب جی ناشتہ تو بنا لیتے ہیں آپ مگر پھر کچن کی صفائی میں گھنٹہ مجھے لگ جاتا ہے "وہ منہ بسور کر بولی۔

"اے احسان فراموش !شیف کی توہین کرتی ہو" وہ خود اچھے سے جانتا تھا کہ وہ کام کرتے وقت کچن کتنا گندہ کرتا ہے۔اس لیے اس کی بات مذاق میں اڑا دی۔

"صاحب جی آپ کو شیف بنایا کس نے مطلب سیکھایا کس نے میں نے "وہ گردن اکڑا کر بولی۔

"ہمم پوائنٹ ٹوبی نوٹیڈ" وہ آمیلٹ اور چائے ٹیبل پہ رکھتا ماہ روش کو بلانے ہی والا تھا کہ وہ خود ہی آ گئی۔

"آجاؤ آجاؤ بہنا شیف کے ہاتھ کا ناشتہ کرو ورنہ یہاں ناشکرے لوگ بھی بہت ہے "اس کی بات پہ دونوں ہنسی۔ تینوں نے مل کر ناشتہ شروع کیا۔

****

بلیک شرٹ کے بازو فولڈ کیے سن گلاسز لگائے اسکے پیارے نین نقش گوری رنگت کو اور پرکشش بنا رہے تھے۔ائیر پورٹ پہ کھڑا گاڑی کا انتظار کر رہا تھا ہر کوئی اسے دیکھے بغیر نہ گزرتا اس کی پرسنلٹی تھی ہی اتنی اٹریکٹیو کہ کوئی بھی اس کے اسیری سے نہ بچ پاتا۔

"ارے کدھر ہو یار "اس نے کال ملائی۔

"وکیل صاحب ذرا پیچھے دیکھیں" فاہم کان سے فون لگائے بولا

"ارے فاہم" وہ پرجوش طریقے سے بغلگیر ہوا۔

"کیسے ہو؟ میں سمجھا گوری پھنسالی تم تب ہی پاکستان کا چکر نہیں لگاتے" دونوں ایئر پورٹ سے باہر نکل رہے تھے۔

"ارے یار گوری نہیں پاکستانی پھنساؤں گا۔ تم بتاؤ بھابھی کیسی ہے؟ کب ملاقات ہوئی؟" اذلان نے توپوں کا رخ اس کی طرف موڑا۔

"میں کیا بتاؤں مما کی پسند ہے" فاہم نے صاف دامن بچایا۔

"واقعی" اذلان بھی اتنا سیدھا نہیں تھا

"ہمم" فاہم نے نظریں گھما کر کہا

"ہاہاہا صاف نظر آرہا ہے جھوٹ بول رہا ہے۔ نہ بتا بھابھی سے پتا کرلوں گا" اذلان نے اس کی حالت پہ قہقہ لگایا۔ فاہم نے گھورا۔ باتوں باتوں میں حویلی آگئی تھی۔ زریاب نے پیسے وار کر صدقہ دیا۔

"میرا بچہ" پیشانی چومی۔

"ارے پھوپھو سچی آپ ابھی تک نہیں بدلی۔ میں کون سا اب بچہ ہوں جو نظر لگے گی" وہ انکے گرد بازوں حائل کرتا بولا۔

"ارے صدقہ بلاؤ سے بچاتا ہے میرا بچہ تم نہیں سمجھ سکتے" زریاب بولی تو اذلان مسکرایا
"اچھا یہ سب باتیں بھی ہونگی ۔ آپ کی بیٹی کدھر ہے ؟ "اذلان کو ماہ روش سے ملنے کا تجسس تھا ۔
"ارے وہ اسد کے ساتھ گئی ہے تھوڑا مائنڈ فریش ہو جائے ۔ تم فریش ہو جاو میں کھانا لگواتی ہوں "زریاب مسکرائی وہ بھی اپنے کمرے کی طرف بڑھا ۔
****

ایک ہفتہ پل بھر میں گزر گیا آج فاہم اور نمرہ کی منگنی تھی لیکن فاہم نے وہ بازی کھیلی جس کی کسی کو خبر نہ تھی اس نے ساجد صاحب سے منگنی کے ساتھ ساتھ نکاح کی درخواست بھی کی تھی جس پہ انھیں کوئی اعتراض نہ تھا ۔ حویلی کو پھولوں ، ریشمی پردوں اور لائٹوں سے سجایا گیا تھا ۔ زریاب اور اذلان مل کر سب مہمانوں کو ویلکم کر رہے تھے ۔ نمرہ ، ماہ روش اور آعیرہ پالر گئیں تھیں جہاں ان کی پک اینڈ ڈراپ کا ذمہ اسد کا تھا ۔ نوشین اور ہمدانی بھی حویلی پہنچ چکے تھے ۔
"ارے لڑکے باہر نکل آ ؤ ورنہ لڑکی کو واپس بھیج دوں "اذلان تنگ کرتا بولا کیونکہ نہ لڑکا آرہا تھا نہ لڑکی ۔

"ابھی تک لڑکیاں نہیں آئی جھوٹ مت بول میں آتا ہوں پانچ منٹ میں" فاہم نے دروازہ کھولا

"ارے بھابھی سے رابطے میں ہے" اذلان ہنسا۔

"ماہ روش سے بات ہوئی تھی" فاہم نے سچ بتایا تو اذلان پھر بھی معنی خیز مسکرا رہا تھا لیکن فاہم نے اتنا غور نہ کیا کیوں کہ جیتنا وہ چڑتا وہ اور چڑاتا اس لیے وہ باہر نکل آیا ساجد صاحب سے گلے ملا زریاب سے ملا نوشین اور ہمدانی صاحب سے ملا۔ اب اس کی نگاہیں گیٹ پہ مرکوز تھیں۔ اسے نمرہ کو اپنے پسند کے جوڑے میں دیکھنے کا دل چاہ رہا تھا۔ اس نے آج تک تین عورتوں سے ہی محبت کی تھی ایک ماں، دوسری بہن، تیسری ہونے والی شریک حیات سے۔

"کیا دیکھ رہا ہے۔ بھابھی آجائے گی یار" اذلان نے بولا

"تم واقعی ہی وکیل ہو ہر وقت بولتے رہتے ہو" فاہم نے جھاڑا پر کیا اثر ہونا تھا اذلان کو۔ لیکن فاہم میاں کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا۔ نمرہ اندر آتی دیکھائی دی۔ جس کو ایک طرف سے ماہ روش اور دوسری طرف سے آعیرہ نے پکڑا ہوا تھا۔

****

ماہ روش بچاری تو سمپل سی ہی تھی لیکن آعیرہ اور نمرہ کی تیاریاں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں ۔ پالر والی بھی ان کی فرمائشوں پہ تنگ آچکی تھی بچاری کا بس نہیں چل رہا تھا کہ باہر نکال دے

"آعیرہ ، ماہ روش میں ٹھیک لگ رہی ہوں "نمرہ گول گول گھومتے ہوئے بولی

"ہاں بہت زبردست بھائی کا ، مما کا کئی بار فون آچکا چلو چلیں پلیز "ماہ روش نے جلدی سے کہا

"آعیرہ تم بتاؤ آج فاہم بس مجھے دیکھتا رہے ۔ موچھوں والی سرکار آج مجھ پہ ایسی لٹو ہو کہ منہ دیکھائی میں اظہار محبت کر دے یہ نہ ہو بے شرموں کی طرح یہ فریضہ بھی میں ہی سر انجام دوں "نمرہ کے بولنے پہ دونوں کھی کھی کرنے لگی ۔ اللہ اللہ کرتے وہ باہر نکلی اسد بچارا غصہ بھی نہیں کر سکا ۔

"بھیا سوری لیٹ ہو گئے "ماہ روش معصوم بچوں کی طرح بولی

"اٹس اوکے بہنا بیٹھو خواتین "اس کے خواتین بولنے پہ نمرہ اور آعیرہ کی مشترکہ چیخ برآمد ہوئی ۔

"غلطی ہو گئی پیاری لڑکیوں "اسد نے جلدی سے غلطی تسلیم کی ۔ لڑکیوں پہ خاصا زور دیا ۔

گاڑی حویلی کی جانب گامزن کی۔ جہاں اسٹیج پہ کھڑا فاہم پہلے سے ہی منتظر تھا۔ اسٹیج کے قریب جانے پہ اس نے ہاتھ آگے کیا جسے نمرہ نے خوشی سے تھام لیا تالیوں بجائی گئی۔ وہی کوئی اور بھی تھا جو بڑے غور سے ماہ روش کو دیکھ رہا تھا۔ ماہ روش نے نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے نظریں اٹھائی تو تب تک مخالف نے نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا

۔

کیا آپ کو نمرہ ساجد بنت ساجد کے ساتھ بعوض پانچ لاکھ حق مہر نکاح قبول ہے ؟ مولوی نے تین بار سوال دہرایا۔

"قبول ہے "فاہم نے جواب دیا۔ پھر یہ ہی عمل نمرہ کے دوہرایا گیا۔

نکاح کی اسلام میں بہت فضیلت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

"النکاح من سنّتی" نکاح کرنا میری سنت ہے۔

ترجمہ : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو آدھا ایمان بھی قرار دیا ہے

"اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ اِسْتَکْمَلَ نِصْفَ الدِّیْنِ فَلْیَتَّقِ فِی النِّصْفِ الْبَاقِیْ"

ترجمہ ؛ جو کوئی نکاح کرتا ہے تو وہ آدھا ایمان مکمل کرلیتا ہے اور باقی آدھے دین میں اللہ سے ڈرتا رہے۔

For more visit (exponovels.com)

پہلے نکاح کی رسم کی گئی ۔ نمرہ کے جملہ حقوق فاہم کے نام ہو چکے تھے سب نے جوڑے کے لیے نیک دعائیں کی ۔ پھر نمرہ اور فاہم ۔ نے ایک دوسرے کو انگوٹھی پہنائی ۔

****

زریاب نوشین سے باتوں میں مصروف تھی التمش کے نہ آنے کی وجہ بھی پوچھی تو پتا لگا وہ فرینڈز کے ساتھ گیا ہوا ہے ۔ دور بیٹھی ماہ روش کو اکیلا دیکھ بلایا ۔ جو دور بیٹھی ہی سب دیکھ کر مسکرا رہی تھی ۔ دور بیٹھنے کی وجہ تھی نیا آیا مہمان تھا ۔ جو موصوف کافی دیر سے تاڑ رہے تھے ۔

"ادھر آؤ ماہ روش بچہ "زریاب کے پکارنے پہ اذلان مسکرایا تو موصوفہ کا نام ماہ روش ہے یہ ہے زریاب پھپھو کی بیٹی جس سے ابھی تک ملا نہیں تھا ۔

"بیٹا یہ ہے اذلان میرے بھائی کا بیٹا باہر سے آیا ہے سوچا تعارف کروا دوں اور اذلان یہ ہے میری پیاری بیٹی ماہ روش "زریاب مسکرا بولی ۔ اذلان بھی مسکرا دیا ۔

"السلام علیکم !"اذلان نے آواز سننا چاہی جو سر ہلا کر کام چلا رہی تھی.

"وعلیکم السلام !"جواب آیا

"کیسی ہے آپ ؟"اذلان کو کوئی کشش کھینچ رہی تھی کہ وہ بات کرے ۔

"الحمدللہ "کہتی وہ چلی گئی جا کر آعیرہ اور اسد کے پاس بیٹھ گئی ۔

"بیٹا اتنی آسانی سے لفٹ نہیں کروائے گی پھپھو سے ہی بات کرنی پڑے گی "اذلان سر پر ہاتھ پھیرتا چلا گیا۔

****

"سنیں "نمرہ نے آہستہ سے کہا

"جی سنائیں "فاہم شوخ ہوا

"میں کیسی لگ رہی ہوں "اتنی دیر سے مجال جو فاہم نے تعریف کی ہو

"ہمم ادھر تعریف کرو یا اکیلے میں "فاہم پیاری نظروں سے دیکھتا بولا۔ تو نمرہ نے خود پہ ماتم کیا کہ ویسے ہی اس نے نمرہ کا رومینٹک بٹن اون کر دیا۔

"ارے کیا باتیں ہو رہی ہیں بھابھی سے "اذلان بولا

"یہ ہی کہ تمہاری کمی تھی آؤں شریک ہو جاو "فاہم نے طنز کیا

"نہیں میں شدید کنوارہ ہوں مجھے شرم آتی ہیں "اذلان کی اوورایکٹنگ عروج پہ تھی۔

"ویسے بھابھی آپ کو میں اپنا تعارف کروا دوں اذلان نام ہے۔ فاہم کا ماموں زاد بھائی ہوں "اذلان مسکرا کر بولا

"مل کر خوشی ہوئی آپ سے "نمرہ مسکرائی ۔ ابھی اذلان اپنی چلتی زبان سے کچھ اور باتیں کرتا کہ ہال میں تھپڑ کی گونج گونجی ۔ سب کی نگاہیں انکی طرف مرکوز ہوگئیں ۔ سب حیران و پریشان تھے ۔

****

السلام علیکم !کیسا لگ رہا ہے ناول قسط اب ایک دن کے وقفے سے پوسٹ ہوگی امید ہے آپ سب تعاون کریے گے 🥰❤️

#چشم_آتش

#قسط_10

#عائشہ_آرائیں

التمش نے سوچ لیا تھا اب انجام کچھ بھی ہو وہ سزا تجویز کروا کر رہے گا چاہے اس کی سزا عمر قید ہو یا پھانسی ۔ اس نے جلدی سے باتھ لیا کپڑے پہنے اور گاڑی لے کر حویلی کی طرف روانہ ہوا۔ کیا پتا آج کے بعد المتش ہمدانی سے سب کا بھروسہ اٹھ جائے یا شاید نفرت ہو جائے سب کو جیسے فواد سے کرتے ہیں ۔ شاید آج ہمدانی صاحب کے کندھے جھک جائیں ۔ آج ماں کا غرور خاک میں مل جائے ۔ بہن کو فخر نہ رہے اب شاید۔ بہت سے سوال دائر گردش تھے ۔ لیکن اب وہ کسی رشتے کے ساتھ دوغلا پن نہیں کرنا چاہتا تھا وہ گناہ کا بوجھ

لے کر چلتے چلتے تھک گیا تھا۔ اب اور اپنے اندر کی گندگی کی بدبو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اب اسے ہر صورت میں ماہ روش سے سزا تجویز کروانی تھی۔ حویلی لائٹس سے جگمگا رہی تھی۔ لوگوں کی رونق لگی ہوئی تھی۔ التمش نے گاڑی پارک کی اندر کی طرف قدم بڑھائے جہاں سامنے ہی اسے ہمدانی اور نوشین ساجد صاحب اور زریاب کے ساتھ باتیں کرتے نظر آئے لیکن انکا دھیان التمش کی طرف نہ گیا کونے پہ ہی ماہ روش بیٹھی تھی۔ التمش نے سانس خارج کیا خود کو کمپوز کرتا اس کی طرف بڑھا۔

****

آعیرہ اور اسد پکچرز کلک کرنے کے لیے ماہ روش کے پاس سے اٹھ کر گئے تھے۔ وہ دونوں عجیب وغریب منہ بنا کر سیلفی لے رہے تھے۔ ماہ روش نے دو پاگلوں کو مسکرا کر دیکھا۔

"ماہ روش "اپنے نام کی پکار سنائی دی تو وہ فورا مڑی التمش کو اپنے سامنے دیکھ کہ اسکا خون کھولا۔ اس نے دو قدم بڑھائے۔ دونوں کی نظریں ملی۔ ماہ روش نے کھینچ کے ایک تھپڑ منہ پہ جھاڑ دیا۔

تھپڑ کی گونج پہ سب ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئے زریاب اور نوشین فوراً انکی طرف بھاگیں۔ ماہ روش غصے اور خوف کے ملے جلے تاثر لیے کانپ رہی تھی سب لوگ جمع ہو چکے تھے ل۔

"کیوں آتے ہو بار بار میرے سامنے التمش ہمدانی کیوں؟؟" وہ چیخی۔ التمش بس کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ باقی سب بھی جاننے کی کوشش میں تھے کہ آخر ماجرہ ہے کیا؟؟

"کیا ہوا گڑیا کیا کیا التمش نے" فاہم اسکے قریب آتا بولا۔

"بتاؤ نا التمش ہمدانی تم نے کیا کیا میرے ساتھ تاکہ سب کو پتا چلے" ماہ روش بولی۔

التمش کے لیے یہ لمحہ بہت تکلیف دے تھا۔ شرم ناک عمل جو اس نے بہکاوے میں آکر کیا تھا۔ آہ! اس کو سب کے سامنے بتانا تھا شاید ایسے ہی ماہ روش اس کی سزا تجویز کر دیتی۔

"میں ایک غلط فہمی کا شکار ہو گیا تھا۔ میں سمجھا ماہی آنی کا ریپ ضیاء نے کیا ہے۔ جس کا بدلہ لینے کے لیے میں نے ماہ روش۔۔۔۔۔" ابھی اس کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ اسد نے ایک تھپڑ جھاڑا۔ نوشین اور آعیرہ تو رو رہی تھیں وہ یقین نہیں کر پا رہی تھیں انکے التمش نے ایسا کیا ہے۔

"تو تم نے ماہ روش کا ریپ کر دیا" اسد اس کے کالر پکڑتا چیخ کر بولا۔

"اسد چھوڑو اسے بولنے دو" فاہم نے چھوڑوایا۔

"ہاں میں نے ریپ کر دیا لیکن مجھے بعد میں بھی سکون نہ ملا مما سے پوچھا سب تو پتا چلا یہ سب فواد نے کیا تھا۔ میں شرمندہ ہوں بہت زیادہ شاید خودکشی کر لیتا لیکن تب بھی چین نہ آتا مجھے سزا دے دو" وہ ہاتھ باندھ کر بولا۔ کچھ لوگوں نے حیرانی سے دیکھا تو کچھ غصے سے دیکھ رہے تھے۔ فاہم نے افسوس سے ایک نظر دیکھا۔

"بھیا آپ کیسے ایسا کر سکتے ہیں" آعیرہ نے روتے ہوئے دریافت کیا لیکن اس کے پاس کسی سوال کا جواب نہیں تھا۔ نوشین چلتی ہوئی ماہ روش کے پاس آئی ہاتھ جوڑ کر بولی۔

"پلیز میرے بیٹے کی سزا تجویز کر دو" ماہ روش نے ایک نظر سب کو دیکھا۔

"التمش ہمدانی تمہاری سزا عدالت تجویز کرے گی۔ عدالت میں ملیں گے اب ہم" وہ کہتی اندر کی جانب دوڑ گئی اسد بھی پیچھے گیا۔

"پلیز آپ سب مہمانوں سے درخواست ہے۔ یہ فنکشن یہی ختم ہو گیا ہے۔ آپ لوگ گھر جا سکتے ہیں" زریاب کے بولنے پہ سب گاؤں والے چلے گئے۔ اب صرف نمرہ، ساجد اور التمش کی فیملی تھی۔ کوئی کچھ بولنے کے لائق رہا ہی کب تھا۔ اذلان بھی اٹھتا اندر کمرے کی طرف بڑھا۔

****

ماہ روش بیٹھی رو رہی تھی اس کے زخم دوبارہ تازہ ہو گئے تھے۔ کیسے وہ گڑگڑائی تھی، فریاد کی تھی اس سے کہ وہ اسے چھوڑ دے لیکن وہ کتنا بے رحم تھا۔

"ماہ روش بہنا تم نے ہمیں بتایا کیوں نہیں پتا لگ جانے پہ چھپایا کیوں؟" اسد اس کے سر پہ ہاتھ رکھتا بولا کہ وہ چھوٹے بچوں کی طرح اس سے لپٹ گئی اور پھوٹ پھوٹ کہ رونے لگی۔

"میں ڈر گئی تھی کہیں وہ دوبارہ مجھے کچھ کر نہ دے۔ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا؟" سوال کیا۔

"ہر مشکل کے بعد آسانی ہے ایسا اللہ فرماتا ہے۔ ادھر بیٹھو بتاتا ہوں" وہ اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

"میرے مما بابا ہی کیوں حج میں شہید ہوئے؟ زریاب آنٹی کی زندگی میں ہی کیوں زانی شوہر لکھ دیا گیا؟؟ ایسے بہت سے سوال ہیں جن کا ایک ہی جواب ہے" اسد بولتے بولتے ٹھہرا تو ماہ روش نے دیکھا۔

"اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ ہر انسان کو آزماتا ہے اور جو انسان اس آزمائش سے سرخرو ہو جائے وہ اللہ کے اتنے قریب ہو جاتا ہے کہ اسے دنیاوی آزمائش آزمائش نہیں لگتی۔

دوسری بات اللہ کسی پہ بھی ضرورت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا بہنا "اس کی بات پہ ماہ روش مسکرائی۔

"تم واقعی ایک چراغ ہو میری زندگی میں جب جب میں اندھیرے میں جاتی ہوں تم مجھے روشنی کا راستہ بتا دیتے ہو" وہ عقیدت سے بولی تو اسد نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر سر خم کیا۔

****

ہمدانی صاحب اور نوشین آعیرہ کو لے کر نکل گئے تھے۔ سارے سفر میں خاموشی چھائی رہی۔ کبھی کبھی آعیرہ کی سسکی گونجتی۔ گاڑی ہمدانی ولا رکی نوشین چپ چاپ اتر کا اندر چلی گئی۔ آعیرہ بھی روتی ہوئی کمرے میں چلی گئی۔ ہمدانی صاحب اندر جانے لگے کہ پیچھے سے التمش کی گاڑی اندر آتی دیکھائی دی وہ بغیر کچھ بولے اندر چلے گئے۔ وہ تیزی سے نکلتا پیچھے لپکا۔

"بابا سنیں پلیز بابا" وہ التجا کرتا سامنے آیا۔

"التمش جانے دو مجھے "ہمدانی صاحب خود کو سخت ظاہر کرتے بولے۔

"بابا پلیز مجھ سے بات کریں مجھے ماریں مجھ پہ چیخیں چلائیں لیکن یوں روٹھے مت میں مر جاؤں گا" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ ہاں آج التمش ہمدانی رویا تھا۔ ہمدانی صاحب نے اسے کھینچ کر گلے سے لگایا۔

"بہادر بن التمش ابھی آگے بہت کڑے امتحان دینے ہیں تمہیں "وہ کہتے اندر چلے گئے التمش بھی چلتا ہوا اندر گیا نوشین کے کمرے کی طرف بڑھا۔

"مما "گھٹنوں کے بل ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ وہ کچھ نہ بولی بس اسے دیکھے جا رہی تھیں۔

"کچھ تو بولیں "وہ چھوٹے بچوں کی طرح بولا۔

"تم میری کوکھ میں ہی کیوں نہیں مر گئے "وہ سنجیدگی سے بولی تو ہمدانی صاحب نے تڑپ کر انھیں دیکھا لیکن وہ سنجیدہ تھی۔

"م۔۔۔مما "وہ ٹوٹے پھوٹے لہجے میں بولا۔ وہ شاک تھا۔

"التمش میری نظروں سے دور ہو جاؤ "وہ چیخی۔ ہمدانی صاحب نے اسے نکلنے کا کہا۔ کیونکہ شاید ابھی وہ غصے میں تھیں۔ ان کا غصے میں ہونا جائز بھی تھا۔ وہ اٹھا کمرے سے نکلا اسے اپنی پرنسس کا بھی تو سامنا کرنا تھا۔ وہ لڑکھڑاتے قدم اٹھاتا آعیرہ کے کمرے پہ دستک دینے لگا۔

"بھیا چلے جائیں یہاں سے مجھے نہیں ملنا آپ سے۔ میں نے خود سے وعدہ کیا تھا ماہ روش کے مجرم کو اپنے ہاتھوں سے ماروں گی لیکن مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ میں آپ کو ماروں پلیز چلیں جائیں "روتی ہوئی آواز آئی

"بھیا کے گلے نہیں لگو گی "التمش بھی رو رہا تھا۔

"بھیا جب آپ ماہ روش کا ریپ کر رہے تھے آپ کو شرم محسوس نہیں ہوئی۔مجھے یہ سوچ کر بہت شرم محسوس ہو رہی ہے میں آپ کی بہن ہوں۔ میں آپکا سامنا نہیں کرنا چاہتی پلیز چلیں جائیں۔"

****

ساجد صاحب جا چکے تھے لیکن نمرہ حویلی میں ہی ٹھہری تھی۔ فاہم کو اس کی ضرورت تھی وہ اسکا شوہر تھا وہ کیسے اکیلے چھوڑ دیتی۔ فاہم چھت پہ کھڑا چاند کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا دیکھ رہے ہو" نمرہ پاس آتی بولی؟

"چاند کو دیکھ کر کچھ سوچ رہا ہوں" وہ نرمی سے بولا۔

"کیا؟" نمرہ نے سوال کیا۔

"یہی کہ اکثر ہم جملہ سنتے ہیں نا کہ چاند سورج سی جوڑی ہے اس کے پیچھے کی کیا گہرائی ہے؟" فاہم اسے دیکھتا بولا۔ اب وہ اسکی محرم تھی ایک نیا رشتہ تھا دونوں میں۔ ایک پاکیزہ رشتہ۔

"کیسی گہرائی؟' نمرہ نے الجھ کر دیکھا۔

"چاند کی اپنی کوئی روشنی نہیں ہوتی وہ جب تک سورج کے سامنے ہے روشن ہے۔ چمک رہا ہے۔ اسی طرح مرد و عورت کا رشتہ ہوتا ہے۔ عورت کی خوبصورتی مرد کے ساتھ ہی

ہے۔ایک عام معمولی شکل کی لڑکی بھی خود کو پرنسس سمجھتی ہے جب اسکا ساتھ ایک ایسے شخص سے ہو جو صبح شام اسکی تعریف کرے اسکی قدر کرے۔ وہی ایک خوبصورت لڑکی خود کو عام سمجھنے لگتی ہے کہ اسکا شوہر اسکی تعریف نہ کرے ،اسکی عزت نہ کرے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

"(میری طرف سے) عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک کی وصیت قبول کرو، یقیناً عورتوں کو ٹیڑھی پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ اوپر والا ہوتا ہے، سو(میری طرف سے) عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت قبول کرو۔"

عورت کم عقل ہے نازک ہے۔اس کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دیا ہے پھر کیسے التمش کو میری بہن پہ رحم نہیں آیا۔میرے باپ کو آنٹی پہ رحم نہیں آیا۔ایک آنسو بہا فاہم کی آنکھ سے نمرہ نے انگلی کی پوروں سے صاف کیا۔

"تمھیں ہمت نہیں ہارنی فاہم اچھا کیس تو کرنا ہے کل ماہ روش کو جلد ہی انصاف ملے گا۔ التمش کو اس کی سزا ملے گی" نمرہ بولی تو اس نے سر ہلایا

وہ دونوں اب چاند کو دیکھ رہے تھے نمرہ نے رب کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے اسے اتنا پیارا ہمسفر دیا تھا۔

****

اذلان بیڈ پہ لیٹا ماہ روش کے بارے میں سوچ رہا تھا اس پیاری نازک سی لڑکی کا ماضی کتنا بھیانک تھا ۔ اس کا دل اب بھی اس سے محبت کا قائل تھا لیکن کیا اب وہ کسی پہ یقین کرے گی کیا دوبارہ رشتہ بنائے گی کسی کے ساتھ کیا وہ اذلان کی محبت کو قبول کرے گی ۔

"میں اسکا کیس لڑوں گا ۔ اسے نکاح کی پیشکش کروں گا" وہ کہتا آنکھیں موند گیا ۔ انکھوں سے نیند کوسوں دور تھی ۔

دوسری طرف التمش گھٹنوں میں سر دیے چھوٹے بچے کی طرح بلک بلک کے رو رہا تھا ۔

"کیوں آتے ہو بار بار سامنے التمش ہمدانی کیوں ؟؟" ماہ روش کی چیخ اور غصے سے بھرا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا ۔ جہاں التمش ہمدانی کے لیے نفرت ہی نفرت تھی ۔

"تم میری کوکھ میں ہی کیوں نہیں مر گئے" نوشین کے جملے نے اس کے دل پہ خنجر گھوپ دیا تھا ۔

"بھیا جب آپ ماہ روش کا ریپ کر رہے تھے آپ کو شرم محسوس نہیں ہوئی ۔مجھے یہ سوچ کر بہت شرم محسوس ہو رہی ہے میں آپ کی بہن ہوں ۔ میں آپکا سامنا نہیں کرنا چاہتی پلیز چلیں جائیں "اس کی پرنسس بھی تو اس سے بات کرنے کے حق میں نہیں تھی ۔ کتنا بد نصیب انسان تھا التمش ہمدانی کوئی رشتہ بھی اس کے پاس نہیں تھا ۔

****

صبح کا سورج طلوع ہوا دھلا دھلا سا نیلا آسمان تھا. ناشتہ لگ چکا تھا سب بیٹھے ناشتہ کرر ہے تھے ۔

"السلام علیکم آنٹی "اسد مسکراتا ہوا آیا۔

"السلام علیکم ممی "ماہ روش بھی مسکراتی ہوئی ساتھ آکر بیٹھ گئی ۔

"وعلیکم السلام بچوں "زریاب مسکرائی ۔

باقی بھی آہستہ آہستہ آگے. نمرہ ، فاہم اور اذلان بھی آ چکے تھے ۔

"بھائی مجھے وکیل کرنا ہے "ماہ روش ناشتہ کرتی بولی ۔

"میں آپ کا کیس لڑوں گا "فاہم سے پہلے اذلان بولا۔

"اوکے ۔ آپ التمش ہمدانی کے خلاف کیس دائر کریں "وہ بولی

"گڑیا ہم تمہارے ساتھ ہے ۔ التمش نے خود کو ہی آج سر نڈر کر دینا ہے عدالت میں وہ پہلے ہی تمہاری طرف سے کیس دائر کر چکا ہے خود کے خلاف "ماہ روش کا کھانا کھاتا ہاتھ رکا۔ اسد بھی حیران ہوا۔

"ہمم اوکے بھائی "وہ سنبھلی ۔

زریاب اسے ہی دیکھ رہی تھی آج وہ اسے ماہی کی شکل میں ہی نہیں عادات میں بھی اسی کی کاپی لگی ۔ وہ بہادر اور نڈر تھی ۔

****

[redacted]

Like
Comment

#چشم_آتش

#از_عائشہ_آرائیں

#قسط_11

سورج کی روشنی آنکھوں میں پڑنے سے اسکی آنکھ کھلی ۔ وہ ٹھنڈے فرش سے دیوار کا سہارا لیتے اٹھا نو کا وقت ہوچکا تھا ۔ اسے گیارہ بجے عدالت جانا تھا ۔ وہ واش روم میں فریش ہونے چلا گیا ۔ بلیو جینس اور وائٹ شرٹ پہ بلیک جیکٹ پہنے وہ خوبرو لگ رہا تھا ۔ اب نکلنے کا می کچھ وقت ہی بچا تھا کیوں کہ ساڑھے نو ہو چکے تھے ۔ وہ خود کو کمپوز کرتا ، ہمت اکھٹی کرتا کمرے سے باہر نکلا۔ سیڑھیاں اترا تو سامنے نوشین اور ہمدانی صاحب کو پایا ۔ نوشین گم سم سی چائے کے کپ کو ہاتھ میں پکڑے گھور رہی تھیں ۔

"السلام علیکم " التمش نے سلام کیا نگاہیں ابھی بھی ان پہ ہی تھیں ۔

"وعلیکم السلام !آج پیشی ہے نا تمہاری "ہمدانی صاحب بولے تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ نوشین بے نیاز سی بنی بیٹھیں تھیں۔

"مما "التمش نے ایک آخری کوشش کی تو وہ اٹھ کر جانے لگی۔ اب اور کتنا ضبط کرتی وہ اپنے سامنے اپنی اولاد کو جیل میں جاتا دیکھ انکا دل کٹ رہا تھا۔

"ہمدانی آپ کہہ دیں میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ "وہ سخت لہجہ اپناتی بولیں۔

"کیا خون کے رشتے اتنے کچے ہوتے ہیں کہ کہہ دینے سے ختم ہوجائیں؟؟۔ اگر تم کھروچ کر بھی انھیں مٹانا چاہو تب بھی یہ رشتہ سایے کی طرح تمہارے ساتھ چپکا رہے گا۔ اسے آزمائش سمجھو یا کچھ اور لیکن اب یہ ہی حقیقت ہے۔ والدین کو بھی اولاد کے کالے کرتوت کی بدنامی بھتگنی پڑتی ہے "وہ التمش کو دیکھ کر بولے. نوشین کے آنسوؤں پہ لگا بندھ ٹوٹ چکا تھا وہ التمش کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"کیا تمہیں ماہ رخ اور ماہ روش میں مشابہت نظر نہیں آئی تھی؟"وہ روتی ہوئی بولی

"غصے میں انسان سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہوجاتا ہے"وہ دھیرے سے بولا۔ دونوں ماں بیٹا بے آواز رو رہے تھے۔ پھر التمش نے آرام سے اسے الگ کیا لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔

****

ماہ روش نے پنک سوٹ پہ سفید ڈوپٹہ سر پہ جما رکھا تھا۔ ڈوپٹہ تو شروع سے حسن کی معراج رہا ہے۔ اسے آج ہر اس لڑکی کے لیے لڑنا تھا جو ڈر جاتی ہے ظالم کے خلاف آواز بلند نہیں کرتی اور معاشرہ جو طنز کے ایسے گہرے وار کرتا ہے کہ لڑکی کو اپنا وجود جو پہلے ہی بے معنی لگ رہا ہوتا ہے اسکو نوچ کے خود سے جدا کرنے کا دل چاہتا ہے۔

آج وہ ایک مثال بننا چاہتی تھی ہر اس لڑکی کے لیے کہ وہ گھر سے باہر قدم رکھے اور ثابت کردے کہ عورت ظلم کے خلاف آواز اٹھا سکتی ہے۔ خود کو انصاف دلوا سکتی ہے۔ عورت مرد کی عزت تب تک ہی کرتی ہے جب تک وہ محافظ بن کر اس کی حفاظت کرے۔ مرد جب درندہ بن جائے تو زہر لگنے لگتا ہے۔ اسی طرح مرد کو وہی عورت پسند ہے جو باحیاء اور پردہ دار ہو اگر عورت بے حیائی پہ اتر آئے تو عورت عورت نہیں رہتی۔

"ڈر تو نہیں لگ رہا" اسد دھیرے سے بولا تو ماہ روش نے نفی میں سر ہلایا۔ فاہم اور اذلان بھی ساتھ جا رہے تھ

گاڑی میں فرنٹ پہ اذلان اور فاہم بیٹھے تھے پیچھے ماہ روش اور اسد بیٹھے تھے اذلان آئینے سے مسلسل ماہ روش کو ہی دیکھ رہا تھا جب ماہ روش نے اوپر دیکھا تو اذلان نے فورا نظریں گھما لیں۔

****

وہ گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی صبح سے وہ کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی نہ ہی نکلنا چاہتی تھی۔ اسی کمرے میں بند رہنا چاہتی تھی مگر ساری زندگی کمرے میں بند رہ کر گزار نہیں سکتی تھی۔

"آعیرہ دروازہ کھولو" نوشین بولی کیوں کہ وہ کل سے کمرے میں بند تھی۔

"مما آپ چلی جائیں مجھے باہر نہیں آنا" وہ روتی ہوئی بولی۔

اس نے اب سوچ لیا تھا وہ اہسپتال جانا چھوڑ دے گی زریاب آنٹی کے گھر بھی کبھی نہیں جائے گی کیوں کہ ان سب کا سامنا کیسے کرے گی وہ اب بھی التمش سے محبت کرتی تھی۔ ان کی آنکھوں میں التمش کے لیے نفرت کیسے دیکھے گی۔

"بچے کیوں خود کو اذیت دے رہی ہو۔ تمہارا کیا قصور اس میں چلو شاباش دروازہ کھولو "نوشین نے بہلایا۔ آعیرہ اٹھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی دروازے کے پاس گئی۔

دروازہ کھولتے ساتھ نوشین کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"مما بھائی نے ایسا کیوں کیا؟" یہ ایسا سوال تھا جس کا جواب نوشین کے پاس بھی نہیں تھا۔

****

التمش آج اکیلا آیا تھا اس نے چارلی اور نوید کو کال کر کے بتا دیا تھا اب سے دفتر کے سارے معاملات ہمدانی صاحب کو دیکھنے تھے۔ التمش اترا تو سامنے ہی چارلی اور نوید اس کے انتظار میں کھڑے تھے۔

"سر" چارلی کی آنکھوں میں پانی جمع تھا وہ اپنے سر کو یوں دیکھ نہیں سکتی تھیم

"سر آج آپ دنیا کے سامنے بے شک ہار جائے لیکن اللہ کی ذات کے آگے آپ سر جھکا کر جا تو سکے گے روز محشر آپ یہ تو کہہ سکیں گے کہ آپ نے اپنے جرم کی سزا دنیا میں پالی "نوید بولا تو التمش مسکرایا۔

"بہت اچھی باتیں کرتے ہو" التمش متاثر ہوتا بولا

"نہیں سر اس جرم ناچیز کو ابھی اچھی باتیں کہا کرنے آئی ہیں۔ آپ کو ایک خبر دینی تھی "وہ بولا تو التمش نے آبرو اچکائی۔

"سر میں چارلی نہیں اب زینب ہوں کرسچن سے مسلمان بن گئی۔ اسلام نے مجھے خود کی طرف بہت مائل کیا اور میں اور نوید نکاح کر رہے ہیں" زینب مسکرا کر بولی تو التمش نے غور کیا آج وہ مغربی کے بجائے مشرقی لباس میں تھی اور ڈوپٹے کا بھی سر پہ اضافہ تھا۔ وہ اب بہتر محسوس کر رہا تھا۔

"ماشاء اللہ۔۔۔" وہ دو اس کے وفادار ملازم تھے جو اس مشکل گھڑی میں بھی ساتھ تھے۔اس کے باقی کے بات ادھوری رہ گئی سامنے سے ماہ روش گاڑی سے اترتی دیکھائی دی۔دونوں کی نظریں ملی کیسی تھی ان کی پہلی ملاقات تب التمش اسے ایک مہرہ سمجھ رہا تھا

۔

بلیک سوٹ بلیک چادر میں وہ بینچ پر بیٹھی پڑھ رہی تھی۔،

"ایکسیوزمی مس" وہ بولا ماہ روش نے آبرو آچکا کر اسے دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو کیا کام

۔

"کیا آپ مجھ سے دوستی کریں گی" التمش نے ایک ہاتھ آگے بڑھایا ماہ روش نے اسے گھورا۔

"یہ آفر کوئی لڑکا آپکی بہن کو کرتا تو کیا جواب ہوتا آپکی بہن کا" وہ سینے پر ہاتھ باندھے اسکے مقابل کھڑی ہوتی بولی۔

"ہاں میرے جیسا میچور اور ہینڈسم بندہ کرتا تو ہاں کر دیتی" وہ بولا وہ منہ بناتی جانے لگی کہ اسکا ڈوپٹہ اٹکا وہ پلٹ کر بغیر کچھ سمجھے اس نے التمش کے منہ پر تھپڑ جھاڑ دیا۔لیکن جب اسکی نگاہ بینچ میں اٹکے ڈوپٹے کی طرف گئی تو شرمندہ ہوئی اپنی کی غلطی پہ، مگر تب تک تیر کمان سے نکل چکا تھا اب ہو بھی کیا سکتا تھا سوائے غلطی کا خمیازہ بھگتنے کے۔

"سوری" وہ بولی۔

"اٹس اوکے" وہ کہتا وہاں سے چلا گیا ماہ روش نے نگاہ جھکا دی جو سٹوڈنٹ تماشا دیکھنے رکے تھے وہ بھی چلے گئے۔

وہ جلد ہی حال میں لوٹا جب اپنے نام کی پکار سنائی تھی وکیل آچکا تھا۔

"مجھے آج کڑی سے کڑی سزا دلوانا لیکن معافی کے لیے بالکل نہ کہنا ماہ روش کو" وہ وکیل سے بولا تو وکیل نے اثبات میں سر ہلایا۔

****

عدالت میں پیشی کا وقت ہو چکا تھا۔ دنیا کے جانے مانے بزنس مین کے خلاف زنا کا کیس چل رہا تھا کوئی چھوٹی بات تو نہ تھی۔ میڈیا کو ایک نئی بات مل گئی تھی۔

"سر کیا آپ بتانا پسند کریے گے؟ کیا یہ سچ ہے یا صرف جھوٹا الزام لگایا گیا ہے آپ کے اوپر" ایک رپورٹر بولی۔

"یہ سچ ہے" التمش اسے دیکھتا بولا سب کے منہ حیرت کی زیادتی سے کھل چکے تھے

"کیا آپ کو خدا کا خوف محسوس نہیں ہوا ایسی شرم ناک حرکت کرتے ہوئے" اسی رپورٹر نے سوال کیا۔

"خوف خدا محسوس ہوتا تو کیا میں گناہ کرتا؟" التمش نے الٹا سوال پوچھا تو رپورٹر چپ ہو گئی۔

التمش چلتا ہوا اندر چلا گیا جج صاحب بیٹھے تھے۔ التمش نے اپنا کوئی وکیل ہائیر نہیں کیا تھا۔

"کاروائی شروع کی جائے "جج صاحب بولے

"جی ماہ روش ضیاء کا کہنا ہے التمش ہمدانی نے ان پہ تشدد کیا اور انکی عزت پامال کرڈالی "

"المتش ہمدانی آپ نے کوئی وکیل ہائیر نہیں کیا کیا آپ اپنا کیس خود لڑنا چاہے گے "جج بولے

التمش ہمدانی کھڑا ہوتا کٹھڑے کی جانب آیا۔

"مجھے اپنی صفائی میں کچھ بھی نہیں کہنا یہ سچ کہہ رہے ہے "وہ سر جھکائے بولا۔ ماہ روش کی نظریں اسی پہ تھیں۔

"ہمم ماہ روش ضیاء آپ کچھ کہنا چاہیں گی "جج بولے توماہ روش چلتی دوسری جانب کٹھرے میں آئی۔

"السلام علیکم ،مجھے اللہ پہ کامل یقین تھا کہ مجھے وہ ذات انصاف ضرور دلوائے گی۔ میں آج ان لڑکیوں سے کہنا چاہوں گی جو میری طرح زیادتی کا نشانہ بنی۔ پلیز آپ لوگ اپنے حق کے لیے لڑیں اور گھر والوں سے بھی کہنا چاہوں گی معاشرے والے نہ سہی آپ توان کا ساتھ دیں۔ سوشل میڈیا اس بچاری کی دھجیاں اڑادیتا ہے ہر جگہ اسے زیر بحث بنا کر۔ آپ

سب سے درخواست ہے دوسروں کی بہنوں کی ویسے ہی عزت کرے جیسے اپنی بہن کی کرتے ہیں ۔ شکریہ "وہ کہتی نیچے اتری واپس جا کر بیٹھ گئی ۔

"تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ سنایا جاتا ہے کہ المتش ہمدانی کو ریپ اور تشدد کرنے کے جرم میں دس سال قید با مشقت سنائی جاتی ہے "

عدالت نے فیصلہ سنا دیا تھا پولیس اہلکار نے التمش کو ہتھکڑیاں لگائی ۔ ماہ روش ،اسد اور فاہم سمیت باہر نکل گئی تھی ۔ زینب اور نوید دونوں آبدیدہ تھے ۔

****

دو ماہ بعد

ہمدانی ولا میں اب خاموشی کا راج تھا نوشین سب کے سامنے تو نارمل تھیں لیکن اکیلے میں گھٹ گھٹ کر روتیں ۔ آعیرہ نے اپنے آپ کو گھر تک محدود کر لیا تھا ہمدانی صاحب اور نوشین کے سمجھانے پہ بھی اس نے ہسپتال جوائن نہ کیا ۔ ہمدانی صاحب نے آفس دوبارہ سنبھال لیا تھا ۔ اس مشکل گھڑی میں بہت سے بزنس پارٹنرز سے ساتھ چھوڑ دیا تھا جس کی وجہ سے بہت خسارہ بھی ہوا لیکن زینب اور نوید نے ہمدانی صاحب کا بھرپور ساتھ دیا تھا ۔ اعیرہ پودوں کو پانی دے رہی تھی ۔

"آعیرہ بچے کیا کر رہی ہو" نوشین بولی

"مما پانی دے رہی ہوں" وہ مسکرا کر بولی

"پانی بعد میں دے دینا ماہ روش اور اسد آئے ہیں ان سے مل لو" نوشین اسکے سر پہ ہاتھ رکھتی بولی

"مما مجھے نہیں ملنا آپ مل لیں" وہ نظریں چراتی بولی۔ ابھی نوشین کچھ بولتی کہ ماہ روش بولی

"ارے کیوں نہیں ملنا یار دوستوں سے نہیں ملوگی ناراض ہو گیا"

"نن۔۔۔ نہیں تو" وہ کنفویز ہوئی۔ اسد بھی کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا وہ بہت بدل گئی تھی ان دو مہینوں میں اسے شرارتیں اور ہنسنا تو چھوڑ ہی دیا تھا۔

"ایسی ہی بات ہے" ماہ روش نے منہ بنایا۔ ایسا لگ رہا تھا ماہ روش میں آعیرہ کی روح ڈال دی ہو اور آعیرہ میں ماہ روش کی۔

"نہیں آؤ نا بیٹھے" وہ اسد کو فل اگنور کر گئی تھی۔

"ضرور بیٹھتی مگر ابھی تمہیں شادی کے کارڈ دینے آئی ہوں لازمی آنا خالہ اور خالو کے ساتھ

"اس نے کارڈ آگے بڑھایا آعیرہ نے مسکراتے ہوئے تھاما۔ نمرہ اور فاہم کی شادی کا کارڈ تھا۔

"ہمم ضرور ان شاء اللہ" جواب دیا۔

"اچھا میں خالہ سے مل آؤں پھر نکلتی ہوں" وہ کہتی باہر کی جانب گئی۔ اعیرہ بھی جانے لگی کہ اسد کی آواز پہ رک گئی۔

"کیسی ہو" اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"زندہ ہوں الحمدللہ" کہتی اندر چلی گئی اسد اسکی پشت دیکھتا رہ گیا۔ کچھ دیر میں ماہ روش بھی آگئی تھی۔

"کیا ہوا بات بنی" ماہ روش کے پوچھنے پہ اسد نے نفی میں گردن ہلائی۔

"خیر ہے بن جائے گی.وہ زیادہ دیر ناراض نہیں رہ پائے گی میرے بھائی سے" ماہ روش نے مکھن لگایا۔

"دو مہینوں سے ناراض ہے کیا یہ کم ہے" اسد نے پوچھا۔

"تم نے کوشش کی منانے کی اسے" ماہ روش نے جوابا پوچھا۔

"کال کرتا ہوں ہمیشہ نمبر بند ملتا ہے" اسد نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے جواب دیا

"گھر بھی ہے اسکا گھر آکر بھی مل سکتے ہو" ماہ روش بھی دوسری سائیڈ بیٹھ چکی تھی۔

"اب ڈائریکٹ نکاح والے دن مناؤں گا" اسد نے اپنا پلین بتایا۔

"گڈ اگر وہ راضی ہو گی تو" ماہ روش نے جوابا چڑاتے ہوئے کہا جس پہ اسد اسے گھور کر رہ گیا

۔

****

#چشم_آتش

#لاسٹ_قسط_پارٹ_1

#از_قلم_عائشہ_آرائیں

اندھیرے کا راج تھا ہر طرف وہ کونے میں سر جھکائے بیٹھا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پہ اس نے جھکا سر اٹھایا تو دیکھا سامنے نرس کھڑی تھی جو روزا انجکشن لگانے آتی تھی۔

"چلی جاؤ تم" وہ گرجا جیسے اسے اس کا اندر آنا پسند نہ آیا ہو۔

"سر آپ کی دوا کا ٹائم ہوگیا ہے" نرس بولتی انجکشن لے کر قریب آئی۔

"نہیں لگوانا انجکشن نکل جاؤ" سامنے والے نے نرس کا قریب آتا ہاتھ جھٹکا

"میری ہے ماہی۔۔۔۔۔ صرف میری۔۔۔۔۔ نکل جاؤ تم" فواد چیخا۔ وہ نرس غصے سے باہر نکل گئی وہ اب لوگوں کو نقصان پہنچانے لگا تھا اس لیے اسے ہسپتال میں پاگل خانوں والے وارڈ میں رکھنے کا فیصلہ کیا تھا جہاں ہر کوئی ایک کہانی اپنے اندر لیے وہاں تک پہنچا تھا

۔

"میری ہے ماہی۔۔۔۔۔زریاب کو سزا ملے گی غلطی کی۔۔۔۔۔۔ماردوں گا سب کو
"ایسے ربط جملے ہر وقت وہ کہتا رہتا۔جب زیادہ پاگل پن کا دورہ پڑتا تو خود کو ہی مارنے لگ جاتا۔

****

نوشین اور ہمدانی صاحب فاہم اور نمرہ کی رخصتی کے فنکشن میں جانے کے لیے تیار تھے لیکن آعیرہ نے صاف انکار کر دیا تھا۔ نوشین نے سمجھانے کی بہت کوشش کی ہمدانی صاحب نے بھی اپنا پورا زور لگا لیا لیکن وہ اپنے فیصلے پہ ڈٹی رہی۔ اسد جانتا تھا وہ کبھی نہیں آئے گی اس لیے اس نے اسے خود پک کرنے کا سوچا۔

"السلام علیکم! آنٹی، انکل "اسد ادب سے بولا۔

"وعلیکم السلام! بیٹا بیٹھو "ہمدانی صاحب بولے۔

"نہیں انکل بیٹھنے نہیں آیا۔اگر آپ کی اجازت ہو تو میں آعیرہ کو اپنے ساتھ فنکشن میں لے جاؤں۔ "اسد نے گزارش کی۔

"ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں لیکن آعیرہ اگر مان گئی تو "نوشین مسکرا کر بولی اور کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

اسد اٹھتا ہوا کمرے کی جانب کیا جہاں اندر سے سسکیوں کی آواز آرہی تھیں۔ اسد نے دروازہ کھولا تو بیڈ پہ نا جانے کس کی تصویر جو سینے سے لگائے رو رہی تھی اسد کو دیکھ کر اس نے تصویر رکھی۔ غصے سے اسے دیکھنے لگی۔

"یوں کسی کے کمرے میں بغیر اجازت نہیں آتے" وہ بیٹھی بیٹھی بولی

"یس کسی کے کمرے میں نہیں جاتے۔ میں تو اپنی دوست کے کمرے میں آیا ہوں" اسد سامنے صوفے پہ بیٹھتا بولا

"میں آپ کی دوست نہیں چلیں جائیں پلیز" آعیرہ اسے گھورتی بولی لیکن اس گھوری کا اسد میاں پہ بھلا کیا اثر ہونا تھا۔

"دوستی توڑنے کی وجہ پوچھ سکتا ہوں" اسد نے سوال کیا۔

"نہیں اور میں رشتہ بھی توڑ رہی ہوں آپ کا اور میرا اب نکل جائیں" آعیرہ نے دوبارہ نکل جانے والی بات دوہرائی۔

"دراصل مسلہ یہ ہے نا کہ میں نہ تو دوستی توڑوں گا نہ ہی رشتہ" وہ آرام سے بولا۔

"کیوں جب نہیں کرنا چاہتی تو آپ کون ہوتے ہیں نکل جائیں" وہ چیخی اب کی باری لیکن اسد آج چاہتا تھا وہ دل کا بوجھ کھل کے ہلکا کرلے۔

"کیا ہم میں صرف اتنا سا رشتہ تھا کہ تم مجھ سے اپنے دل کی بات بھی شئیر نہ کر سکو بتاؤ۔ کیا خدشات ہیں تمہارے دل میں آعیرہ یہ کہ تمہارے بھائی کی سزا ہم تمہیں دیں گے یا پھر یہ کہ ہم تمہاری ذات سے اب محبت کرنا چھوڑ دیں گے؟؟؟" اسد دھیمے سے اسکے قریب آتا بولا

آعیرہ جواب میں پھوٹ پھوٹ کر رو دی وہ خود نہیں جان پائی تھی یہ اداسی یہ دوریاں کس وجہ سے ہیں۔

"پلیز چلے جاؤ چھوڑ دو مجھے اکیلا تمہیں بہت لڑکیاں مل جائے گی اچھے گھر کی" وہ غصے سے روتی ہوئی بولی یہ وہ ہی جانتی تھی اسکا دل کتنا دکھا تھا یہ بات کرتے ہوئے۔

"نہیں چھوڑ سکتا کیوں کہ تمہیں چھوڑ کر لڑکیاں تو بہت مل جائیں گی مگر آعیرہ ہمدانی نہیں ملے گی وہ بھی بہت اچھے گھر کی ہے۔" وہ کہتا باہر نکل گیا آعیرہ اسکی پشت جو گھورتی رہ گئی۔

****

فاہم اور نمرہ کے کہنے پہ رخصتی سادگی سے ہی رکھی گئی تھی صرف قریبی رشتے دار کو ہی مدعو کیا گیا تھا زریاب نے کھانے کی دیگیں غریب غرباء میں تقسیم کروادی تھی۔ نمرہ پالر تیار

ہونے گئی تھی ساتھ میں زبردستی ماہ روش کو بھی ایموشنل بلیک میل کرکے لے گئی تھی۔
فاہم میاں گھنٹے سے نمرہ کے انتظار میں ہی گھوم رہے تھے کہ زریاب کی آواز سنائی دی
"اذلان سنو بچہ "زریاب نے باہر جاتے اذلان کو پکارا۔
"جی پھوپھو"جو کسی کام سے باہر جارہا تھا رکا۔
"بچے واپسی پہ نمرہ اور ماہ روش کو پالر سے پک کرلینا" وہ بولی فاہم کی معصوم شکل دیکھ کر اس نے اپنی ہنسی روکی۔
"جی پھوپھو"کہتا نکل گیا۔اذلان ابھی تک پاکستان جس ہستی کی وجہ سے تھا وہ ابھی تک بے خبر تھی کیوں کہ اذلان اظہار ہی نہیں کرپایا تھا۔
وہ سن گلاسسز لگاتا گاڑی میں بیٹھ کر باہر کی طرف نکل گیا۔موبائل سے نمبر ڈائل کرنے لگا
"ہیلو"ماہ روش کی آواز گونجی۔
"کب تک فری ہونگی آپ دونوں میں تاکہ پک کرنے آجاؤ"اذلان بولا
"جی آپ آدھے گھنٹے تک آجائے"ماہ روش نے جواب دیا۔
"اوکے"کہتے ساتھ فون رکھ دیا۔اس نے سوچ ہی لیا تھا آج اظہار محبت کرکے ہی دم لے گا۔
****

لوگ آنا شروع ہو گئے تھے نمرہ نے ریڈ اور گولڈن کلر کی میکسی پہنی ہوئی تھی جبکہ فاہم نے وائٹ شلوار قمیض کے اوپر بلیک واسکٹ پہن رکھی تھی۔ چاند سورج سی جوڑی لگ رہی تھی دونوں کی۔ ہمدانی اور نوشین بھی آئے تھے جبکہ اسد آعیرہ کو لانے میں ناکام رہا تھا۔

"ایکسوزمی" اذلان ماہ روش کی ٹیبل کے پاس آکر بیٹھ گیا تھا م

"جی" ماہ روش مسکرا کر بولی۔

"ڈوپٹے میں اچھی لگ رہی ہیں لیکن ایک مشورہ دوں" اذلان کی بات پہ ماہ روش کی مسکراہٹ تھمی آبرو آچکا کر اسے پوچھنا چاہا کیا۔

"نقاب میں اور زیادہ اچھی لگیں گی" اذلان بولا کہ ماہ روش نے اسے دیکھا سر ہلایا۔

"برا تو نہیں لگا آپ کو" اذلان اس کے خاموشی پہ سر ہلانے پہ بولا

"نہیں حیرت ضرور ہوئی۔ جو مشورہ میرے دو بھائیوں کو دینا چاہیے تھا وہ کوئی اور دے رہا ہے" وہ صاف گوئی سے بولی اذلان نے سکھ کا سانس لیا شکر اسے کہیں برا ہی نہ لگ گیا ہو

۔

****

ماہ روش نمرہ کو کمرے میں بیٹھا کر جا چکی تھی۔ نمرہ کا دل آج اپنی مونچھوں کےوالی سر کا لیے عجیب انداز میں ہی دھڑک رہا تھا۔ فاہم کے اذلان کے علاوہ کوئی دوست تو تھے نہیں

جو اسے تنگ کرتے دیر تک روک کر رکھتے۔ فاہم نے دروازہ کھولا بیڈ میں اسکی متاع جان اسی کی منتظر تھی وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے سامنے بیٹھ گیا م

"السلام علیکم !"اسکا دودھیا گداز ہاتھ پکڑا۔

"وعلیکم السلام !"نمرہ کی مری مری آواز نکلی۔ عورت جیتنی میں بولڈ ہو آخر ہے تو لڑکی نا شرم وحیا فطری ہے۔ فاہم نے ڈائمنڈ رنگ اسکی انگلی میں پہنائی۔

"کیا اب گھونگھٹ اٹھا سکتا ہوں "فاہم کی بات پہ نمرہ نے سر ہلایا۔ فاہم نے گھونگھٹ اٹھایا

"ماشاءاللہ آج میں تمہیں بتانے والا ہوں فاہم کیا کچھ کر سکتا ہے "وہ مسکراتا ہوا بولا کہ نمرہ بلش کرنے لگی۔

"آج لگتا ہے محترمہ کچھ بولنے کا ارادہ نہیں رکھتی "فاہم جھکا اور لائٹ آف کردی۔

****

کھڑکی سے آتی سورج کی کرنوں سے نمرہ نیند بیدار ہوئی۔ اس نے اپنے پہلو میں سوئے اپنے شوہر کو دیکھا جو سوتے ہوئے کیوٹ بچہ ہی لگ رہا تھا۔

"فاہم "وہ دھیرے سے بولی۔

"جی جان فاہم "وہ آنکھیں کھولتا بولا۔

"اٹھیں نہ کتنی دیر ہوگئی ہے مما کیا سوچیں گی کہ اتنی دیر ہوگئی اٹھے نہیں ہم "وہ فکرمندی سے بولی تو فاہم مسکرایا۔

"اماں سائیں کچھ نہیں سوچیں گی انھیں پتا ہے آج ان کا بیٹا انکی بہو کو یہ بتا رہا ہے کہ وہ کیا کیا کرسکتا ہے "وہ شرارت سے بولتا جھکتا کہ نمرہ نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر دور کیا

"میں فریش ہونے جارہی ہوں آپ بھی اٹھ جائیں "وہ جلدی سے اٹھی واشروم میں بند ہوگی فاہم نے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

کچھ دیر بعد دونوں تیار ہوکر باہر نکلے تو زریاب کچن میں کھڑی مختلف پکوان اپنی نگرانی میں پکوارہی تھی جبکہ ماہ روش کھانے کی میز اور کرسیاں سیٹ کروارہی تھی۔

"ارے آپ لوگ اتنی جلدی اٹھ گئے ابھی تو صرف سات بجے ہیں "ماہ روش بولی

"تمہاری بھابھی کو جلدی تھی "وہ مسکرا کر بولا

"اووہووو "ماہ روش شرارت سے بولی تو نمرہ نے دونوں کو گھورا۔

"چلو تم دونوں نمرہ کو تنگ نہ کرو آؤ ناشتہ کرو "زریاب پیار سے بولی تو نمرہ نے دونوں کو زبان چڑائی۔

****

فاہم اور نمرہ کی شادی کو ایک ہفتہ ہو چکا تھا دونوں عمرے پر گئے ہوئے تھے۔ اسد نے بھی دوبارہ آعیرہ سے کوئی بات نہیں کی اعیرہ نے بھی شکر ادا کیا تھا۔ عصر کی اذان کی آواز آعیرہ کے کانوں میں پڑی۔ اس نے سستی اتاری بیڈ سے اٹھی واشروم میں گھس گئی۔ تھوڑی دیر میں وضو کر کے باہر نکلی۔ ڈوپٹہ لپیٹا ہوا تھا جائے نماز بچھائی۔ نماز عصر کی نیت کی۔ کچھ دیر بعد نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو نوشین کا ہاتھ بٹانے کے لیے باہر نکلی۔ لیکن ٹی وی ہال سے مہمانوں کی باتوں کی آوازیں آرہی تھی۔ آعیرہ واپس قدم موڑنے لگی تو اسکے کانوں میں ساجد صاحب کی آواز پڑی

"اب آپ نے ہاں کر ہی دی ہے تو ہمیں جلد ہی نکاح اور ساتھ ہی رخصتی کی تاریخ بھی بتا دیں "فواد صاحب مسکرا کر بولے۔

"لیکن اتنی جلدی "ہمدانی صاحب بولے کتنا ارمان تھے التمش کے کہ وہ اپنی آعیرہ کی شادی میں یہ کرے گا وہ کرے گا۔

"ہاں یار اسد بچہ اکیلا ہے کرنی تو ہے ہی شادی پندرہ دن بعد کی ڈیٹ دے دو ہمیں صرف آعیرہ بیٹی چاہیے "ساجد صاحب بولے۔

"ٹھیک ہے "ہمدانی صاحب کو ساجد صاحب کے اگے ماننا ہی پڑا۔

"بھائی پھر بھی تیاریاں تو کرنی پڑتی ہے "نوشین نے بولنا چاہا تو ہمدانی صاحب نے روکا۔

"ان شاء اللہ ہو جائے گی تیاری "ہمدانی صاحب بولے کہ آعیرہ غصے سے اپنے کمرے میں آئی اپنا فون آن کیا اسد کو کال ملائی بیل جا رہی تھی۔

اسد جو مریضوں کا چیک اپ کر رہا تھا آعیرہ کی کال پہ وہ زیر لب مسکرایا۔ اسے معلوم تھا آج نہیں تو کل کال آنی ہی ہے۔

"زہے نصیب "اسد ہنستا ہوا بولا

"کیوں بھیجا انکل کو ابھی کے ابھی انکار کرو "وہ غصے میں بولی۔

"نہیں میں کیوں انکار کروں میں اچھا بچہ ہوں۔ بڑوں کا کہنا مانتا ہوں "اسد نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑے آعیرہ نے دانت پیس لیے غصے سے فون بند کر دیا۔

****

آعیرہ باہر نکلی سیدھا نوشین اور ہمدانی صاحب کے کمرے میں گئی۔ نوشین آج بہت دنوں بہت مسکرا رہی تھی ہمدانی صاحب کی آواز پر آعیرہ نے اپنے قدم باہر ہی روک دیے۔

"نوشین آج مجھے بہت دنوں بعد دلی سکون ملا۔ میں تو پریشان ہو گیا تھا کہیں میرے بیٹے کی سزا میری بیٹی کو نہ ملے لیکن اسد نے ثابت کر دیا وہ میری بیٹی کے لئے پرفیکٹ ہے۔

اس سے اچھا کوئی میرے بیٹی کو نہیں مل سکتا ورنہ جن کا بھائی زانی ہو انھیں کہاں شریف

لڑکے ملتے ہیں" ہمدانی صاحب کے الفاظ کڑوے ضرور تھے مگر معاشرے کی ایک حقیقت تھی۔

"ایسے مت بولیں۔ اللہ ہر بیٹی کا نصیب اچھے کرے" وہ دل تھام کو بولی

"آمین" وہ بھی دکھ سے بولے۔

آعیرہ نے اپنے قدم وہی موڑ سے لیے بھاگتی ہوئی کمرے میں بند ہوگئی۔ اسے حالات سے سمجھوتہ کرنا تھا کیونکہ وہ ایک عورت تھی۔

****

وہ اوباش مرد کونے میں بیٹھے تاش کھیل رہے تھے۔ ان میں سے ایک بار بار التمش کو دیکھ رہا تھا۔

"اوئے سوہنے منڈے کیا جرم کیا ہے تم نے" وہ آدمی چلتا تاش کے پتے پھینکتا قریب آیا۔ التمش نے جواب نہیں دیا قرآن پڑھنا جاری رکھا۔

"لگتا ہے بغیر کیئے جرم کے پھنس گیا ہے۔ جرم کرنا تیرے جیسے نازک بندے کا کام نہیں" وہ اپنے سے جج کر رہا تھا

"زنا کیا ہے میں نے" وہ دھیمے سے بولا۔

"کیا اب تم تو اندر سے پورا نکلا" وہ اپنے گلے میں پہنی زنجیر گھوما تا بولا۔ التمش نے اسے دیکھا خاموش رہا۔

"اگر تو کہے تو تیری رہائی کروا سکتا ہوں۔ میں تین بار چھوٹ چکا ہے۔ اب بھی بس کچھ دن کا مہمان ہوں یہاں" وہ بولا۔ اسکے کاندھے پہ اپنا ہاتھ رکھا۔

"نہیں التمش ہمدانی کے لیے یہاں سے نکلنا مشکل نہیں لیکن میں اللہ کی عدالت سے ڈرتا ہوں انسان کی عدالت کی سزا بہت کم ہے" التمش کی بات اسکے اوپر سے گزری۔

"بہت سیانی باتیں کرتے ہو فری وقت میں سنوں گا" وہ آدمی مذاق بناتا ہنسا۔ باقی سب نے بھی اونچے قہقہے لگائے۔

****

#چشم_آتش

#از_قلم_عائشہ آرائیں۔

#آخری_قسط (لاسٹ_پارٹ)

اذلان کو یہ سمجھ تو آگی تھی دو سال اور بھی گزر جائے تو بھی وہ ماروش کے سامنے اظہار محبت کرنے میں ناکام ہی رہے گا۔ اس لیے اس نے اس بارے میں زریاب سے بات کرنے کا سوچا تاکہ وہ ماہ روش سے اس کی رضامندی پوچھ لے۔

زریاب کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی کہ اذلان نے دروازہ بجایا۔

"السلام علیکم !پھپھو "وہ ادب سے بولا۔ ذہن میں لائن دوہرا رہا تھا کہ کیسے بات کرنی ہے.

"وعلیکم السلام !اُدھر کیوں کھڑے ہو۔ اندر آؤ" وہ بولی۔ بھائی بھابھی کے چلے جانے کے بعد زریاب نے اذلان کا بالکل ایسے خیال رکھا تھا جیسے وہ فاہم کا رکھتی

"جی پھپھو......وہ۔۔۔۔۔۔ میں "الفاظ سارے گم ہوگے سب لائن بھول گئی تھیں۔

"ارے آج وکیل صاحب جو لوگوں کی بولتی بند کرواتے ہیں اپنا کیس لڑتے آج خود کی بولتی بند ہوگئی "وہ ہنسی۔ اذلان نے خود کے وکیل ہونے پہ دل ہی دل میں لعنت بھیجی۔

"پھپھو مجھے ماہ روش سے نکاح کرنا ہے۔ اپ پوچھے اگر وہ چاہے تو" وہ بولا تو زریاب ہنسی

"آج تم میں مجھے بھائی صاحب کی روح نظر آرہی ہے وہ بھی اماں سائیں سے بھابھی کے لیے ایسے ہی بولے تھے۔ میرا بچہ میں ضرور پوچھوں گی۔ تم سے اچھا میری بیٹی کو اور کوئی نہیں مل سکتا" وہ اسکے سر پہ ہاتھ پھیرتی بولی تو اذلان بھی مطمئن ہوگیا۔

****

فاہم اور نمرہ عمرے سے واپس آ گئے تھے ان کے لیے دو خوشخبریاں تھیں ایک اسد اور آعیرہ کی شادی تو ہونی ہی تھی ساتھ ہی ماہ روش اور اذلان کی شادی تھی کیوں کہ ماہ روش نے شادی کے لیے ہاں جو کردی تھی۔ اذلان تو تب سے ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔

"بڑا ایسنا نکلا میرے گھر میں میری بہن پہ ہی ڈورے ڈال رہا تھا" فاہم نے اسے لتاڑا۔

"بھابھی سن رہی ہیں کیسی باتیں کررہا ہے "اذلان نے نمرہ کا سہارا لیا

"ہاں اذلان سن رہی ہوں اپنی باری تو انہوں نے کہنے کی زحمت ہی نہیں کی تھی "نمرہ ہمیشہ کی طرح طنز کیا۔ فاہم نے اسے گھورا۔

"ہاہاہا وہ فاہم میاں شکر پھپھو نے کوئی اور پسند نہیں کرلی "اذلان ہنسا

"اماں سائیں اپنے بیٹے کی پسند پہچان لیتی ہے "وہ فرضی کالر جھاڑتا بولا۔

****

دن گزرتے گئے آخر اسد اور آعیرہ کے ساتھ ماہ روش اور اذلان کے نکاح کا دن بھی آہی گیا تھا۔ ایک بار پھر حویلی کو سجایا گیا کیوں کہ سب فنکشن یہاں ہی رکھے تھے فضول رسومات کو ترک کرتے ہوئے صرف نکاح اور ولیمے کا فنکشن تھا ماہ روش نے سرخ فراک پہ گولڈ کلر کا نقاب کیا ہوتھا جب کہ آعیرہ کا سیم ڈریس تھا اس نے نقاب کے بجائے حجاب کیا تھا ۔ اذلان یوں ماہ روش کو نقاب میں دیکھ کر چونکا ضرور تھا لیکن اسے اچھا بھی لگا کہ ماہ روش نے اسکی نصحیت پہ عمل کیا۔

نکاح کی رسم ادا کی گئی تو دلہنوں کو اسٹیج پہ بیٹھایا گیا۔ فاہم اور نمرہ نے دونوں جوڑوں کو بہت تنگ کیا جس پہ آعیرہ صرف زبردستی مسکراہی رہی تھی جبکہ باقی تینوں بے شرموں کی طرح خود بھی حصہ لے رہے تھے

"ارے بس رخصتی کا وقت ہوگیا۔ باتیں ختم کرو تم لوگ "زریاب آنکھیں دیکھاتی بولی

زریاب کی بات پہ سب ہنسے سوائے آعیرہ کے وہ اس وقت التمش کو بہت یاد کررہی تھی کیسا بھائی تھا جو اپنی پرنسس کی رخصتی پہ ہی شامل نہ ہوسکا۔ آعیرہ ہمدانی اور نوشین کے گلے لگ کر خوب روئی۔ باقی سب کو بھی آبیدہ کردیا

****

اذلان نے کمرے میں قدم رکھا۔ ماہ روش بغیر نقاب کے دلہن بنی بیٹھی تھی اذلان چلتا اسکے سامنے آکر بیٹھا

"مجھے اب تک یقین نہیں آرہا" وہ بے یقینی کی کیفیت میں بولا۔

"کس بات پہ" ماہ روش نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"یہی کہ تم نے رشتے کے لیے ہاں کردی۔ ہمارا نکاح ہوگیا ہے اور تم اب میری بیوی ہو "اس وقت ماہ روش کو وہ چھوٹا بچہ لگا

"کیسے انکار کر سکتی تھی جو شخص نکاح سے پہلے میرا خیال رکھتا ہے کہ وہ کسی غیر مرد کی نگاہ غلط نہیں پڑنے دے سکتا وہ نکاح کے بعد میرا سب سے بہترین محافظ ہو گا" وہ مسکرا کر بولی تو اذلان میں بھی مسکرا دیا۔

"میں کوئی دودھ میں دُھلا ہوا نہیں ہوں۔ لیکن میں نے سورۂ نور کی آیت ترجمے کے ساتھ پڑھی تھی تم سے محبت کرتا تھا تو اس دن کہہ دیا جو عورت مجھے اتنی پیاری ہے اس کو نصیحت کرنا تو بنتا ہے" وہ نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑتا بولا

"کیا آیت تھی وہ؟" ماہ روش پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔

"اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنی زینت نہ دکھائیں مگر جتنا (بدن کا حصہ) خود ہی ظاہر ہے اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹوں یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنی (مسلمان) عورتوں یا اپنی کنیزوں پر جو ان کی ملکیت ہوں یا مردوں میں سے وہ نوکر جو شہوت والے نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر اپنے پاؤں اس لئے زور سے نہ ماریں کہ ان کی اس زینت کا

پتہ چل جائے جو انہوں نے چھپائی ہوئی ہے اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ "(سورۃ النور آیت نمبر_31)

"تم دنیا کے بہترین شوہر ثابت ہوگے" وہ صاف گوئی سے بولی

"تم ایک اچھی بیوی" وہ مسکراتے اس کے ہاتھ چومتا بولا

کبھی یوں بھی آ میرے روبرو
تجھے پاس پا کہ میں رو پڑوں
مجھے منزل عشق پہ ہو یقین
تجھے دھڑکنوں میں سنا کروں
کبھی سجالوں تجھ کو آنکھوں میں
کبھی تسبیحوں پہ پڑھا کروں
کبھی چوم لوں تیرے ہاتھوں کو
کبھی تیرے دل میں بسا کروں

****

اسد نے اندر قدم رکھا تو آعیرہ جیسے انتظار میں ہی وہ اندر قدم رکھے تکیہ پکڑ کر مارنا شروع کردیا۔ اسد کو ایسے استقبال کی توقع نہ تھی کہ انکی نئی نویلی بیوی اسے شرمیلی ادائے دیکھانے کے بجائے اس پہ ظلم کرے گی۔

"آعیرہ میری پیاری بیوی ابھی ہمارے نکاح کو وقت ہی کتنا ہوا ہے کیوں اتنی جلدی خالص بیوی بن رہی ہو" وہ اپنا بچاؤ کرواتا بولا

"بولا تھا نا کہ انکار کردو" وہ جلالی بنی ہوئی تھی اپنے اتنے دن کا غبار نکال رہی تھی

"اگر انکار کردیتا تو اتنا اچھا استقبال کیسے ہوتا میرا" اب اس نے بھی تکیہ اٹھا لیا تھا۔

"تم ہو ہی اس قابل تم سمجھے زانی کی بہن سے کوئی شادی نہیں کرے گا اس لیے تم نے احسان کیا" آعیرہ کی بات ہتھوڑے کی طرح لگی۔

"کیا تم میری محبت کو احسان کا نام دیتی ہو" وہ اس کے ہاتھ سے تکیہ کھینچ کر دور پھینکتا اور اپنے قریب کیا۔ سرد لہجے بولا۔ وہ کچھ نہیں بولی

"بولو" وہ سنجیدگی سے بولا۔ وہ کچھ بولنے کے بجائے اس کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

"سچ تو یہی ہے نا التمش بھیا نے زنا کیا" وہ روتی بولی

"سنو مائے لٹل وائف مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کیوں کہ تم میرے لیے پہلے بھی اتنی انمول تھی اب بھی اتنی انمول ہو" وہ اسکے بال سہلاتا بولا

"پکا" وہ بولی اتنے دنوں کا ڈر آج کم ہوا تھا۔

"ہاں پکا اب رومانوی گفٹ لینا بھی ہے یا نہیں" وہ گھورتا بولا تو اس نے سر ہلایا۔

اسد نے مسکراتے ہوئے گلے میں لاکٹ پہنایا۔ اعیرہ بھی مسکرا دی۔

****

اگلی صبح دو جوڑوں کے لیے بہت حسین تھی آعیرہ کی آنکھ کھلی تو اسد کمرے میں نہیں تھا وہ جلدی سے اٹھی فریش ہوئی کہ ناشتہ بنائے۔ لیکن وہاں اسد میاں شیف بنے کھانا بنانے میں مصروف تھے

"ارے مجھے اٹھا دیتے میں بنا لیتی" وہ شرمندگی سے بولی

"ارے ہمارے گھر رواج ہے نئی بہو مہینہ کام نہیں کرتی اس لیے اب تم کام نہیں کرو گی ایک مہینہ یہ خادم ہے نا" اسکی باتوں پہ آعیرہ کی آنکھوں میں پانی بھر آیا

"کیوں اتنی محبت کرتے ہو" اسد اس کے سوال پہ چلتا قریب آیا

"کیوں کہ تم ہو ہی محبت کے قابل 'اسکی پیشانی چومتا بولا۔ اعیرہ جیتنا رب کا شکرادا کرتی کم تھا کیوں کہ اللہ نے اسے اتنا پیار کرنے والا شوہر تھا۔ بے شک انسان اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلائے گا

****

ماہ روش اور ازلان وعدے کے مطابق قبرستان آئے تھے پہلے ازلان اپنے مما بابا کی قبروں پہ لے کر گیا دونوں نے دعا مانگی پھر وہ دونوں ماہی اور ضیاء کی قبروں پہ گئے دعا مانگی ۔

"ازلان "وہ سرگوشی نما آواز میں بولی

"جی جان ازلان "وہ بھی ویسے ہی بولا۔

"میں سوچ رہی ہوں التمش کو معاف کردوں۔ اپ کو کوئی اعتراض تو نہیں "وہ بولی

"نہیں وہ تمہارا مجرم تھا احساس ندامت میں بتلا ہے اس کو جیل میں بند کروانے کے بجائے اس کی کوئی اور سزا بھی تجویز کی جا سکتی تھی جیسے کہ وہ کوئی ایسا ادارہ قائم کرے جس سے ظلم و تشدد کا شکار بہنوں کی ظلم کے خلاف آواز اٹھانے میں مدد کی جائے "اس کی بات پہ ماہ روش مسکرائی۔

"آپ نے میری سوچ پڑھ لی"

"جی ہاں میڈم "وہ بھی مسکرایا
****

پانچ سال بعد
ہمدانی ولا میں سب جمع تھے ۔ اج کئی دو نوں بعد ہمدانی ولا روشن ہوا تھا بچے گارڈن میں کھیل رہے تھے ۔ آعیرہ اور اسد کا ایک بیٹا تھا جس کا نام تھا عاہن ۔ نمرہ اور فاہم کے ٹوائنز تھے ایک بیٹا ایک بیٹی ۔ بیٹی کا نام فاطمہ اور بیٹے کا نام علی تھا ۔ پھر ماہ روش اور اذلان کی پٹاخہ بیٹی کا نام آیت تھا ۔ سب کی لاڈلی تھی خاص طور پہ التمش ہمدانی کی ۔ ماہ روش نے التمش کی سزا معاف کروادی تھی التمش نے اپنی باقی کی زندگی فلاحی کاموں میں لگالی تھی ۔ ظلم و تشدد کا شکار عورتوں کی مدد کرنا ۔ انکو انصاف دلانا رہائش کا انتظام ۔ کرنا نوکریاں دینا ۔ اج التمش کا نکاح تھا التمش نے ایک ایسی لڑکی سے نکاح کیا تھا جس کی معصومیت کسی درندے نے نوچ کھائی تھی
کچھ دیر میں التمش اور فروا نکاح کے بندھن میں بندھ چکے تھے
****

یہ ایک ایسی کہانی ہے جو سالوں سے حقیقت میں ہوتی آرہی ہے کبھی کوئی ماہ روش ہوتی ہے تو کوئی التمش ہمدانی تو کوئی اذلان جیسا بھی ہوتا ہے جو ماہ روش کو تھام لیتا ہے جس کی

محبت پاک ہوتی ہے بغیر کسی نقص کے کسی عیب کے ۔ عورت معافی تو دے دیتی ہے لیکن اس انسان کی ہمسفر بننا نہیں چاہے گی کہ جس نے اسکی روح نوچی ہو۔ جیسے ماہ روش نے التمش کو معاف کیا۔ لیکن ہر کہانی کا اختتام یوں نہیں ہوتا بہت سی ماہ روش جیسی لڑکیاں بدنامی کے ڈر سے حرام موت کو گلے لگا لیتی ہیں تو بہت سے التمش زنا کے بعد بھی گناہ کا اعتراف کرنا پسند نہیں کرتے بلکہ گناہ پہ گناہ ثواب سمجھ کر کرتے اور کرتے ہی چلے جاتے ہے اور بہت کم اذلان جیسے ہوتے ہیں جو ایسی لڑکی کا ہاتھ تھامنا پسند کرتے ہیں جو رسوا کردی گئ ہو کیوں کہ مرد کو پاک عورت ہی پسند ہے ۔ یہ نہیں سوچتا پاکیزگی جسم سے زیادہ کردار کی معنی رکھتی ہے

****

ختم شدہ

اپنی رائے کا اظہار لازمی کرے ۔مجھے اس سے اچھا اختتام نہیں ملا۔ شاید بہت سے لوگ متفق نہ ہو ناول کی آخری پیراگراف پڑھ لے یہ ہی حقیقت ہے